﴿کارزارِ عشق﴾

کربلا کارزارِ عشق ھے، آں امام عاشقاں پور بتول،

وہ(امام حسین علیہ السلام) عاشقوں کے امام ھیں جو فرزندِ بتول سلام اللہ علیہا ھیں،

کربلا عشاق کی آماجگاہ ھے

آں شنیدستی کہ ہنگام نبرد   عشق با عقل ہوس پرور چہ کرد

آں امام عاشقاں پورِ بتول   سروِ آزادے زبُستان رسول

(علامہ محمد اقبالؒ، رموزِ بیخودی)

ترجمہ و تشریح: کیا تو نے وہ واقعہ سنا کہ جب جنگ ہو رہی تھی تو لڑائی کے وقت عشق نے ہوس پرور عقل کے ساتھ کیا سلوک کیا (یہاں لڑائی سے مراد معرکہ کربلا ہے، جس میں عشق کے سپہ سالار امام حسین علیہ السلام ہیں اور ہوس پرور عقل یزید اور اس کے حمایتی ہیں)۔ وہ (حسین علیہ السلام) عاشقوں کے امام ہیں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باغ میں سروِ آزاد کی مانند ہیں۔

سید فدا حسین شاہ

﴿کارزارِ عشق﴾

مؤلف: سید فدا حسین شاہ

پروف ریڈنگ: فاطمہ علی، شمزانہ عمر

پروف ریڈنگ: سید عامر علی، سید ابرار بخاری

نظرثانی: ڈاکٹر امجد حسن، سید سعادت حسین

کمپوزنگ/ ڈیزائننگ: وقار عظیم

پیشکش: صاحبزادہ سید حضرت شاہ

ناشر و طابع: حسینیہ امانیہ پبلیکیشنز، سید آباد شریف، کوٹ نجیب اللہ، ہری پور

اشاعت: بار اوّل، دسمبر 2018

تعداد: 1000

علاوہ ازیں یہ کتاب '' کارزارِ عشق '' مؤلف کے نام کے ساتھ Google پر بھی دستیاب ہے

رشتہ آئینِ حق زنجیر پا است
پاس فرمان جناب مصطفیٰ است
ورنہ گِرد تُربتش گردیدمے
سجدہ ہا بر خاک او پاشیدمے

(علامہ محمد اقبالؒ، رموزِ بیخودی)

ترجمہ و تشریح: اللہ کا آئین میرے پاؤں کی زنجیر بنا ہوا ہے اور محمدِ مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے فرمان کا مجھے لحاظ ہے۔یعنی اللہ کے آئین قرآن اور فرمانِ مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** (حدیث) نے مجھے اس بات سے روک رکھا ہے۔قبر کو سجدہ کرنا یا اس کا طواف کرنا شریعتِ محمدی میں منع ہے ورنہ میرے اندر عشق کا ایسا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے کہ اگر ذراسی بھی اس بات کی اجازت ہوتی تو (اے فاطمہ **سلام اللہ علیہا**!) میں ہر وقت آپ کی قبر اطہر کا طواف کرتا اور اس خاکِ پاک پر سجدوں کے سجدے نچھاور کرتا۔

فہرست مضامین

نعت شریف، تضمین کلامِ نصیر الدین نصیرؔ:

اک میں ہی نہیں اس پر قربان زمانہ ہے

سو بار قلم سر کو سجدے میں جھکانا ہے
تب نعت کا اک مصرع لب پر تجھے لانا ہے
محفل میں یہی تجھ کو کہتے ہوئے آنا ہے
"اک میں ہی نہیں اس پر قربان زمانہ ہے
جو ربِ دو عالم کا محبوب یگانہ ہے"

شہنائی شفاعت کی پہلے تو بجانا ہے
دریائے کرم رب کا پھر جوش میں لانا ہے
ہر حال میں دوزخ سے امت کو بچانا ہے
"کل جس نے ہمیں پل سے خود پار لگانا ہے
زہرا کا وہ بابا ہے سبطین کا نانا ہے"

دنیا کی ہر اک رنگیں خواہش کو میں دھتکاروں
جو اس کو پسند آئے اس روپ کو میں دھاروں
جیتی ہوئی ہر بازی وہ چاہے تو میں ہاروں
"اس ہاشمی دولہا پر کونین کو میں واروں
جو حسن و شمائل میں یکتائے زمانہ ہے"

پڑھتے ہی حروفوں کی پھیلی ہوئی ابجد پر
تھم جائے نظر فوراً بس میمِ مشدد پر
پہنچے نہ جہاں کوئی پہنچے ہیں وہ اس حد پر
"عزت سے نہ مر جائیں کیوں نامِ محمد ﷺ پر
ہم نے کسی دن یوں بھی دنیا سے تو جانا ہے"

﴿کارزارِ عشق﴾

از آدم و تا عیسیٰ آیا ہے جو پیغمبر
دریائے نبوت کا تابندہ ہر اک گوہر
اے ماہِ عرب بولا وہ تیری قسم کھا کر
"عزت سے نہ مر جائیں کیوں نامِ محمد ﷺ پر
ہم نے کسی دن یوں بھی دنیا سے تو جانا ہے"

خالق نے بنائے ہیں جو پانچ مقدس تن
ان سے ہی سخاوت کا آباد ہے یہ گلشن
پانچوں نے بھرا خالی ہر ایک یہاں برتن
"آؤ درِ زہرا پر پھیلائے ہوئے دامن
ہے نسل کریموں کی لجپال گھرانہ ہے"

جس دن سے بنا ان کے لشکر کا سپاہی میں
پائی یوں اماں چشمِ محبوبِ الٰہی میں
پرؔویز ہو مئے جیسے محفوظ صراحی میں
"ہوں شاہِ مدینہ کی میں پشت پناہی میں
کیا اس کی مجھے پرواہ دشمن جو زمانہ ہے"

ہے وقتِ کرم آقا ہو چشمِ کرم مجھ پر
کافی ہے بس اک موجِ دریائے کرم پرور
امید لگی ہے بس اک آپ سے لے دے کر
"محرومِ کرم اس کو رکھیے نہ سرِ محشر
جیسا ہے نصیرؔ آخر سائل تو پرانا ہے"

(تضمین نگار: پرؔویز اشرفی احمد آبادی)

﴿کارزارِ عشق﴾

پیش لفظ:

تفکر جذبات کے سمندر میں تلاطم خیزی کرتا ہے اور انسانی تخیل میں انقلاب لاتا ہے۔ سینے میں چھپے محبت واخلاص سے بھرپور پاکیزہ جذبات اور احساسات کو حدت آمیز کرتا ہے۔ پھر جب یہ تخیل قلم سے قرطاس پر اور دہن سے زبان پر آتا ہے تو قاری اور سامع کے قلب وروح کو متاثر کیے بغیر نہیں رہتا۔ انسان میں ایک انقلاب لاتا ہے اور اسے عشق کی آگ سے روشناس کراتا ہے۔ عشق کی آگ کا الاؤ جوں جوں بلند ہوتا ہے، معرفتِ الٰہی کا سرور حاصل ہوتا ہے۔ میرے دوست! میری یہ بات سن اور اسے اپنے دل میں بٹھا کہ سمندر میں غوطہ زن ہو کر ہی گوہر تک رسائی ممکن ہے۔ کیوں کہ موتی سیپ کے حصار میں سمندر کی گہرائیوں میں ہی پنہاں ہیں۔ جب تک سمندر سے دور رہو گے، خوفزدہ رہو گے۔ سمندر میں غوطہ زن ہو کر جب لطف اندوزی کا مرحلہ طے کر لو گے تو سمندر کی خوبصورتی، گہرائی اور اہمیت سے آشنا ہو گے۔

کائنات کی بنیاد عشق پر استوار ہوئی، صاحبِ لولاک پر لاکھوں سلام، ''لولاک لما خلقت الافلاک'' میں عشق ہی کی خوشبو ہے، عشق الٰہی ہو یا عشقِ رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**، عشقِ آلِ عبا ہو یا عشقِ صالحین، عاشق معشوق کے ذکر وفکر میں مگن رہتا ہے۔ عشق وہ جذبہ ہے، جو فرہاد سے نہر کھدوا ڈالتا ہے، عشق حسین بن منصور الحاج سے دار پر بھی صدا لگواتا ہے، عشق قیس عامری کو لیلیٰ کا گرویدہ بنا دیتا ہے، عشق ذلیخا کو یوسف کا طلبگار بنا دیتا ہے، عشق کی مے سے سرشار حسین ابنِ علی **علیہما السلام** اپنے مالک کے حضور اپنے بچوں اور رفقاء کی قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ عشق ابوطالب **رضی اللہ عنہ** سے ہنستے بستے گھروں کو چھڑوا کر شعب ابی طالب لے جاتا ہے۔ عشق سرِّ دار بھی معشوق کا نام لینا ہے۔

کسی زخمی ہرن کی آہ وبکاہ میرے درد، نالہ وشیون سے ہرگز زیادہ نہیں۔ یہ چند الفاظ کوئی غزل تو نہیں مگر کسی غزل میں پنہاں کرب سے کم بھی نہیں

﴿کارزارِ عشق﴾

خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اشعار میں فرمایا: کہ اے دل! اگر تو غموں سے نجات چاہتا ہے تو محبوب کا غم اپنے اندر بسا لے، کیوں کہ جو دل عشق کے غم میں مبتلا ہو جاتا ہے، وہ باقی سب غموں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

خواجہ صاحب کے ان اشعار کے ساتھ میری دعا اپنی آل اولاد اور آنے والی نسلوں کے لیے ہمیشہ یہی رہی ہے کہ: اے مالک و مولا، میری ذریت کو غمِ حسین علیہ السلام کی دولت سے مالا مال رکھنا اور ہر نئی آنے والی نسل میں عشقِ حسین علیہ السلام کی اس آگ کو تیز تر رکھنا تا صبحِ قیامت، دنیا اور آخرت کی رسوائی سے بچانا، خاتمہ بالخیر ہو اور اپنی رضا سے ہمیشہ ہمکنار رکھنا۔ آمین

اس ماں کے درد کو کون جانے جس کا ۳ سالہ بچہ کڑکتی دھوپ میں عین دوپہر کے وقت گلی میں نکل جائے اور اس کی نظروں سے غائب ہو جائے۔ کون ہے جو اس درد کا کما حقہٗ اندازہ کر سکے۔

یہ عشق ہے جو مجھے اہلِ بیت کے مناقب کے بحرِ بیکراں میں غوطہ زن کراتا ہے، پھر کچھ موتی میرے ہاتھ لگتے ہیں، جنھیں میں عشاق کے سامنے پیش کر دیتا ہوں اور اس کی روشنی سے عشاق کے قلوب و ارواح منور ہو جاتے ہیں۔

عشق وہ جذبہ ہے جس کا آغاز قلب و روح سے تعصب، نفرت، بغض اور عداوت کے بیج تلف ہونے کے ساتھ ہوتا ہے، پھر مہر و الفت کا بیج جنم لیتا ہے جس سے پیار کی کونپلیں پھوٹتی ہیں اور محبت و اخلاص کے غنچے جب اپنے جوبن پر آتے ہیں تو فضا میں ہر طرف سرور و رعنائی بکھیر دیتے ہیں۔ یہ کارزارِ عشق ہے جو ان لطیف جذبوں کو نہ صرف سمجھنے میں مدد دیتا ہے بلکہ اسے سرور و رعنائی سے بہرہ مند کر کے روح کو ایسا لطیف کر دیتا ہے کہ انسان فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ سالک کی روح اس خوشبو سے معطر ہوتی ہے تو دیگر نفوس کے قلوب و ارواح کو منور کیے بغیر نہیں رہتی۔

﴿ کارزارِ عشق ﴾

سرورِ کونین **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا: ''تم اسی کے ساتھ محشور ہو گے جس کے ساتھ تمھاری محبت ہو گی''

اے اللہ ہمیں اپنے حبیب **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**، ان کے گھرانے اور ان کے چاہنے والوں کے ساتھ محشور فرما، آمین

صحیح بخاری کی حدیث ''اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ''، تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے تم محبت رکھتے ہو، میں اسی کا بیان ہے

سلسلۃ الذھب کی وہ کڑیاں جن سے نبی پاک **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا وجودِ مسعود (آدم **علیہ السلام** تا عبد اللہ **رضی اللہ عنہ**، حوا **سلام اللہ علیہا** تا آمنہ **سلام اللہ علیہا**) منتقل ہوتا ہوا آیا، ان تمام آباء اور امہات کا ذکرِ جمیل بھی سفرِ عشق کی منازل ہیں، جن کو جاننے، سننے، سمجھنے اور بیان کیے بغیر دعویٰ عشق مکمل نہیں ہوتا۔

سیرت ابنِ ہشام میں جنابِ ابو طالب **رضی اللہ عنہ** کا یہ شعر موجود ہے

لِعَمْرِیْ لَقَدْ کَلِفْتَ وَجَدًا بِاَحْمَدِ وَ اَخَوَاتِہٖ دَأْبَ الْمُحِبِّ الْمَوَاصِلِ

اپنی عمر کی قسم، جس طرح دائمی محبت کرنے والوں کی حالت ہوتی ہے، میں بھی احمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** اور ان کے بھائیوں کے عشق میں مبتلا کیا گیا ہوں

جنابِ ابو طالب **رضی اللہ عنہ** نے قصیدہ لامیہ میں نصرتِ رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا اظہار ایمان افروز اشعار میں کیا ہے، جن میں سے درج ذیل شعر سے ان کے عزمِ صمیم کو محسوس کیا جا سکتا ہے

وَ نُسْلِمُہٗ حَتّٰی نُصَرَّعَ حَوْلَہٗ وَ نُذْھَلَ عَنْ اَبْنَاءِ نَا وَالْحَلَائِلِ

اور ہم اسے تمہارے حوالے کر دیں گے، اس سے پیشتر کہ ہمارے لاشے اس (محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**) کے ارد گرد خاک آلود پڑے ہوں اور ہم اپنے بچوں اور اپنی بیویوں کو بھی فراموش کر چکے

ہوں۔

سیدہ فاطمہ **سلام اللہ علیہا** نے نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے ارتحال کے بعد ان کے ہجر میں جو اشعار کہے ان میں سے ایک یوں ہے:

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِب" لَوْ اَنَّهَا　　صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

(حضور **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی جدائی میں) وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں، یہ مصیبتیں دنوں پر ٹوٹتیں تو دن راتوں میں تبدیل ہو جاتے

خالق ارض و سماء کا کروڑ ہا شکر ہے کہ جس نے مجھ سراپا تقصیر و خطا کو اپنے بیش بہا کرم سے نوازا۔ میرے دل میں میری روح میں شہزادۂ بتول امام حسین **علیہ السلام** کی مودت ودیعت کی۔ جس نے مجھے حوصلہ اور الفاظ القا کیے، جس سے اس مودت کے اظہار کے ساتھ ساتھ کچھ گم گشتہ راہ اور حق کے متلاشی نفوس کو روشنی بھی عطا ہوئی۔ عزت تو وہی جو مالک عطا کر دے، شہرت کی کبھی تمنا ہی نہ تھی لیکن مالک و مولا نے ہر نعمت سے نواز دیا، کسی چیز کی حسرت اور کمی نہ رہی۔ بس ایک خواہش باقی رہ گئی کہ سیدہ کائنات کی عظیم بیٹی آقا زادی سیدہ زینب **سلام اللہ علیہا** کے روضے پر حاضری نصیب ہو اور انشاءاللہ یہ سعادت بھی مالک کے خزانوں سے مل جائے گی۔

۱۵ فروری 2018 صبح ۸ بجے میرے موبائل پر میرے میٹرک کے استاد پی ٹی آئی ماسٹر خورشید صاحب کی کال آئی اور بہت خوشی اور مسرت سے انھوں نے مبارک باد پیش کی کہ جسٹس (ر) نذیر احمد غازی صاحب نے ۹۲ چینل پر ۷ سے ۸ بجے کے درمیان نشر ہونے والے اپنے پروگرام صبح نور میں میری کتاب ''نور کربلا اور اقبال'' پر اپنا تبصرہ پیش کیا اور میری کاوش کو سراہا۔ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے یہ صلاحیت (میرے نزدیک صلاحیت بس میری زندگی کے وہ قیمتی لمحے ہیں جو امام حسینؑ اور پنجتن پاک کے ذکر میں گزر جائیں) دی کہ میں ان جذبوں کو الفاظ میں سمیٹ سکا اور جس نے اہلِ مودت کے قلب و روح کو گرمایا اور محظوظ کیا۔ میں

کیا اور میری اوقات کیا، یہ سب کرم فرمائی ہے اللہ کی جس نے اپنے حبیب **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** اور ان کے خانوادے کے صدقے میرا بھرم رکھا ہوا ہے۔ دعا ہے کہ یہ بھرم مرتے دم تک اور محشر میں بھی انھی پاک نفوس کے صدقے قائم رہے۔ آمین

میں اس بات کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب ''کارزارِعشق'' کوئی شعوری کاوش نہ تھی۔ اس کتاب کا نام اور اس میں شامل مضامین کا بیشتر حصہ میرے قلب و روح پر القا ہوتا رہا اور میں فقط ان کو سپردِ قرطاس کرتا رہا۔ اس سارے عمل میں مستی و سرور کی جو کیفیت موجزن رہی وہ بیان و تحریر میں نہیں آسکتی۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس کتاب کے قاری کو وہ مستی مسحور ضرور کرے گی۔

عشق مودت کا متقاضی ہوتا ہے، عشق فنا ہو کر بقا حاصل کرتا ہے، عاشق معشوق کے ذکر و فکر و خیال و رضا کو زندگی کا حاصل سمجھتا ہے۔

بقول اسداللہ خان غالب:

غمِ شبیرؑ سے سینہ ہو یہاں تک لبریز
کہ رہیں خونِ جگر سے مری آنکھیں رنگیں

سید فدا حسین شاہ ترمذی

۲۷ ستمبر ۲۰۱۸ء بمطابق ۱۶ محرم الحرام ۱۴۴۰ ہجری

03009117066

fidahshah@gmail.com

عشق اور اقبال رحمۃ اللہ علیہ :

علامہ محمد اقبال **رحمۃ اللہ علیہ** نے رموزِ بیخودی میں ''در معنی حریت اسلامیہ و سر حادثہ کربلا'' کا آغاز عشق اور عقل کے موازنے سے کیا۔۱۳ اشعار میں عشق اور عقل کا موازنہ کرنے کے بعد ۱۴ویں اور ۱۵ویں شعر میں فرماتے ہیں:

آں شنیدستی کہ ہنگام نبرد　　عشق با عقل ہوس پرور چہ کرد

آں امام عاشقاں پورِ بتول　　سروِ آزادے زبُستان رسول

(علامہ محمد اقبالؒ، رموز بیخودی)

ترجمہ وتشریح: کیا تو نے وہ واقعہ سنا کہ جب جنگ ہو رہی تھی تو لڑائی کے وقت عشق نے ہوس پرور عقل کے ساتھ کیا سلوک کیا (یہاں لڑائی سے مراد معرکۂ کربلا ہے، جس میں عشق کے سپہ سالار امام حسین **علیہ السلام** ہیں اور ہوس پرور عقل یزید اور اس کے حمایتی ہیں)۔ وہ (حسین **علیہ السلام**) عاشقوں کے امام ہیں اور رسولِ اکرم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے باغ میں سرو آزاد کی مانند ہیں۔

علامہ صاحب عشق کو حق کا استعارہ اور عقل کو ہوس پرور سمجھتے ہیں۔اس سے پہلے کے ۱۳ اشعار میں عشق اور عقل کا موازنہ کرتے ہیں جس کا مفہوم اور تشریح کچھ اس طرح سے ہے:

جس نے بھی ہمیشہ زندہ رہنے والے خدا (حی و قیوم) اور ہر وقت موجود (حاضر و ناظر) سے اپنا تعلق اور رشتہ بنا لیا اس کی گردن ہر معبود کی بندش سے آزاد ہوگئی۔یعنی خدائے لم یزل سے رشتہ استوار کر لینے سے وہ ہر قسم کے خداؤں سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور اسے ہر باطل قوت سے خلاصی مل جاتی ہے۔مومن کا وجود عشق سے ہے اور عشق مومن کی وجہ سے ہے۔عشق ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے۔عقل اور عشق کا موازنہ کرتے ہوئے علامہ محمد اقبال **رحمۃ اللہ علیہ** عقل کو ظالم، جلاد، سنگدل اور خونریز کہہ رہے ہیں مگر عشق کی شدتِ خونریزی کو اس کی پاکیزہ صفات کے ساتھ بیان فرما رہے ہیں۔عشق بےلوث اور اغراض سے پاک ہوتا ہے۔اپنے مقاصد کے حصول کے

لیے ناجائز حربے استعمال نہیں کرتا۔ چالاک، نڈر اور بے خوف ہوتا ہے۔ راہِ حق میں جس تیزی سے قدم اٹھاتا ہے، عقل وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔ عقل ہمیشہ اعداد وشمار کے ساتھ چلتی ہے، کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے عقل اسباب، وسائل اور نتائج کا جائزہ لیتی ہے جبکہ اس کے برعکس عشق ان ساری چیزوں سے بے نیاز ہو کر مقصدیت کے لیے آگے بڑھتا ہے۔ میدانِ عمل میں بے خوفی کے ساتھ آگے بڑھتا ہے، عشق کی طاقت اسباب وعلل و وسائل نہیں ہوتے بلکہ وہ صرف اہداف کو حاصل کرنے پر کاربند ہوتا ہے۔ عشق کو پروا نہیں ہوتی، کہ اس کے ساتھیوں کی تعداد کم ہے یا حالات ناموزوں ہیں، وہ سربکف میدانِ عمل میں نکل کر مقصد کے حصول کے لیے جدوجہد کرتا ہے۔

عشق اپنے بازو کی قوت پر بھروسہ کرتے ہوئے شکار کرتا ہے مگر عقل بنیادی طور پر مکار ہے اور مکروفریب، ہیر پھیر، عیاری اور چالبازی سے شکار کو اپنے جال میں پھنساتی ہے۔ عقل کا سارا سرمایہ خوف وڈر اور شک وشبہ ہے جبکہ عشق عزم ویقین کے ساتھ پیوستہ ہے۔ عقل کی تعمیر کا نتیجہ ویرانی کی شکل میں آتا ہے جبکہ عشق ویران کر کے مستقل طور پر آباد کرتا ہے۔ عقل ہوا کی طرح دنیا میں سستی ہے جبکہ عشق نایاب اور بہت قیمتی ہے۔

عقل چون وچند (کیوں، کیسا، کتنا) کی بنیاد پر مستحکم ہوتی ہے جبکہ عشق چون وچند کے اس لباس سے بے نیاز اور عریاں ہے۔ عقل خودنمائی پر زور دیتی ہے اور اپنے آپ سے کہتی ہے کہ آگے بڑھ یعنی دولت، عزت، طاقت اور شہرت حاصل کر جبکہ عشق کہتا ہے کہ تو ان چیزوں سے بے نیاز ہو جا اور اپنے آپ کو امتحان کے لیے پیش کر دے اور آزمائش سے گزر جا۔ عقل مطلب کے لیے اجنبی سے آشنائی پیدا کرتی ہے جبکہ عشق اپنا محاسبہ خود کرتے ہوئے، غیر سے تعلق استوار کرنے کی بجائے اللہ کے فضل پر بھروسہ کرتا ہے۔ عقل کہتی ہے کہ خوش رہ کر مزے کی زندگی گزار کر راحت اور شادمانی حاصل کر جبکہ عشق کہتا ہے کہ اللہ کا صحیح بندہ بن کر غیر کی غلامی سے آزاد ہو

﴿کارزارِ عشق﴾

جا۔علامہ صاحب عقل کو مکار اور چالاک گردانتے ہیں اور عشق کو بے لوث اور ترجمانِ حق سمجھتے ہیں۔

عشق کے لیے آرام،سکون اور راحت،حریت کی وجہ سے ہے۔اس کی اونٹنی (ناقے) کو ہانکنے والی حریت ہے۔

صدقِ خلیل بھی ہے عشق، صبرِ حسین بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

(علامہ محمد اقبالؒ،بالِ جبریل)

بالِ جبریل میں علامہ صاحب اس عشق کو اس طرح سے بیان کرتے ہیں:

کبھی تنہائی کوہ و دمن عشق
کبھی سوز و سرور و انجمن عشق
کبھی سرمایۂ محراب و منبر
کبھی مولا علی خیبر شکن عشق

اسی طرح علامہ محمد اقبال نے رموزِ بیخودی میں سیدہ فاطمہؓ کے بارے میں فرمایا:

مادر آں مرکز پرکار عشق
مادر آں کارواں سالار عشق

آپ (فاطمہ **رضی اللہ عنہا**) حسنینِ کریمین (حسن اور حسین **علیہما السلام**) کی والدہ محترمہ ہیں۔امام حسین **علیہ السلام** عشق کی پرکار کے مرکز ہیں اور امام حسن **علیہ السلام** عشقِ حق کے قافلہ سالار ہیں۔

علامہ محمد اقبال **رحمۃ اللہ علیہ** اسرارِ خودی میں ''در شرح اسرار اسمائے علی مرتضےٰ'' کا آغاز

ہی یوں کرتے ہیں:

مسلم اول شہ مردان علی
عشق را سرمایہ ایمان علی
از ولائے دود مانش زندہ ام
در جہاں مثل گوہر تابندہ ام

ترجمہ وتشریح: حضرت علی **رضی اللہ عنہ** اول المسلمین یعنی سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں۔آپ **علیہ السلام** مردوں کے شاہ اور دلیروں کے سردار ہیں۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذاتِ مبارکہ عشق کے لئے ایمان کا سرمایہ ہے۔میں (اقبال) آپ **رضی اللہ عنہ** کے خاندان کی محبت کی وجہ سے زندہ ہوں۔اوراسی وجہ سے جہاں میں موتی کی طرح جگمگا رہا ہوں۔علامہ صاحب کے نزدیک روحانی حیات کے لئے حضرت علی **رضی اللہ عنہ** اور آپ کے خاندان کی محبت نہایت ضروری ہے اوراسی سے دنیا اور آخرت میں آبرو ملتی ہے۔مشکٰوۃ شریف اور ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ ابنِ عباس **رضی اللہ عنھما** رسولِ اکرم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سے روایت کرتے ہیں: اللہ سے اس لئے محبت کرو کہ وہ تمھیں کھانے کے لئے نعمتیں دیتا ہے۔اور اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو۔اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہلِ بیت کے ساتھ محبت کر۔

علامہ صاحب نے عقل وعشق کا موازنہ اس طرح سے کیا:

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

علامہ صاحب عقل کو مکار اور چالاک گردانتے ہیں اور عشق کو بے لوث اور ترجمانِ حق:

عقل عیار ہے سو بھیس بدل لیتی ہے
عشق بیچارہ نہ ملا ہے، نہ زاہد نہ حکیم

اسی طرح بالِ جبریل میں علامہ صاحب عقل اور عشق کا تقابل یوں کرتے ہیں

تازہ مرے ضمیر میں معرکۂ کہن ہوا
عشق تمام مصطفیٰ، عقل تمام بولہب

آباء واجداد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد یعنی آپ کا اس دنیا میں تشریف لانا برکتوں اور رحمتوں سے بھرپور ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں ظہور پذیر ہوئے تو عجائباتِ دنیا اور معجزات دیکھنے میں آئے جن میں شام تک کے محلات کا روشن ہو جانا، آتش پرستوں کی ہزار سالہ آگ کا ٹھنڈا ہو جانا، کسریٰ کے محل کے کنگرے گر جانا وغیرہ وغیرہ مشہور ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت یا مولد کی بات ہو اور آپ کے آباء واجداد کا تذکرہ نہ ہو تو یہ زیادتی ہوگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی دنیا منتظر تھی۔ یہود کو ان تمام علامات کا بخوبی ادراک تھا۔ قرآن کہتا ہے کہ یہود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ان نشانیوں، علامات اور آثار) کو ایسے پہچانتے تھے جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے تھے۔ نصاریٰ ان نشانیوں اور وقت کو جانتے تھے، بحیرا راہب کا واقعہ اس بات کا مؤید ہے۔ بادشاہ تبع حمیری اور اس کے یثرب میں ہزار سال سے آباد کردہ علماء اور ان کی نسلیں منتظر تھیں تو پھر سوال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ عالی قدر آباء و اجداد جن کی پشتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود امانت رکھا گیا تھا (اور جو نسل در نسل پاک اصلاب سے پاک ارحام کی طرف منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا سے ظہور پذیر ہوا) کیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے بے بہرہ تھے؟ یہ لمحہ فکریہ اور غور طلب مقام ہے۔ اس پر غور وفکر سے بہت سے عقدے بڑی آسانی سے کھل سکتے ہیں۔

سیرت کی کتابیں اٹھا کر دیکھئے تو پتا چلے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد نہ

صرف اس حقیقت سے بخوبی آگاہ تھے بلکہ اپنی اولاد کوتاکید کر کے جاتے تھے کہ جب وہ عظیم نبی آخرالزمان اس دنیا میں تشریف لائے تو نہ صرف ہمارا سلام عرض کرنا بلکہ ان پر ایمان بھی لانا۔ یہی تاکید انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قوموں کو کرتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباء واجداد نہ صرف موحد تھے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت اشعار کی صورت میں کہا کرتے تھے۔ الغرض توریت، انجیل اور ہر طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا چرچا تھا، اسی طرح سرکار کے آباء واجداد بھی (جو نورِ محمدی کے امین تھے) اس خبر سے بخوبی آگاہ تھے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد اپنی اولاد کو تاکید کر کے جاتے کہ جب وہ عظیم الشان نبی آجائے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا۔

جنابِ عبداللہ علیہ السلام سے لے کر جنابِ عدنان تک ۲۲ پشتوں کا شجرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بیان فرمایا ہے۔ ان میں سے کسی کے بھی حالات اٹھا کر پڑھ لیجئے، آپ پر یہ حقیقت آشکار ہوگی کہ وہ اعلیٰ ترین اخلاق کے مالک اور موحد تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں اشعار کہتے اور اپنی اولاد کو تاکید فرماتے کہ اس امانت کی حفاظت کرنا اور ایمان لانے کی تلقین کر کے جاتے۔ اب جن پشتوں میں سے مرحلہ وار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلب سے رحم پھر صلب اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ رحمِ جنابِ سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا تک منتقل ہوئے، کیا ان ہستیوں کا ذکر میلادالنبی یا سیرت النبی کا اہم موضوع نہیں ہے؟ بہت کم لوگوں کو اس پر بات کرتے سنا ہے، میلاد اور سیرت کے جلسوں کا تو یہ ذکر لازمی حصہ ہونا چاہئے۔

نبی محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد عبداللہ علیہ السلام سے لیکر ابراہیم علیہ السلام تک سلسلۃ الذھب کی جتنی کڑیاں ہیں، سب بڑی شان والے تھے۔ وہ کعبے کے نگہبان اور متولی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد دینِ ابراہیمی پر تھے، اللہ کی واحدانیت کے علمبردار، اس کے گھر کعبہ کے رکھوالے اور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منتظر تھے۔ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں ہمیشہ پاک اصلاب سے پاک ارحام کی طرف منتقل ہوتا رہا، میرے آباء واجداد کو جاہلیت کی کسی بری رسم نے نہیں چھوا۔

غریب وسادہ ورنگیں ہے داستانِ حرم

نہایت اس کی حسین، ابتدا ہے اسماعیل

(علامہ محمد اقبالؒ، بالِ جبریل)

کعبہ کے معمار ابراہیم اور اسماعیل **علیہما السلام** ہیں، اسماعیل **علیہ السلام** پتھر اور گارا لے کر آتے اور ابراہیم **علیہ السلام** کعبے کی بنیادیں اور دیواریں کھڑی کرتے تھے۔ ابراہیم اور اسماعیل **علیہما السلام** کعبہ کے بنانے والے، محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** اور حسین **علیہ السلام** کعبہ کو بچانے والے، مولیٰ علی **علیہ السلام** مولودِ کعبہ، کیا خوب ربط ہے کعبے کا ان سے۔ خلیل اللہ نے مکہ کو اور حبیب اللہ نے مدینہ کو حرم بنایا۔ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے دعا کی کہ مدینہ کو مکہ سے دگنی برکت عطا فرما (بخاری، مسلم)۔ مسجد النبوی میں نمازیں پڑھنا سعادت ہے، مسجدِ نبوی کو یہ فضیلت کیوں ملی؟ مدینہ حرم کس کی وجہ سے بنا؟ سلام ہو محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** وآلِ محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** پر

ابرہہ کے حملے پر عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** قوم کو پہاڑوں پر بھیجنے کے بعد کعبے کے ساتھ چمٹ گئے اور کہا: میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ جنابِ عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** نے بیت اللہ سے چمٹ کر دعا کی کہ اے مالک! جو تیری مرضی، جیسا تو چاہے، چاہے تو اپنے گھر کو بچالے، چاہے تو ابرہہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو جائے، میں اس گھر کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ ساری قوم کو پہاڑوں پر بھیجنے کے بعد ایک طرف عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** ہیں جو اکیلے کھڑے ہیں، مطاف میں کعبے کی دیواروں کو تھامے ہوئے اور دوسری طرف ابرہہ ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ مکمل غرور و نخوت کا پیکر بنا ہوا۔ عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** اکیلے ہیں مگر عزم واستقلال کا ایک کوہ گراں، مالک پر یقینِ کامل جبکہ ابرہہ پورے وسائل پر بھروسہ کرتے ہوئے کعبہ کو گرانے کا ارادہ کیے ہوئے تھا۔

مگر اللہ کا بندہ ہو تو وہ اکیلا بھی اپنے مالک پر بھروسہ کرتے ہوئے ہاتھیوں کے پہاڑ جیسے لشکر کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے اور سرخرو رہتا ہے۔ سورہ فیل عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** کی شان میں ہے، اللہ نے متولی کعبہ عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** کی دعا پر ابابیلوں سے ہاتھیوں اور حملہ آوروں کو تباہ کیا۔

یزید یہ بات بھول گیا تھا، کہ حسین اسی عبدالمطلب کے بیٹے ابوطالب **علیہم السلام** کے پوتے ہیں، وہ وسائل و اسلحہ ہائے حرب سے مالا مال لشکر کو کہاں خاطر میں لانے والے تھے۔ چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ رسوائی و لعنت یزید اور اس کے حامیوں کا مقدر بنی اور عزت و افتخار آلِ عبد المطلب **رضی اللہ عنہ** اور ان کے جاںنثاروں کے حصے میں آئی۔

الغرض نبی کریم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے آباء و اجداد موحد اور دینِ ابراہیمی پر کاربند تھے، اللہ ان کی باتیں سنتا اور دعائیں قبول کرتا تھا۔ وہ کعبے کے متولی اور عرب کے سردار تھے۔ حضور **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے آباء و اجداد خوبصورتی اور جمال میں بیمثال تھے۔ شجاعت و وجاہت میں نمایاں، جُود و سخا اور خُلق و سیادت میں ممتاز تھے۔

نبی اکرم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**، صاحبِ لولاک، محمد مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا: ''**اَنَا دَعْـوَۃُ اَبِیْ اِبْرَاھِیْم**'' میں اپنے باپ ابراہیم **علیہ السلام** کی دعا ہوں۔ محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سے ابراہیم **علیہ السلام** تک نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے جتنے آباء و اجداد ہیں، ان کے بارے میں جاننا اور اس شجرے کو بیان کرنا یقیناً بڑی سعادت ہے، ان نفوس پر سلام۔ حضور **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے آباء و اجداد اور گھرانہ ہی ابراہیم **علیہ السلام** کی تعلیمات، مذہب اور توحید پر قائم تھا۔ باقی عرب تو بت پرستی جیسی لعنت میں گرفتار تھے۔ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے اجداد اپنے اپنے وقت میں سردارانِ قریش رہے، قصی اپنے وقت میں، ہاشم، عبدالمطلب اور ابوطالب **علیہم السلام** اپنے اپنے ادوار میں قریش کے سردار ہوئے۔

نبی محتشم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے اپنا شجرہ طیبہ ۲۲ پشتوں (محمدؐ تا عدنان) تک احادیث میں

خود بیان فرمایا ہے۔ سلسلۃ الذھب کی ان ساری کڑیوں پر سلام۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی

بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر

بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس

بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان

نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا نام محمد آپ کے دادا عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** نے رکھا، محمد یعنی تعریف کیا گیا، کلمہ میں بھی محمد آیا، قرآن میں بھی محمد سے مخاطب کیا گیا۔ نبی کریم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا:

اللہ نے اولادِ ابراہیم **علیہ السلام** سے اسماعیل **علیہ السلام** کو، بنی اسماعیل سے کنانہ، بنی کنانہ سے قریش، قریش سے ہاشم اور بنی ہاشم سے مجھے چُنا

نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے بی بی خدیجہ **سلام اللہ علیہا** کے ساتھ نکاح کا خطبہ جنابِ ابوطالب **علیہ السلام** نے ارشاد فرمایا جس کا آغاز یہاں سے کیا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلْنَا مِنْ ذُرِّیَّتِ اِبْرَاهِیْمَ وَ ذَرْعِ اِسْمَاعِیْلَ وَ ضِعْضَعِ مَعْد وَعَنْصُرِ مُضَر

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں کہ جس نے ہمیں ابراہیم **علیہ السلام** کی اولاد، اسماعیل **علیہ السلام** کی کھیتی، معد کے اصل اور مضر کی نسل سے پیدا کیا

عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** کے دادا اور جنابِ ہاشم (سیدالبطحا) کے والد عبدمناف کو قمرالبطحا یعنی بطحا کا چاند کہا جاتا تھا، عبدمناف قصَیٰ کے بیٹے تھے۔ ہاشم **رضی اللہ عنہ** کے دادا قصیٰ نے ابراہیم **علیہ السلام** اور اسماعیل **علیہ السلام** کے تعمیرِ کعبہ سے کئی صدیاں گزرنے کے بعد خانۂ کعبہ کو دوبارہ تعمیر

کرنے کا شرف حاصل کیا۔قصَی نے قریش کو اکٹھا کیا، باہمی مشاورت کے لئے کعبہ کے ساتھ مکان (دارالندوہ) تعمیر کیا اور تولیتِ کعبہ کے تمام امور اپنے ہاتھوں میں لیے۔ جنابِ قصَی (یا قصَی) نے ضیوف الرحمٰن (حاجیوں) کے بہتر انتظام وانصرام کے لئے رفادہ، سقایہ، الندوہ اور اللواجیسے مناصب متعارف کرائے۔

عبدمناف اور عبدالعزیٰ دونوں بھائی تھے اور قصی بن کلاب کے بیٹے تھے۔ سیدہ خدیجہ **رضی اللہ عنہا** (اُمِ فاطمہ **رضی اللہ عنہا**) کا شجرہ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سے قصی بن کلاب پر ملتا ہے۔قصی پر فاطمہ **رضی اللہ عنہا** کے بابا محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** اور والدہ خدیجہ **رضی اللہ عنہا** کا شجرہ ایک ہوجاتا ہے۔ خدیجہ **رضی اللہ عنہا** کے جد، عبدالعزیٰ اور نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے جد، عبدمناف آپس میں بھائی تھے۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی

خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی

قصی اور زہرہ دونوں بھائی تھے اور جنابِ کلاب بن مرہ کے بیٹے تھے، نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے والد عبداللہ اور والدہ آمنہ کا شجرہ کلاب بن مرہ پر مل جاتا ہے۔ سیدہ آمنہ **سلام اللہ علیہا** قریش کے مشہور خاندان بنی زہرہ سے تھیں اور اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھیں، نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا: میں اپنی والدہ (آمنہ **سلام اللہ علیہا**) کا خواب ہوں۔

محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ

کلاب اور تیم دونوں بھائی اور مرہ بن کعب کے بیٹے تھے، جنابِ ابوبکر صدیق **رضی اللہ عنہ** بنی تیم سے تھے اور ان کا شجرہ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سے مرہ بن کعب پر ملتا ہے۔

کعب بن لوی: کلاب بن مرہ کے دادا

کلاب: عبدمناف بن قصی کے دادا

عبدمناف: عبدالمطلب بن ہاشم کے دادا

عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ**: محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے دادا

محمد، علی، فاطمہ، حسن اور حسین **علیہم السلام** ایک ہی شجرے سے ہیں

حسین بن فاطمہ بنت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم

حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم

کلاب بن مرہ جناب ہاشم کے پردادا تھے، کلاب کے دادا کعب بن لوی محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سے کئی صدیاں پہلے ہوگزرے، وہ محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی محبت میں اشعار کہا کرتے تھے۔ کعب بن لوی کے اشعار سے نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سے ان کی محبت اور وارفتگی کی خوش بُو آتی تھی، وہ اپنی اولاد کو نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سے محبت اور نصرت کی تلقین کیا کرتے تھے۔ کعب بن لوی دورِ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** میں ہونے کی حسرت کرتے اور کہتے: کاش میں اس وقت موجود ہوتا جب قبیلہ حق کو نامراد کرنے میں مصروفِ عمل ہوگا۔

کعب بن لوی کے اشعار اور خواہش کو سامنے رکھیئے اور جنابِ ابوطالب کے قصیدہ لامیہ کے اشعار پڑھیئے اور پھر ۴۲ سالہ دورِ نصرتِ نبوت کو سامنے رکھیئے تو پتہ چلتا ہے کہ جنابِ کعب کے ایک ایک شعر کا مصداق کوئی اور نہیں بلکہ بطحا کے سردار عبدالمطلب کے بیٹے ابوطالب ہیں، جنھوں نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ نصرتِ رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے لئے وقف کردیا تھا۔ وہ شعب ابی طالب کے تین سال ہوں یا باقی عرصۂ حیات، ساری عمر جناب ابوطالب اسی ایک مشن پر گامزن رہے کہ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** پر ذرا سی آنچ نہ آئے اور وہ اپنا کارِ رسالت احسن طریقے سے انجام دیتے رہیں۔

کعب بن لوی کے دادا غالب بن فہر تھے، غالب کے والد فہر کو قریش کہا جاتا ہے۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب

بن لوئی بن غالب بن فہر

قریش کی وجہِ تسمیہ میں سے ایک اپنے قبیلے کو اکٹھا کرنا ہے، فہر (قریش) بن مالک نے سب اولادِ کنانہ کو بادشاہِ یمن کے مقابلے میں اکٹھا کیا، اس لیے جنابِ فہر کا نام قریش مشہور ہو گیا۔ سرکارِ انبیاء **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے ناموں میں سے قریشی، ہاشمی، مطلبی، تہامی بہت مشہور ہیں۔ قریشی، ہاشمی اور مطلبی صفات، بنی ہاشم کی پہچان تھیں۔ سورہ فیل کے علاوہ سورہ قریش میں بھی اولادِ فہر بن مالک کا بیان ہے، قریش کے جملہ فضائل میں سے اہم ترین نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا اس خاندان سے ہونا ہے۔

ابرہہ پہلا آدمی نہیں تھا جو کعبے پر حملہ آور ہوا، ابرہہ سے کئی صدیاں پہلے حسان بن عبدالکلال حمیری (شاہِ یمن) بھی کعبہ پر حملہ آور ہوا تھا۔ حسان شاہِ یمن کعبہ کے پتھر اٹھا کر یمن لے جانا چاہتا تھا تاکہ وہاں کعبہ بنائے اور لوگ حج اور طواف مکہ کی بجائے یمن آ کر کریں۔ فہر (قریش) بن مالک نے اولادِ کنانہ کو اکٹھا کیا، حسان شاہِ یمن کا مقابلہ کیا اور شاندار فتح حاصل کی، فہر کی دھاک پورے عرب پر بیٹھ گئی۔

فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان

عدنان، اسماعیل **علیہ السلام** کے بیٹے قیدار کی نسل سے ہیں۔ عدنان سے قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم **علیہم السلام** کے درمیان تقریباً ۳۷ (کم وبیش) پشتیں ہیں، ہمارے نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** ذریتِ اسماعیل وابراہیم **علیہما السلام** سے ہیں۔

فہر بن مالک کے دادا نضر بن کنانہ کو بھی قریش کہا گیا، قریش قرش (تفتیش) سے ماخوذ ہے، نضر حاجیوں کی ضرورتوں کو ڈھونڈ کر پورا کرتے تھے۔ قریش تقرش سے ہو تو تجارت کے

ذریعے روزگار کا حصول، قریش بحری جانور ہو تو قوت وہیبت سے دیگر قبائل پر اولادِ نضر کی برتری کا اظہار ہے۔ نضر بن کنانہ چہرے کی دمک اور حسن و جمال کی وجہ سے نضر کہلائے، ان کا نام قیس تھا، وہ غریب پروری اور مسافر نوازی میں مشہور تھے۔

نضر کے والد کنانہ بن خزیمہ تھے، کنانہ کے علم وفضل کی وجہ سے عرب کے دور دراز علاقوں سے لوگ ان کی زیارت کے لئے مکہ آتے تھے۔ کنانہ کا مطلب ترکش ہے، جس طرح ترکش تیروں کو اپنے اندر چھپا لیتا ہے اسی طرح کنانہ اپنے دامنِ جُود وکرم میں اپنی تمام قوم کو چھپا لیتے تھے۔ کنانہ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی آمد کی بشارت دیتے، ان کی دعوت پر ایمان لانے کی تلقین کرتے اور کہتے: ان کا نام احمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** ہوگا اور ان کا ظہور قریب ہے۔ کنانہ نے حطیم میں خواب دیکھا، کہا گیا کہ گھوڑے، اونٹ، تعمیرات اور دائمی عزت میں سے ایک چن لو۔ کنانہ نے کہا چاروں دے دیں، اللہ نے چاروں عطا کر دیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ خدائے وحدہ لاشریک نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے آباء واجداد اور کعبے کے متولیوں کی دعائیں قبول کرتا تھا، وہ جو مانگتے، اللہ عطا کر دیتا تھا۔

نضر بن کنانہ کے دادا خزیمہ بن مدرکہ تھے۔ کہا گیا کہ خزیمہ کے لوگوں پر انعامات و احسانات کا کوئی شمار نہیں تھا۔ خزیمہ بن مدرکہ کے بارے میں کہا گیا: جتنے بھی فضائل و مکارم تھے وہ سب کے سب بڑی تیزی سے خزیمہ کی ذات میں جمع ہوگئے۔

کنانہ بن خزیمہ کے دادا مدرکہ بن الیاس تھے۔ اصل نام عمرو تھا، جنگل سے بھاگے ہوئے اپنے اونٹ واپس لانے پر والد نے کہا انت مدرکہ۔ یہیں سے آپ کا نام مدرکہ زبانِ زدِ خاص و عام ہوگیا۔

خزیمہ بن مدرکہ کے دادا الیاس بن مضر تھے۔ الیاس اہلِ عرب کے سردار تھے اور عربوں کے ہاں سید العشیر ہ کے لقب سے ملقب تھے۔ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا: الیاس کو

برا بھلامت کہو وہ مومن تھے، اہلِ عرب کے ہاں ان کی مثال ایسے ہے جیسے لقمان حکیم اپنی قوم میں۔الیاس والد کے وصی اور جانشین تھے۔ وہ قبیلے کی اصلاح کرتے، برے اعمال پر زجر وتوبیخ کرتے اور اسماعیل **علیہ السلام** کے سنن واطوار پر چلنے کی تاکید کرتے تھے۔ الیاس بن مضر بہت خوبصورت تھے۔حکیمانہ گفتگو کرتے، قبیلے کے مردوزن دل سے تعظیم کرتے اور وہ عزت واجلال کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔خزیمہ بن مدرکہ کے دادا الیاس بن مضر پہلے آدمی تھے جو قربانی کا جانور لیکر بیت اللہ گئے، فیصلہ طلب اموران کے سامنے پیش کیے جاتے تھے۔

مدرکہ بن الیاس کے دادا مضر بن نزار تھے۔ مضر کا نام ان کے حسن وجمال سے ہے،لوگوں کے دلوں کو شیدائی کرلیتے، جو دیکھتا فریفتہ ہوجاتا تھا۔مضر بن نزار کو لحنِ داؤدی بھی دیا گیا۔اونٹ سے گرے، درد سے فریاد کی،لحن میں ایسی کشش تھی کہ دور چراگاہ سے اونٹ دوڑتے چل آئے۔مضر نے فریاد کی: **وایدِ یاہ وایدِ یاہ** یعنی ہائے میرے ہاتھ، ہائے میرے ہاتھ۔

لحن ایسی پرسوز تھی کہ اونٹ دوڑ کر آ گئے، صحت مند ہونے پر حُدی کا آغاز کیا۔مضر بن نزار کے حکیمانہ اقوال مشہور ہیں، ان کی ذہانت وفطانت اور فہم وفراست کا پورا عرب معترف تھا، نورِ محمدی ان کے چہرے سے ضوفشاں تھا۔ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا: مضر کو برا بھلامت کہو، وہ مومن تھے اور دینِ اسماعیل **علیہ السلام** پر قائم تھے، عربوں میں حُدی خوانی کی ابتدا مضر بن نزار سے ہوئی۔

الیاس بن مضر کے دادا نزار بن معد تھے۔نزار بن معد اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے حسین وجمیل اور عقل وفہم میں ممتاز تھے۔ نزار پیدا ہوئے تو دونوں آنکھوں کے درمیان نورِ مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** چمک رہا تھا۔ یہ دیکھ کر آپ کے والد معد بن عدنان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔نزار کی پیدائش پر معد نے ایک ہزار اونٹ ذبح کیے اور ہر خاص وعام کو مدعو کیا۔ یہ نعمتِ کبریٰ (نورِ محمدی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی ضوفشانی) پر شکرگزاری کا اظہار تھا۔نزار کی وجہ تسمیہ: پیدائش

پر والد نے بے بہا خرچ کیا، کہا گیا یہ بہت زیادہ ہے گویا آپ نے اسراف کیا۔ معد بن عدنان نے جواب دیا **هٰـذا نَزْرٌ قَلِيْلٌ** "، یہ اس نعمت کے مقابلے میں بہت کم ہے، جو رب نے مجھے عطا کی ہے۔ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے اجداد کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ بہت شکرگزار تھے۔ وتقلبک فی الساجدین، اور آپ کو ساجدین میں رکھا، میں اسی کا بیان ہے۔

مضر بن نزار کے دادا معد بن عدنان تھے۔ ۲۱ سال کی عمر میں ارمیاء **علیہ السلام** وحی الٰہی پر معد کو شام لے گئے۔ معد انبیاء بنی اسرائیل کے ساتھ کافی عرصہ رہے۔ اللہ نے ارمیاء **علیہ السلام** سے کہا کہ معد کی نسل سے نبی آخرالزمان کا ظہور ہوگا، بخت نصر کو معد کے قتل سے باز رکھو اور اپنے ساتھ لے جاؤ۔ وجہ تسمیہ: معد ہر وقت جنگ وجدال کے لئے تیار رہتے اور نورِ محمدی کی وجہ سے ہر جنگ میں فتح یاب ہوتے، آپ کو ابوالحرب کہا گیا۔

بخت نصر کے ارتحال پر معد بن عدنان نے مکہ کو اجڑنے کے بعد دوبارہ آباد کیا، معد نے بنی اسماعیل کے شرف ومجد کی بنیاد رکھی اور قلعہ تعمیر کیا۔ نزار بن معد کے دادا عدنان بن ادد تھے، عدنان موسیٰ اور شعیب **علیہم السلام** کے ہم عصر تھے۔ عدنان اہلِ عرب کے مسلمہ سردار تھے۔ عدنان وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے بیت اللہ کو غلاف پہنایا۔ عدنان عدن سے ہے یعنی قائم یا باقی رہنا۔ عدنان کی حفاظت کیلئے فرشتے مقرر تھے۔

بخت نصر کے حملے کے جواب میں عرب بشمول اہلِ حضورا (یمن) عدنان کے جھنڈے کے نیچے اکٹھے ہوئے۔ ذاتِ عرق پر مقابلہ ہوا، جس میں عربوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا، کیوں کہ بخت نصر کو اللہ نے شعیب **علیہ السلام** کی شہادت پر انتقام کی غرض سے عربوں پر مسلط کیا تھا۔ عدنان کی رحلت پر عرب برباد اور ویران ہوگیا اور مکہ اجڑ گیا۔ معد نے کافی مدت بعد ارمیاء **علیہ السلام** کے ہمراہ کعبہ کا طواف کیا اور مکہ کو دوبارہ آباد کیا۔

محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے اجداد میں عبداللہ سے لے کر عدنان تک ۲۲ پشتیں ہیں، عدنان

سے ۳۷ پشتیں بذریعہ قیدار اسماعیل **علیہ السلام** تک ہیں۔ یوں سلسلہ نسب ابراہیم **علیہ السلام** سے جا ملتا ہے۔ ابراہیم **علیہ السلام** سے کچھ پشتیں اوپر محمدؐ کا سلسلہ نسب بذریعہ سام نوح **علیہ السلام** سے ملتا ہے اور نوح **علیہ السلام** سے کچھ پشتوں بعد انوش، شیث اور پھر آدم **علیہم السلام** سے مل جاتا ہے۔

جس نے محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے آباء واجداد کو جان لیا، اُس نے کعبے سے ان کے تعلق کو پہچان لیا۔ کعبے کے معمار ابراہیم و اسماعیل **علیہما السلام** ہیں۔ شہر مکہ ہاجرہ **سلام اللہ علیہا** نے اس وقت بسایا جب اسماعیل **علیہ السلام** ابھی شِیر خوار بچے تھے۔ زمزم، سعی، صفا، مروہ، قربانی، رمی، مقامِ ابراہیم، سب شعائر اللہ ہیں۔ اللہ کے محبوب بندوں کی ادائیں تھیں جنھیں اللہ نے عبادت کا حصہ بنا دیا۔ کعبہ سے نبی اکرم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی محبت تحویلِ قبلہ والے واقعات اور آیاتِ قرآنی سے عیاں ہے۔ جوارِ مدینہ میں موجود مسجدِ قبلتین آج بھی اس بات کی غماز ہے۔ آقا **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا بار بار اپنے مالک کی طرف دیکھنا، کعبہ کے قبلہ بن جانے کی خواہش اور دورانِ نماز رخ تبدیل کرنا، آج تک عشاق کو متحیر کیے ہوئے ہے۔

مولیٰ علی **علیہ السلام** کی والدہ مطاف میں ہیں، کعبے کی دیوار شق ہوتی ہے۔ فاطمہ بنتِ اسد کا اکرام بیت اللہ کرتا ہے، رکنِ یمانی کی دراڑ آج بھی نمایاں ہے۔ محبوب بندوں کی ادائیں شاملِ عبادت ہوجاتی ہیں، شعائر اللہ بن جاتی ہیں۔ رمی ہو یا قربانی، سعی ہو یا زمزم، مقامِ ابراہیم، صفا و مروہ سب شعائر اللہ قرار پائے۔ کربلا صحرا تھا، معلیٰ بن گیا۔

اسماعیل **علیہ السلام** کی ایڑیوں سے میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہوا۔ ہاجرہ **علیہا السلام** نے زم زم (رک رک) کہا تو ابلتے ہوئے چشمے کو قرار آ گیا ورنہ یہ پانی اگر نہ روکا جاتا تو پوری دنیا میں پھیل جاتا۔ زمزم کا چشمہ آج بھی عقل کے دعویداروں کے لئے زندہ معجزہ ہے جو چار ہزار سال سے جاری ہے۔ پوری دنیا کے حاجی اور معتمر چار ہزار سالوں سے زمزم سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ پوری دنیا میں یہ پانی تحفۂ حرم کی نیت سے لے جایا جاتا ہے، پھر بھی اس کی مقدار میں کمی ہوئی نہ

اس کے معیار میں۔ ہر طرح کی کثافتوں سے پاک یہ پانی انسانی عقول کو حیران کیے ہوئے ہے۔

اپنی زوجہ اور ننھے بچے کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ کر لوٹ جانا عشق ہی تو تھا، ابراہیم **علیہ السلام** کا عشق تھا تو ہاجرہ **علیہا السلام** کا بھی تو عشق تھا۔ بچے کی پیاس دیکھ کر دیوانہ وار صفا اور مروہ کے سات چکر عشق ہی تو تھا، حاجیوں کا سعی میں سات چکر لگانا اس عشق کا اعتراف ہے۔ بچے کو چھری کے نیچے لٹا دینا عشق ہے تو بچے کا چھری کے نیچے لیٹ جانا اور صابرین میں سے ہونے کا اعلان بھی تو عشق ہے۔ ایک بیٹا راہ حق میں قربان کرنے کا عہد اور تین بار اونٹوں کے نام قرعہ نکلنے پر کہیں جا کر مطمئن ہونا، جناب عبدالمطلب کی ۱۰۰ اونٹوں کی قربانی عشق ہی تو تھا۔

حضرت محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** ذبیحین کی اولاد ہیں، اسماعیل **علیہ السلام** اور آپ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے والد عبداللہ **علیہ السلام** ذبیح اللہ۔ اسماعیل **علیہ السلام** کا فدیہ مینڈھا اور عبداللہ **علیہ السلام** کا فدیہ سو اونٹ۔ یہ قربانی جو اسماعیل **علیہ السلام** سے موقوف ہوئی، جناب عبداللہ سے ٹلی، اس قربانی کا سہرا امام حسین **علیہ السلام** کے سر پر سجنا تھا، اس لیے امام حسینؑ ذبحِ عظیم قرار پائے جب لبِ فرات نینوا میں آپ **علیہ السلام** کو ذبح کیا گیا۔

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر　　　معنی ذبح عظیم آمد پسر

(علامہ محمد اقبالؒ، رموزِ بیخودی)

اسماعیل اور عبداللہ **علیہما السلام** کا فدیہ کربلا میں بنی ہاشم کے درخشندہ ستاروں اور ان کے جانثار غلاموں نے پیش کیا۔ حسین **علیہ السلام** ذبحِ عظیم ہیں۔ ابراہیم و اسماعیل، عبدالمطلب و عبداللہ **علیہم السلام** کی وہ تمام قربانیاں جو موقوف ہوتی رہیں، سب کربلا میں اس دلیری سے پیش کر دینا عشق کی خوبصورت ترین مثال ہے۔

حضور **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سے وابستہ تمام ہستیوں، آپ کے تمام آباء و اجداد، والد، چچا، دادا، ناصر، اولاد، آل، اھل بیت، اصحاب اور ازواج کو ہمارا سلام

بنی ہاشم:

جناب ہاشم بن عبد مناف، حضور **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے دادا جناب عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** کے والد تھے۔ ہاشم کی اولاد اوران کا کنبہ بنی ہاشم کہلاتا ہے، یہ وہ خاندان ہے جسے اللہ نے اپنے حبیب **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے لئے مخصوص کیا۔ عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** کا ننھیال یثرب میں بنی النجار تھا، آپ کا بچپن ننھیال میں گزرا۔ آپ بچپن میں تیراندازی کیا کرتے تھے۔ بچپن میں تیراندازی کے دوران جب تیر نشانے پر لگتا تو عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** خوش ہوکر کہتے:

اَنَاابۡنُ هَاشِمۡ   اَنَاابۡنُ سَيِّدِ الۡبَطۡحَا

میں ہاشم کا بیٹا ہوں   میں بطحا کے سردار کا بیٹا ہوں

نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے تمام آباء واجداد بہت جمیل اور خوبصورتی میں بے مثال تھے۔ جنابِ ہاشم کو سیدالبطحا (بطحا کا سردار) کہا جاتا تھا۔ جبرائیل **علیہ السلام** نے کہا: یارسول اللہ! میں نے زمین کے مشارق ومغارب کھنگال ڈالے مگر کوئی شخص آپ سے اور کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل نظر نہ آیا۔

بنی ہاشم کا جودوسخا، عفت وحیا، سقایہ وکعبہ کی نگہبانی، حاجیوں کی میزبانی اور دیگر اوصاف کی وجہ سے بطحا، عرب اور سارے عالم میں شہرہ تھا۔ ہاشم ہشم سے ہے یعنی ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ جناب ہاشم نے قحط میں اونٹ ذبح کیے، شام سے کنک منگوائی اور روٹیوں کے ٹکڑے سالن میں ڈال کر دعوتِ عام دی۔ بنی ہاشم کے افراد میں سے چند مشہور ترین: محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** • ہاشم، عبدالمطلب ، عبداللہ، ابوطالب، عباس، حمزہ، عبیدہ، علی، جعفر، عقیل، حسن، حسین، عباس علمدار، عبداللہ بن عباس، مسلم بن عقیل، عبداللہ ابن جعفر، محمد بن حنفیہ **رضوان اللہ علیہم اجمعین**۔

بنی ہاشم کے جملہ فضائل واوصاف میں وجاہت وشجاعت نمایاں ہیں۔ بنی ہاشم کے ہر چھوٹے بڑے کا ڈنکہ بجا ہے۔ اشجع الاشجعین، اسداللہ وغیرہ۔ حمزہ، عبیدہ، جعفر، علی، حسن، حسین،

عباس علمدار، آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ حسن، آلِ حسین **علیھم السلام** کے شہداء، سب بنی ہاشم کے شیر اور شہید ہیں۔

عرب مصیبت میں بنی ہاشم کی طرف دوڑتے تھے۔ بھوک ہو یا افلاس قحط ہو یا خشک سالی، بارش کی دعا تک کے لئے بنی ہاشم کے پاس دوڑے چلے آتے۔ اہلِ مکہ واہلِ عرب کا عبدالمطلب اور ابوطالب **علیھما السلام** سے بارش کیلئے دعا کرانا، ان کی دعا سے بارانِ رحمت کا برسنا معروف ومشہور ہے۔ عمرِ فاروق **رضی اللہ عنہ** کا اپنے دورِ خلافت میں عباس بن عبدالمطلب **رضی اللہ عنہما** کے وسیلے سے بارش کی دعا کا طلب کرنا اور موسلا دھار بارش کا برسنا تواتر سے ثابت ہے۔

زمزم کا کنواں جو کئی سو سال بند رہا، اسے دوبارہ ڈھونڈنے اور کھودنے کا شرف محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** و مولیٰ علی **علیہ السلام** کے دادا جنابِ عبدالمطلب **علیہ السلام** کو حاصل ہے۔ زمزم کے کنویں کی کھدائی کے دوران قریش عبدالمطلب **علیہ السلام** سے جھگڑتے ہیں، فیصلے کے لئے فریقین شام کی سرحد پر موجود کاہنہ کی طرف جاتے ہیں۔ عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** کے قافلے کا پانی ختم ہو جائے اور عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** کا اونٹ جب پاؤں اٹھائے تو صحرا میں میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہو جاتا ہے۔ عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** کا فیصلہ کاہنہ کے کرنے سے پہلے ہی مالکِ ارض وسماء کر دیتا ہے، چشمہ جاری ہونے پر فریقِ مخالف معافی مانگ کر واپس ہو جاتا ہے۔ جنابِ عبدالمطلب **علیہ السلام** کی وفات پر مکہ کا بازار بند ہو گیا، ہر نفس غم واندوہ سے معمور تھا، سردارِ قریش کے بچھڑنے پر فضا سوگوار تھی۔ امیہ جب ہاشم کو مفاخرت کا چیلنج کرتا ہے تو کاہنہ ہاشم کے حق میں فیصلہ کرتی ہے۔ امیہ جرمانے کے علاوہ دس سالہ شام کی جلاوطنی کاٹتا ہے۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ حنین کے موقع پر نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے اصحابِ بدر اور صلح حدیبیہ والوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ   اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ

میں جھوٹا نبی نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں

قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اس موقع پر رحمت عالم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** اپنے جانثاروں کی حوصلہ افزائی اور اپنی نبوت کی تصدیق کے لئے اپنے دادا کی حقانیت اور سچائی کو دلیل کے طور پر پیش کررہے ہیں۔ یہاں بہت لطیف نکتہ ہے کہ سرکار **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** اپنے جانثاروں سے مخاطب ہیں، ذرا غور فرمایئے، آپ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** یوں بھی تو فرما سکتے تھے کہ اے میرے وفادار صحابہ، میں سچا نبی ہوں کہ میں نے تمہیں شریعت دی، جہاد میں حصہ لینے کا موقع دیا، اپنی صحبت سے سرفراز کیا، جہالت کے اندھیروں سے نکال کر روشنی سے منور کیا، بدر و احد و خیبر و خندق اور دیگر غزوات و سرایہ میں جہاد کر چکے، مکہ فتح ہو چکا، حق کا غلبہ دیکھ چکے۔ میں تمہارا سچا نبی ہوں، میرا کلمہ پڑھ کر میری شریعت میں داخل ہو چکے، میں تمہارا شارع دین ہوں، میری طرف دیکھو کہ میں مصطفیٰ ہوں۔ اہلِ رمز کے لئے یہاں جھوم جانے کا مقام ہے کہ کتنی نازک صورتحال ہے اور سرکار **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کتنے ناز اور انداز سے اپنے دادا کو یاد کرکے ''میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں'' کا نعرہ بلند فرمارہے ہیں۔ فخر بنی آدم عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** کے نام پر فخر کا اظہار کررہے ہیں۔ ''میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں'' میں جو لطافت پوشیدہ ہے وہ اہلِ مودت سے مخفی نہیں۔

زمزم کی کھدائی، اصحابِ فیل کے واقعے اور خُلق و سخا کی وجہ سے پورا عرب نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے دادا عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** کی سچائی اور حقانیت کا معترف تھا۔ حضرت محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے دادا جنابِ عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** باقاعدگی سے غارِ حرا جایا کرتے تھے، بالخصوص رمضان کا چاند دیکھتے ساتھ ہی روانہ ہو جاتے تھے۔ یاد رہے، عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** حضرت محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی دنیا میں تشریف آوری سے بہت پہلے، غارِ حرا کی تنہائیوں میں جا کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ حضرت عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** کا نام شیبہ تھا، آپ کے چچا مطلب کی نسبت سے عبدالمطلب کہا گیا۔ حطیم میں آپ کی مسند ہوتی اور آپ کے دس بیٹے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ قلعہ قموص کی دیوار کے پاس پہنچے، علم کو پتھر پر گاڑا اور اپنی شجاعت میں کچھ اشعار پڑھے۔ مرحب کے رجز کے جواب میں مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَنَا عَلِیّ'' وَ ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ مُهَذَّب'' ذُوْ سَطْوَةٍ وَّ ذُوْ حَسَبِ

میں علی ہوں اور عبدالمطلب کا بیٹا ہوں پاکیزہ، صاحبِ سطوت اور خاندانی ہوں

اسی طرح خیبر کے روز ہی مرقد دارمی کے رجز کے جواب میں فرمایا:

اَنَا عَلِیّ'' وَ ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَخُوْ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰے الْمُنْتَخَبِ

میں علی ہوں اور عبدالمطلب کا بیٹا ہوں برگزیدہ اور چنیدہ نبیؐ کا بھائی ہوں

اسی طرح ربیع ابن ابی التحقیق الخیبری کو مخاطب کر کے فرمایا:

اَنَا عَلِیّ'' وَ ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ لَحْمِیْ ذِمَارِیْ وَ اَذُبُّ عَنْ حَسَبِ

میں علی ہوں اور عبدالمطلب کا بیٹا ہوں میں اپنے مقام اور حسب ونسب کی عزت کا محافظ ہوں

مولیٰ علی علیہ السلام نے حسب نسب کے لحاظ سے اپنی فضیلت کا اظہار یوں کیا:

اَنَا عَلِیّ'' وَ اَعْلَے النَّاسِ فِی النَّسَبِ بَعْدَ النَّبِیِّ الْهَاشَمِیِّ الْمُصْطَفٰے الْعَرَبِ

میں علی ہوں نسب کے لحاظ سے سب لوگوں سے افضل

مگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہاشمی، برگزیدہ اور عربی ہیں ان کے بعد

جنگِ صفین میں حریث بن صباع احمری کو یوں مخاطب کیا:

اَنَا عَلِیّ'' وَ ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ نَحْنُ وَ بَیْتُ اللّٰهِ بِالْکُتُبِ

میں علی ہوں اور عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اللہ کے گھر کی قسم، ہم کتبِ سماوی کے مستحق ہیں

وَ بِالنَّبِیِّ اللْمُصْطَفٰے غَیْرِ الْکَذِبِ اَهْلُ اللِّوَآءِ وَالْمَقَامِ وَالْحُجُبِ

اور برگزیدہ نبی زیادہ حقدار ہیں اور یہ جھوٹی بات نہیں

(نبیؐ) جھنڈے والے اور مقامِ ابراہیم والے اور حجاب بیت اللہ والے ہیں

نَحْنُ نَصَرْنَاهُ عَلٰی کُلِّ الْعَرَبِ

ہم نے آپ (نبیؐ) کی مدد کی ہے تمام عربوں کے خلاف

نبیؐ سے اپنے قرب کو مولیٰ علی **علیہ السلام** نے یوں بیان فرمایا:

اَنَا اَخُوْ الْمُصْطَفٰی لَا شَکَّ فِیْ نَسَبِیْ مَعَہٗ رُبِیْتُ وَ سِبْطَاہُ ھُمَا وَلَدِیْ

میں مصطفیٰؐ کا بھائی ہوں اور میرے نسب میں کوئی شک نہیں ہے

ان کے گھر میں میری پرورش ہوئی اور ان کے نواسے میرے لڑکے ہیں

جَدِّیْ وَ جَدُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ مُتَّحِدٌ وَ فَاطِمُ زَوْجَتِیْ لَا قَوْلَ ذِیْ فَنَدٍ

میرے دادا اور اللہ کے رسولؐ کے دادا ایک ہیں

اور (حضرت) فاطمہؓ میری زوجہ ہیں، یہ کسی بے وقوف کا قول نہیں ہے

صَدَّقْتُہٗ وَ جَمِیْعُ النَّاسِ فِیْ ظُلَمٍ مِنَ الضَّلَالَۃِ وَالْاِشْرَاکِ وَالنَّکَدِ

میں نے ان کی تصدیق کی اور تمام لوگ تاریکیوں میں تھے

یعنی گمراہی، شرک اور تنگی میں تھے

ولید بن مغیرہ کو جواب دیتے ہوئے مولیٰ علی **علیہ السلام** نے اشعار کہے

یُھْدِدُ نِیْ بِالْعَظِیْمِ الْوَلِیْدُ فَقُلْتُ اَنَا ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ

مجھے ولید بڑی مصیبت کی دھمکی دیتا ہے میں نے کہا میں ابوطالب کا بیٹا ہوں

اَنَا ابْنُ الْمُبَجَّلِ بِالْاَبْطَحَیْنِ وَ بِالْبَیْتِ مِنْ سَلَفٍ غَالِبٍ

میں اس شخص کا بیٹا ہوں جو بطحا اور خانہ کعبہ میں معزز کیا جاتا ہے، اور میرے اسلاف خانۂ

مردان غالب سے ہیں

جنابِ ابوطالب **علیہ السلام** کی وفات پر مولیٰ علی **علیہ السلام** نے درج ذیل اشعار کہے

اَبَا طَالِبٍ مَّاوَی الصَّعَالِیْکِ ذَالنَّدیٰ وَ ذَالْحِلْمِ لَا خَلْفاً وَّ لَمْ یَکُ قُعْدَدًا

اے ابوطالب! جو بڑے سخی اور غرباء کی پناہ گاہ ہیں
اور حلم والے ہیں، نا خلف اور لنگڑے لولے نہیں ہیں

وَ اِلَّا فَاِنَّ الْحَیَّ دُوْنَ مُحَمَّدٍ   بَنُوْ هَاشِمٍ خَیْرِ خَیْرِ الْبَرِیَّةِ مُحْتَدَا

اور اگر ایسا نہیں تو بیشک محمدﷺ کی حمایت کرنے والے   بنی ہاشم تمام مخلوق سے زیادہ بہتر ہیں

مولیٰ علی **علیہ السلام** فرمایا کرتے کہ انا بن ابی طالب، میں ابوطالب کا بیٹا ہوں، قربان جایئے جنابِ ابوطالب **علیہ السلام** کی قسمت پر جن کو نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی بیالیس سالہ رفاقت، نصرت، محبت، مودت اور ساتھ نصیب ہوا۔ اسی طرح جس طرح نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** ''انا ابن عبد المطلب'' فرمایا کرتے، مولیٰ علی **علیہ السلام** نے بھی اپنے اشعار میں ''انا ابن عبدالمطلب''، میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں، کہا ہے۔ کیا خوبصورت نسبتیں ہیں جو مولیٰ علی **علیہ السلام** کو نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سے حاصل ہیں۔

حارث عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** کے بڑے اور عبداللہ **رضی اللہ عنہ** سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ ۸ سال تک نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** کے زیرِ کفالت رہے۔ مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** جانِ عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** تھے۔ عبدالمطلب، حسنین اور عباسِ علمدار کے دادا، ابوطالب **علیہم السلام** کے والد تھے۔ ابوطالب **علیہ السلام** نے اپنے والد کی خواہش اور حکم پر 42 سال محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی کفالت اور نصرت کی۔

بنی عبدالشمّس کے ۱۲ افراد صلح کی پیشکش لے کر آئے تو امام حسن **علیہ السلام** نے یوں جواب دیا: ہم عبدالمطلب کے بیٹے ہیں، ہم کسی سے نہیں ڈرتے۔ مولیٰ علی **علیہ السلام** نے ضرب لگنے کے بعد جب امام حسن اور امام حسین **علیہما السلام** کو وصیت کی تو یوں آغاز کیا: اے عبدالمطلب کے فرزندو! میرے بعد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** جب حجۃ الوداع پر مکہ تشریف لائے تو بنی عبدالمطلب کے بچوں نے

استقبال کیا، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بچے کو آگے اور ایک کو پیچھے سوار کرلیا (بخاری)۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ ہجرت کے موقع پر عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ننھیالی (بنی نجار) مرد وزن و بچے گلیوں میں نکل آئے، چھتوں پر چڑھ گئے اور آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت پر عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھا کر کعبے کی دیوار کیساتھ لگا کر شکرگزاری کے لئے فی البدیہہ اشعار کہے اور کعبہ مولد حیدرِ کرار ہے۔

جنابِ عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر ان کو اٹھایا، کعبے کے ساتھ لگا کر اشعار کہے، محبت وشکر گزاری کا اظہار ان الفاظ کے ساتھ کیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَعْطَانِیْ　　　هَذَاالْغُلَامَ الطَّیِّبَ الْاَرْدَانِ

قَدْ سَادَ فِیْ الْمَهْدِ عَلَی الْغِلْمَانِ　　　اُعِیْذُهٗ بِالْبَیْتِ ذِی الْاَرْکَانِ

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے عطا کیا، یہ بچہ پاک آستینوں والا

یہ بچہ تو پنگھوڑے میں ہی سب بچوں کا سردار ہے، میں اسے بیت اللہ شریف کی پناہ میں دیتا ہوں

حسن اور حسین علیہما السلام ہاشمی شہزادے ہیں۔آپ کے والد بھی ہاشمی، والدہ بھی ہاشمی، دادا، دادی، نانا سب ہاشمی ہیں۔اسد اور عبدالمطلب دونوں ہاشم علیہم السلام کے بیٹے تھے، اسد کی بیٹی فاطمہ اور عبدالمطلب کے بیٹے ابوطالب علیہم السلام تھے۔مولیٰ علی علیہ السلام نجیب الطرفین ہاشمی ہیں۔

فاطمہ بنتِ اسد پہلی ہاشمیہ خاتون ہیں جنھوں نے ہاشمی شہزادے کو جوفِ کعبہ کے اندر جنم دیا۔کعبہ مولدِ حیدرِ کرار ہے اور علی مولودِ کعبہ۔نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولیٰ علی علیہ السلام کی والدہ فاطمہ بنتِ اسد سلام اللہ علیہا کی قبر میں کافی دیر لیٹے رہے، اپنا قمیص کفن کے لئے دیا اور پوچھنے پر کہا: یہ میری ماں کی طرح ہے۔فاطمہ بنتِ اسد حسنین علیہم السلام کی دادی اور جنابِ ابوطالب حسنین علیہم السلام کے دادا ہیں۔ابوطالب ہاشم علیہما السلام کے پوتے اور فاطمہ بنت اسد جنابِ

ہاشم **علیہم السلام** کی پوتی ہیں۔

محمدؐ بن عبداللہؓ بن عبدالمطلبؓ

علیؓ بن ابوطالبؓ بن عبدالمطلبؓ

اناوعلی من شجر واحد

میں اور علی ایک ہی شجر سے ہیں (حدیث)

جنابِ حمزہ **رضی اللہ عنہ** کا شکار سے لوٹنا، لونڈی کے بتانے پر کھانا چھوڑ کر سیدھا کعبے میں جانا، ابوجہل کا سر ڈھال سے زخمی کر دینا، عشق ہی تھا۔ حمزہ **رضی اللہ عنہ** کا قبولِ اسلام، غزوہ بدر میں علمداری، جرات وولولہ، جذبۂ فدا کاری، احد میں آپ کی مظلومانہ شہادت، نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا مغموم ہونا، عشق ہی تھا۔ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا حمزہ **علیہ السلام** کی نمازِ جنازہ متعدد بار پڑھانا، مغموم ہونا، اور ہفتے میں ایک بار باقاعدگی سے شہدائے احد کی قبروں پر جانا، عشق ہی تو تھا۔

عبیدہ بن الحارث **رضی اللہ عنہ**، ابن عم رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** ہیں، بدر کے پہلے شہید، زخمی ہوکر نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے پاس آکر پوچھتے ہیں کہ کیا میں ابوطالب **رضی اللہ عنہ** کے ان اشعار (وَ نُسْلِمُهُ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ وَ نُذْهَلَ عَنْ اَبْنَاءِ نَا وَالْحَلَائِلِ، اور ہم اسے تمہارے حوالے کر دیں گے، اس سے پیشتر کہ ہمارے لاشے اس (محمدؐ) کے اردگرد خاک آلود پڑے ہوں اور ہم اپنے بچوں اور اپنی بیویوں کو بھی فراموش کر چکے ہوں) کا مصداق ہو گیا ہوں۔ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے عبیدہ **رضی اللہ عنہ** کے سوال کے جواب میں فرمایا: ہاں آپ ابوطالب **رضی اللہ عنہ** کے ان اشعار کا مصداق ہو گئے، یہ سن کر عبیدہ **رضی اللہ عنہ** نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ مجھے خیبر کی فتح کی خوشی زیادہ ہے یا جعفر (طیار) **رضی اللہ عنہ** کے حبشہ سے واپسی پر ملنے کی خوشی زیادہ ہے۔ جعفر اور عباس دونوں ہاشمی

شیر ہیں اور چچا بھتیجا ہیں، دونوں میں حیرت انگیز مماثلت ہے، دونوں علمدارِ لشکر رہے، دونوں شہید ہیں۔ جعفر طیار جنگِ موتہ میں لشکرِ اسلام کے علمدار تھے اور عباس کربلا میں لشکرِ حسینی کے علمدار تھے، دونوں کے بازو قلم ہوئے اور شہید ہوئے۔

عباسِ نامور بھی عجب سج کا ہے جواں
نازاں ہے جس کے دوشِ منور پہ خود نشاں
حمزہ کا رعب صولتِ جعفر علی کی شان
ہاشم کا دل حسین کا بازو حسن کی جاں
کیونکر نہ عشق ہو شہِ گردوں جناب کو
حاصل ہیں سینکڑوں شرف اس آفتاب کو

(میر ببرعلی انیس)

عباس علمدار کو قمرِ بنی ہاشم یعنی بنی ہاشم کا چاند کہا جاتا ہے۔

بنی ہاشم کا ہر چھوٹا بڑا تھا ثانیٔ یوسف وہاں قمر بنی ہاشم جو کہلایا، وہ کیا ہوگا

بنی ہاشم کے جملہ فضائل سے قطع نظر کیا یہ ایک بات ہی کافی نہیں ہے کہ یہ وہ خاندان ہے جس میں اللہ نے اپنے حبیب **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کو بھیجا؟ فاعتبرو!

عمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جناب ابوطالب علیہ السلام:

عشاق کی بات ہو اور جنابِ ابوطالب **رضی اللہ عنہ** کا ذکر نہ ہو، یہ بات مناسب نہیں۔ کیا شعبِ ابی طالب کے تین سال کا عرصہ، وہ مدافعتِ پیغمبر **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**، وہ جدوجہد، وہ صعوبتیں، وہ سب کارزارِ عشق نہیں تھا۔ بلکہ جنابِ ابوطالب **علیہ السلام** کے ۴۲ سال جو آپ نے

﴿کارزارِ عشق﴾

کفالتِ رسول، نصرتِ رسول، محبتِ رسول اور دفاعِ رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** میں گزارے، وہ سب آپ کے عشق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مدینہ میں اعرابی کی درخواست پر نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے دعا کی، موسلا دھار بارش ہوئی، سرکار **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے چچا ابوطالب کو یاد کیا اور بفرمائش ان کے اشعار سنے۔ آپ کے اشعار ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں، ابوالفدا نے اپنی تاریخ میں، ابنِ ہشام نے سیرت ابنِ ہشام میں، پیر کرم شاہ الازہری نے ضیاء النبی میں اور دیگر سیرت نگاروں اور مورخین نے اپنی کتب میں درج کیے ہیں۔

آپ کے فصیح و بلیغ اشعار بالخصوص قصیدہ لامیہ کارزارِ عشق کا بیان ہے۔ اسی طرح آپ کے کہے ہوئے قصائد میں سے قصیدہ میمیہ، قصیدہ بائیہ اور قصیدہ دالیہ اور قصیدہ لامیہ بہت مشہور ہیں۔ قصیدہ لامیہ کے اشعار میں سے کچھ ذیل میں عشق کی ان کیفیات کو بیان کرنے کے لیے درج ہیں:

وَ اَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ   ثِمَالُ الْیَتَامٰی وَ عِصْمَۃٌ لِلْاَرَامِلِ

وہ (محمدؐ) گوری رنگت والا ہے کہ جس کے چہرے کی برکت سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ وہ یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کا محافظ ہے

یَلُوْذُ بِہِ الْھُلَّاکُ مِنْ آلِ ھَاشِمٍ   فَھُمْ عِنْدَہٗ فِیْ رَحْمَۃٍ وَفَوَاضِلِ

بنی ہاشم کے مفلس اس کے پاس پناہ لیتے ہیں اور وہ اس کے پاس آتے ہیں تو یہ ان پر رحم و کرم کی برسات کر دیتا ہے

فَاَصْبَحَ فِیْنَا اَحْمَدُ فِیْ اَرُوْمَۃٍ   تُقَصِّرُ عَنْہُ سُوْرَۃُ الْمُتَطَاوِلِ

ہم میں احمدؐ نے ایسی جڑوں سے ظہور کیا ہے (یعنی ایسے ماں باپ سے ظاہر ہوئے) کہ دست درازی کرنے والوں کی سختیاں اس کو ضرر پہنچانے سے قاصر ہیں

حَدِبْتُ بِنَفْسِیْ دُوْنَہٗ وَ حَمَیْتُہٗ   وَدَافَعْتُ عَنْہُ بِالذُّرَا وَالْکَلَاکِلِ

اس کی مدافعت کی خاطر میں نے اپنی جان خطرے میں ڈال دی، اپنی پیٹھ کی انتہائی بلندی اور سینے کے بڑے حصے سے اس کی حفاظت کی (یعنی اپنے تمام اعضاو جوارح سے)

صَبَرْتُ لَهُمْ نَفْسِیْ بِسَمْرَاءَ سَمْحَةَ وَاَبْیَضَ عَضْبِ مِنْ تُرَاثِ الْمُقَاوِلِ

میں نے اپنے نفس کو صبر کی تلقین کی اور میرے ہاتھوں میں گندم گوں لچک دار نیزہ تھا اور سفید کاٹنے والی تلوار جو بزرگ سرداروں سے ہمیں ورثہ میں ملی ہے

کَذَبْتُمْ وَ بَیْتِ اللهِ نَتْرُکُ مَکّةَ وَنَظْعَنُ اِلاَّ اَمْرُکُمْ فِیْ بَلَابِلِ

خانۂ خدا کی قسم، تم نے جھوٹ کہا ہے کہ ہم مکہ چھوڑ دیں گے اور یہاں سے چلے جائیں گے یہاں تک کہ تمہاری حالت مضطرب ہو جائے اور تمہاری اینٹ سے اینٹ بجادی جائے

کَذَبْتُمْ وَ بَیْتِ اللهِ نُبْزِیْ مُحَمّدَا وَلَمّانُطَاعِنْ دُوْنَه‘ وَ نُنَاضِلِ

خانۂ خدا کی قسم تم نے جھوٹ کہا ہے کہ ہم محمدؐ کو چھوڑ دیں گے، جب تک ان کی مدافعت میں نیزوں اور تیروں سے تم پر حملہ آور نہیں ہوں گے

وَ نُسْلِمُه‘ حَتّٰی نُصَرّعَ حَوْلَه‘ وَ نُذْهَلَ عَنْ اَبْنَاءِ نَا وَالْحَلَائِلِ

اور ہم اسے تمہارے حوالے کر دیں گے، اس سے پیشتر کہ ہمارے لاشے اس (محمدؐ) کے اردگرد خاک آلود پڑے ہوں اور ہم اپنے بچوں اور اپنی بیویوں کو بھی فراموش کر چکے ہوں

لِعَمْرِیْ لَقَدْ کَلِفْتَ وَجَدَا بِاَحْمَدِ وَ اَخَوَاتِهٖ دَاْبَ الْمُحِبِّ الْمَوَاصِلِ

اپنی عمر کی قسم، جس طرح دائمی محبت کرنے والوں کی حالت ہوتی ہے، میں بھی احمدؐ اور ان کے بھائیوں کے عشق میں مبتلا کیا گیا ہوں

فَمَنْ مِثْلُه‘ فِی النّاسِ اَیْ مُؤَمّلِ اِذَا قَاسَهُ الْحُکّامُ عِنْدَ التّفَاضُلِ

(احمدؐ) کا سا لوگوں میں کون ہے، فیصلہ کرنے والوں نے جب فضائل کا موازنہ کرنا چاہا تو ان کے فضائل کی عجیب قسم کی برتری پائی

حَلِيۡم'' رَشِيۡد'' عَادِل'' غَيۡرُ طَائِشٍ   يُوَّ الِیُ اِلٰهًا لَيۡسَ عَنۡهُ بِغَافِلٍ

وہ بردبار، سیدھی راہ پر چلنے والا منصف ہے، جلد باز نہیں، ایسے معبود سے اس کے تعلقات ہیں جو اس سے غافل نہیں

قصیدہ لامیہ کے علاوہ بھی جناب ابوطالبؑ کے دیگر اشعار میں آپ کی نصرت، محبت اور وارفتگی کا اظہار ہوتا ہے، جن میں سے کچھ اشعار یوں ہیں:

فَلَسۡنَا وَ رَبَّ الۡبَيۡتِ نُسۡلِمُ اَحۡمَدَا   لِعَزَّ أ مِنۡ عَضِّ الزَّمَانِ وَ لاَ كَرَبٍ

اس گھر کے رب کی قسم، ہم وہ لوگ نہیں ہیں جو احمدؐ کو تمہارے حوالے کر دیں زمانے کی تکلیفوں اور شدتوں سے تنگ آ کر

اَلَمۡ تَعۡلَمُوۡ ا اَنّاوَ جَدۡنَا مُحَمّدَا   نَبِيّاً كَمُوۡسٰى خُطَّ فِيۡ اَوّلِ الۡكُتُبِ

کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہم نے محمدؐ کو موسیٰؑ کی طرح نبی پایا ہے، اور یہ بات پہلی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے

وَاللّٰه لَنۡ يَصِلُوۡا اِلَيۡکَ بِجَمۡعِهَمۡ   حَتّٰى اُوَسَّدَ فِيۡ التُّرَابِ دَفِيۡنَا

اللہ کی قسم، یہ سارے مل کر بھی آپ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک مجھے مٹی میں نہ دفن کر دیا جائے

فَاصۡدَ عۡ بِاَمۡرِ کَ مَا عَلَيۡکَ غَضَاضَة''   وَاَبۡشِرۡ وَ قَرِّ بِذَاکَ مِنۡکَ عُيُوۡنَا

لہٰذا کسی چیز سے نہ ڈر اور اپنی ذمہ داری اور ماموریت کا ابلاغ کر، بشارت دے اور آنکھوں کو ٹھنڈا کر

وَعَوَضۡتَ دِيۡنَا لاَ مُحَالَةَ اِنَّه'   مِنۡ خَيۡرِ اَدۡيَانِ الۡبَرِيَّةِ دِيۡنَا

تیرا بتایا ہوا دین ہی ہر شان میں بہتر ہے اور تیرا ہی دین تمام ادیان سے بہتر ہے

قافلہ تجارت شام روانگی کے لئے تیار ہے، نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** چچا ابوطالب **رضی اللہ عنہ** کے اونٹ کی مہار پکڑ کر کہتے ہیں: میری تو ماں ہے نہ باپ، آپ مجھے مکہ میں کس کے سہارے

چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ جنابِ ابوطالب اور جناب عبداللہ **علیہما السلام** دونوں ایک ماں اور باپ سے ہیں جبکہ آپ کے دیگر بھائی مختلف ماؤں سے ہیں۔ ابوطالب **رضی اللہ عنہ** نے رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی کفالت کی ذمہ داری اس وقت سنبھالی جب نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** ۸ سال کے تھے۔ ابوطالب **رضی اللہ عنہ** کو نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی سرپرستی اور کفالت کی ذمہ داری جناب عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** سونپ کر گئے تھے۔ عبدالمطلب **رضی اللہ عنہ** کی دوراندیشی کو سلام۔ جناب ابوطالب **رضی اللہ عنہ** 42 سال ڈھال بن کر نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی حفاظت کرتے رہے۔ عام الحزن کے بعد کفارِ مکہ کے ستانے پر نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا: چچا آپ کا جانا بہت جلد یاد آ گیا۔

اِن کے آغوش کی زینت ہیں علیؑ شیرِ خدا
نُورِ احمد ، تہِ دامانِ ابُوطالب ہے
مُرتضٰی ہوں کہ ہوں سبطین ، سبھی پیارے ہیں
ہر کِرن ، شمعِ شبستانِ ابُوطالب ہے

(پیر نصیرالدین نصیرؒ)

نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا نکاح سیدہ خدیجہ **سلام اللہ علیہا** کے ساتھ جنابِ ابوطالب **علیہ السلام** نے اس وقت پڑھا تھا جب محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے نبوت کا اعلان نہیں کیا تھا، اس وقت محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی عمر مبارک ۲۵ سال تھی اور یہ نکاح اعلانِ نبوت سے بھی ۱۵ سال پہلے منعقد ہوا تھا۔ جناب ابوطالب **علیہ السلام** کا خطبۂ نکاح ان کی عظیم الشان نبی کے ظہور کی معرفت کا مؤید ہے۔ حضور **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے آباء واجداد کو یہ پتا تھا کہ وہ عظیم الشان نبی ان کی نسل سے آئے گا اور حضور **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا نور ان کی پشت میں موجود ہوتا اور پاک اصلاب سے پاک ارحام کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ حضور **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے آباء واجداد اپنی اولاد کو وصیت کرتے رہے اور منتظر رہے اور نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی حفاظت ونصرت کی تاکید کرتے رہے۔ یہاں تک کہ نبی **صلی اللہ علیہ و**

آلہ وسلم جب تشریف لائے تو دادا جناب عبدالمطلب **علیہ السلام** نے وہ ذمہ داری خود سنبھالی۔ پھر آٹھ سال بعد جب ان کا وقتِ انتقال آیا تو یہ ذمہ داری اپنے بیٹے جنابِ ابو طالب **علیہ السلام** کو سونپ گئے۔ کیا مقدر تھے جنابِ ابو طالب **علیہ السلام** کے، ایسا نصیب کس کا، جو بیالیس سال حبیب خدا **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی حفاظت و کفالت ونصرت کرتے رہے۔

سفرِ شام ہو، خطبۂ نکاح ہو، شعبِ ابی طالب کے تین سال، فدا کاری و جانثاری کا ایک عظیم الشان باب جب اختتام پذیر ہوتا ہے تو غم کا سال ٹھہرتا ہے۔ جنابِ ابوطالب اور سیدہ خدیجۃ الکبریٰ **علیہما السلام** کی وفات پر بعثت کے دسویں سال سرکارِ انبیاء **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے پورے سال کو عام الحزن یعنی غم کا سال قرار دیا۔

شعبِ ابی طالب ہو یا مکہ کا ۱۰ سالہ دورِ نبوت، اعلانِ نبوت سے پہلے کا دور ہو یا بعد کے مراحل، ابوطالب **رضی اللہ عنہ** کی زندگی عشقِ احمد میں گزری۔ شعبِ ابی طالب میں بنی عبدالمطلب کے مرد و زن اور بچے ہی تین سال نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی صحبت اور معیت میں رہے۔ مقدر نازاں ہے اُن کے نصیب اور معیت پر، شعبِ ابی طالب میں ۷ نبوی سے ۱۰ نبوی تک گزرے تین سال اور بنی عبدالمطلب کی نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی معیت اور آقا **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی ان کے لئے بھرپور توجہ اور وقت۔ شعبِ ابی طالب میں چند لمحے نہیں، تین سال گزرے، کفارِ مکہ کا مکمل بائیکاٹ، کیسی تنہائی میسر تھی نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے ساتھ بنی عبدالمطلب کو؟ کسی نے شعبِ ابی طالب میں نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے گزرے وقت کا سوچا تو ہوتا، چشمِ تصور میں وہ منظر لایا تو ہوتا، یہ کون اربابِ وفا تھے جو نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے ساتھ تھے؟

جنابِ ابوطالب **علیہ السلام** تمام عمر محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** پر نثار اور رسالت کے پہرہ دار رہے۔ ابوطالب **علیہ السلام** پہرہ دارِ نبوت، نگہبانِ رسالت اور ناصرِ رسول تھے۔ آپ "**الــــم یجدک یتیما فآوی**" کی تفسیر تھے اور سب سے بڑھ کر عاشقِ رسول تھے۔ ابوطالب **علیہ السلام**

کی زندگی کا مقصد محض محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی خوشنودی، رضا، نصرت، پہرہ داری، جانثاری اور پیغامِ حق کی فراوانی کیلئے سرگرمِ عمل رہنا تھا۔ شعبِ ابی طالب بھی کارزارِ عشق تھا۔ مقاطعہ قریش ہو یا شام کا سفرِ تجارت، قریش کے مطالبے ہوں یا دفاع ونصرتِ احمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**، عشق ہی عشق تھا۔

ابوطالب **علیہ السلام** کی زندگی میں کفارِ مکہ کا بس نہیں چلتا تھا، یہی وجہ ہے کہ ابوطالب **علیہ السلام** کی رحلت کے بعد طائف میں نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** پر پتھراؤ ہوا، آپ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** شدید زخمی ہوئے۔ کفارِ مکہ نے نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے قتل کا منصوبہ تیار کیا یہاں تک کہ آپ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کو مکہ چھوڑنا پڑا۔

ابوطالب **رضی اللہ عنہ** کی وفات پر نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا: چچا آپ کا جانا بہت جلد یاد آ گیا۔ مدینہ میں موسلا دھار بارش ہونے پر اور بالخصوص اپنے وصال کے موقع پر نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا ابوطالب **رضی اللہ عنہ** کو یاد کرنا ان کے عشق ومحبت کا اعتراف ہے۔ نبی اکرم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** مرضِ وصال میں بسترِ علالت پر آنکھیں بند کیے لیٹے ہوئے ہیں۔ تکلیف کا عالم ہے اور سیدہ فاطمہ **سلام اللہ علیہا** روتے ہوئے فرماتی ہیں کہ ابا جان آپ تو بالکل ویسے ہی دِکھتے ہیں جیسے کہ شاعر نے کہا ہے:

وَ اَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى وَ عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

وہ (محمدؐ) گوری رنگت والا ہے کہ جس کے چہرے کی برکت سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ وہ یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کا محافظ ہے

یہ سنتے ہی آقا ومولا نبی محتشم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** فرطِ مسرت سے آنکھیں کھولتے ہیں اور فرماتے ہیں: کہ یہ شعر تو میرے چچا ابوطالب نے میرے لئے کہے تھے۔ جنابِ ابوطالب **رضی اللہ عنہ** نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے وہ محبوب چچا ہیں کہ جن کا ذکر آقا **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کو مسرور کر دیا کرتا اور

آپ کی تکالیف کو دور کر دیا کرتا تھا۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا، جناب ابو طالب **رضی اللہ عنہ** نے بیالیس سال سرکار **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی نصرت کی۔ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے آگے ڈھال بن کر انھیں دشمنوں کی ایذا و تکالیف سے محفوظ رکھتے تھے۔ وہ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کو اپنے ساتھ چادر میں سلاتے، ان کی انگلی تھام کر چلتے، اپنے دسترخوان پر کھلاتے، محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی دلجوئی کرتے، ان کی نصرت اور حمایت میں اشعار کہتے اور عملی طور پر اپنی تمام زندگی کے تمام پہلوؤں سے **اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْماً فَاٰوٰی** (کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا تھا، پھر جگہ دی) کی تفسیر بنے۔

نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے عقیل ابن ابی طالب **رضی اللہ عنہما** سے فرمایا: میں تم سے دوہری محبت رکھتا ہوں، کیوں کہ تم میرے رشتہ دار ہو اور ابو طالب **رضی اللہ عنہ** تم سے محبت رکھتے تھے۔ مدینہ میں نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی دعا سے بارش ہوئی جل تھل ہوا، سرکار **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے ابو طالب **رضی اللہ عنہ** کو یاد کیا، فرمایا: اللہ ابو طالب کا بھلا کرے، اگر آج ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔

جناب کعب بن لوی، کلاب بن مرہ کے دادا تھے، کلاب بن مرہ، عبد مناف بن قصی کے دادا اور عبد مناف بن قصی، عبد المطلب بن ہاشم کے دادا تھے۔ جناب کعب اس خواہش کا اظہار کیا کرتے تھے کہ کاش اے کاش میں اس وقت موجود ہوتا جب قبیلہ حق کو نامراد کرنے میں مصروفِ عمل ہوگا۔ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی محبت، وارفتگی اور نصرت کی خواہش جنابِ کعب کے اشعار و اقوال سے ٹپکتی تھی۔

جنابِ کعب کی خواہش کا مصداق ابو طالب **رضی اللہ عنہ** تھے، قصیدہ لامیہ کا ایک ایک شعر اور ابو طالب **رضی اللہ عنہ** کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس بات کا مؤید ہے۔ عشاق پر لازم ہے کہ وہ قصیدہ لامیہ کے ایک ایک شعر کا مطالعہ کریں اور ان اشعار میں موجود عشق و جانثاری کے جذبات سے ایمان تازہ کریں۔

جناب ابوطالب **رضی اللہ عنہ** کی وفات کا وقت جب قریب آ گیا تو آپ نے اولادِ عبد المطلب **رضی اللہ عنہ** کو بلایا اور وصیت کی: جب تک تم محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی بات سنتے رہو گے اور ان کی اتباع کرتے رہو گے، تم بہت اچھی حالت میں رہو گے، ان کی اتباع کرو، ان کی مدد کرو، ہدایت پا جاؤ گے۔ سبحان اللہ، قربان جایئے جناب ابوطالب **رضی اللہ عنہ** پر، پورے بیالیس سال کا عرصہ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی فکر اور ان کی نصرت پر گزارا۔ شعب ابی طالب کے تین سال، اپنے بچوں کو نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے بستر پر راتوں کو سلا دینا کہ اگر کوئی کافر نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی جان لینے کے ارادے سے آئے تو میرا بیٹا مر جائے مگر محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** پر آنچ نہ آئے، مرتے وقت اپنے قبیلے کو ان کی مدد و نصرت کی نصیحت کرنا، ایسی محبت اور جذبۂ جانثاری کو سلام۔

ابوطالب **علیہ السلام** نے قریش کو نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی دعوت پر ایمان لانے میں سبقت کی وصیت کی، ان کی مدد و نصرت کی تلقین کی اور اپنے عزمِ وفا کا اظہار کیا۔ ابوطالب **علیہ السلام** نے وقتِ وصال فرمایا: بخدا جو بھی ان (محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**) کے راستے پر چلے گا، ہدایت پائے گا اور جو ان کی ہدایت قبول کرے گا، سعادت مند ہو جائے گا۔

جنابِ ابوطالب **علیہ السلام** نے اپنے قبیلے کے افراد کو وقتِ وصال یوں وصیت کی:

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! اِبْنُ اَبِيْكُمْ ، كُوْنُو ا لَه' وُ لَاةَ وَ لِحَرْبِهٖ حِمَاةَ وَ اللّٰه لاَ يَسْئَلُكَ اَحَد'' مِّنْكُمْ سَبِيْلَه' اِلّا رَشَدَ وَلَا يَأ خُذُ اَحَد'' بِهَدْيِهٖ اِلّا سَعِدَ

اے گروہِ قریش! یہ (محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**) تمہارے باپ کے بیٹے ہیں، ان کے دوست بن جاؤ، جنگوں میں ان کے حامی بن جاؤ، اللہ کی قسم! تم میں سے جو شخص ان کے راستے پر چلے گا ہدایت پائے گا، اور جو ان کی ہدایت کو قبول کرے گا وہ سعادت مند ہو جائے گا۔

جنابِ ابوطالب **علیہ السلام** کی وفات پر مولیٰ علی **علیہ السلام** نے درج ذیل اشعار کہے:

اَبَا طَالِبٍ عِصْمَةَ الْمُسْتَجِيْرِ   وَغِيثُ الْمَحُوْلِ وَ نُوُ رَ الظَّلَمِ

اے ابوطا . ! آپ مدد مانگنے والے کی پناہ گاہ ہیں
اور بنجر زمین کے لئے آپ .رش کی ما اورا· ھیروں کے لئے آپ نور ہیں
یقیناً آپ کی موت نے غیرت مندوں کے دل کو پ ره کر دی ہے
پس بیشک آپ مصطفیٰ کے لئے . سے بہترین چچا رہے

جنابِ ابوطا . **علیہ السلام** اپنے والد جناب عبدالمطلب **علیہ السلام** کے پہلو میں مکہ کے قبرستان حجون میں دفن ہیں جو آجکل .·ت المعلیٰ کا ای حصہ ہے۔ ام المومنین سیدہ · یجۃ الکبریٰ **علیہا السلام** بھی وہیں آرام فرما ہیں۔ میں ۲۰۱۶ میں . . اپنی والدہ کے ساتھ حج کے لئے تو ای ماہ مکہ میں قیام کے بعد . رات کو بتای َ ی کہ کل صبح فجر سے پہلے مدینہ روانگی ہے تو رات کو ہم لوگ طوافِ وداع کے لئے عزی یہ سے .ی ت اللہ گئے۔ الوداعی طواف (جو حج کے ارکان میں سے ای رکن ہے) کرنے کے فوراً بعد رات گئے میں حجون کے قبرستان کی طرف دوڑ پڑا جو .ی ت اللہ سے کچھ کلو.ٹ دور ہے۔ .·ت المعلیٰ کی بیرونی دیوار کے ساتھ کھڑے ہو کر (جہاں سے حجون کا احاطہ آ رہا تھا) جناب عبدالمطلب، جنابِ ابوطا . اور سیدہ · یجہ **علیہم السلام** کی .رگاہ میں آ· ی سلام پیش کیا۔ نم آنکھوں کے ساتھ دعا و سلام کے بعد واپس حرم کی طرف پہنچا اور والدہ کو ساتھ لیکر عزی یہ روانہ ہوا۔ مکہ میں اپنے قیام کے دوران میں حجون .قاعدگی سے جای کرت تھا۔

اہلِ .ی ت رسول علیہم السلام:

نبی محتشم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا چھ مہینے یہ معمول رہا ہے کہ آپ کاشانۂ فاطمہ سے َ· رتے تو سورہ ا· اب کی یہ آی ت''

''تلاوت فرماتے رہے۔ اہل .ی ت کی شان اللہ نے قرآن پ ک کی لاتعداد

آ یت میں اور رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے کثیر احادیث میں بیان فرمائی ہیں، جن میں سے آیتِ مودت، آیت مباہلہ، آیت تطہیر، آیت ولایت، آیت طعام، حدیثِ کساء، حدیث غدیر وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب (قرآن) اور دوسرے میرے اہل بیت۔

اہلِ بیتِ اطہار بالخصوص حضرت علی، حسن اور حسین کے ناموں کے ساتھ **رضی اللہ عنہ** کے ساتھ ساتھ محدثین کرام نے اپنی اپنی کتبِ احادیث میں **علیہ السلام** یا **سلام اللہ علیہ** وغیرہ کے الفاظ استعمال کیے ہیں اسی طرح سیدہ فاطمہ کے نام کے ساتھ **رضی اللہ عنھا** کے علاوہ **علیھا السلام** یا **سلام اللہ علیھا** لکھا ہے۔ ان محدثین میں امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابنِ ماجہ، امام احمد بن حنبل، امام دارقطنی، امام غزالی، امام نورالدین ھیثمی، امام ابنِ جوزی، علامہ ابن القیم، امام حاکم نیشا پوری، امام محبّ الدین طبری اور امام ابن حجر عسقلانی وغیرھم شامل ہیں۔ اس عنوان پر عبداللہ دانش صاحب نے ''شرح اربعین امام حسینؓ'' اور قاری ظہور احمد فیضی صاحب نے اپنی کتاب ''شرح خصائصِ علیؓ'' میں بہت مفصل اور مفید گفتگو فرمائی ہے (نور کربلا اور اقبالؒ)۔ صحیح بخاری میں چالیس سے زائد مقامات پر اہل بیت بالخصوص مولیٰ علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین **علیہم السلام** کے ناموں کے ساتھ **علیہ السلام**، سلام اللہ علیہا، **علیہا السلام** لکھا ہوا ہے، یہی حال دیگر کتبِ حدیث وسیَر کا ہے۔

ائمہ اہل بیت کے صرف ناموں کی برکت سے باری تعالیٰ پاگل کتوں کے کاٹے ہوئے مریض کو شفا عطا کر دیتا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ اور ابوالصلت ہروی (ابن ماجہ کے شیخ) کہتے ہیں کہ ائمہ اہلِ بیت کے ناموں کی برکت سے پاگلوں کو شفا ملتی ہے۔

اہلِ بیت سے مخاصمت، تاریخی پسِ منظر:

اہل بیت رسول **علیہم السلام** کو اللہ تعالیٰ نے ایک منفرد مقام عطا فرمایا ہے۔ آیتِ قرآنی اور احادیثِ رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** اس پر شاہد ہیں۔ جہاں کسی کو مقام حاصل ہوتا ہے وہاں ان سے حسد کرنے والے لوگ بھی موجود ہوتے ہیں۔ چنانچہ تاریخ پسِ منظر میں یہ بات عیاں ہے کہ بنو امیہ اور بنو عباس کی جانب انہ حکومتیں اور وسائل اہلِ بیت کے خلاف متحرک رہے اور کئی صدیوں پر محیط ظلم و جبر کی ایک لمبی داستان ہے جس میں اہلِ بیت کے ساتھ مخاصمانہ روش اپنائی گئی۔ ظلم و جبر کی بنیاد پر استوار حکومتیں اس اہل بیت کو اپنے حکمرانہ تسلط کے خلاف خطرہ سمجھتے تھے، اس لیے اہلِ بیت کو پسِ دیوار لگانے کے لئے ہر ممکن مخالفانہ اقدام اٹھائے گئے۔

اہلِ بیت کو چن چن کر مارا گیا۔ اہل بیت کے محبین پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ اہلِ بیت کے فضائل لوگوں سے مخفی رکھنے کے لئے ہر طرح اختیار کیا گیا۔ علماء کے قلم اور خطباء کی زبانیں بند کی گئیں۔ اہل بیت سے احادیث بیان کرنا تو درکنار، اہل بیت کی شان میں احادیث بیان کرنے کی حکومتی اجازت نہ تھی۔ ہشام اموی اور متوکل عباسی تو اہل بیت کا وجود برداشت کرنے پر تیار نہ تھے۔ عبدالملک بن مروان اموی کے کارندۂ خاص حجاج بن یوسف ثقفی اور منصور دوانیقی عباسی نے لاکھوں سادات اور محبانِ آل محمد **علیہم السلام** کو شہید کیا۔ ناصبیت اور خارجیت حکومتی سرپرستی اور سائے میں پلتی رہی۔ چن چن کر اپنے وقت کے بہترین نفوس اہلِ بیت کو مارا گیا، یہاں تک کہ آلِ محمد **علیہم السلام** اپنی شناخت کو مخفی رکھنے پر مجبور ہوئے۔ اپنے وطن کو چھوڑ کر ہجرت پر مجبور ہوئے۔ کسی کو ظلم اور بربریت سے شہید کیا گیا تو کسی کو زہر سے خاموش کیا جاتا رہا۔

اہلِ بیتِ اطہار کے ان نفوسِ قدسیہ اور ائمہ کو ہر مسلک کے علماء حق نے تسلیم کیا ہے کہ وہ اپنے وقت کے بہترین لوگوں میں سے تھے۔ وہ صحابہ میں مولا علی **کرم اللہ** سے بڑھ کر کون

قرآن و ۔۔ ،فقہ اور علوم کا جاننے والا تھا۔امام حسن اور حسین **علیہما السلام** ان کے جانشین ہیں۔ امام علی زین العا۔ ین **علیہ السلام** سید التابعین ہیں۔امام محمد۔ قر علیہ السلام کے درس میں مسجد ی میں شاَ دوں کا ا ہِ کثیر ہو۔ تھا۔امام جعفر صادق **علیہ السلام** کے علم و فضل کی ا د معترف ہے۔امام موسیٰ کاظم،امام علی رضا،امام محمد تقی،امام علی اور امام حسن عسکری **علیہم السلام** کے علم اور تفقہ کا د میں پ چا تھا۔پھر کیا وجہ ہے کہ آج ان کی اولاد میں سے بھی کثیر تعداد کو ان کے ۔ م تک نہیں معلوم؟ چہ جائیکہ ان کے حالاتِ ز۔ گی سے متعارف ہو پ تے۔

ہماری آنے والی نسلوں کو اس حوالے سے کتنی آگہی ہے؟ کتنی احاد۔ ۔ ث ہیں جو بخاری، مسلم، صحاحِ ستہ ۔ د کتبِ حد۔ ث میں ان سِ قدسیہ سے مروی ہیں؟ اہلِ ۔۔ کے درخشندہ ستاروں، حسنی اور حسینی دونوں سے ہم کتنے آگاہ ہیں؟ امام ز۔ بن علی، محمد وا۔ ا ہیم حسنی شہزادوں کی تحار۔ اور ان کے محرکات سے کس قدر آگاہ ہیں؟ عبداللہ المحض کی تحر۔ اور شہادت، امام ابو حنیفہ کا ان کی مدد کر۔ اور ز۔ بن علی و عبداللہ المحض کی تحار۔ میں ان کا شامل ہو۔ ،حکامِ وقت کو کیوں گوارا نہ تھا؟

منا۔ پ،مسا۔ میں علی اور آلِ علی کو طعن و تشنیع کا نہ بنا۔َ ۔ ۔علی حسن اور حسین ۔ م رکھنا ۔ مَ دا۔ جا۔ رہا۔سعید بن جبیر، امام ئی اور محمد الزکیہ کی وجہ شہادت کیا تھی؟ امویوں اور عباسیوں کا رویہ اہلِ ۔۔ کے ساتھ کیا رہا؟ ۔ وجود اس کے کہ اہلِ بیتِ اطہار کی قر۔ ں شمار سے ۔ ہر ہیں۔مولا علی کے والد جناب ابوطا۔ کے ایمان ۔ کو متنازعہ بنا د۔َ ۔ اور ان کے عدم ایمان کی روا۔ ت کو فروغ د۔َ ۔ ۔مختار ثقفی (جس نے چن چن کر قاتلانِ حسین کو ا م تک پہنچا۔) کو کذاب، مر۔ اور مدعی ت۔ کہاَ ۔ ۔

میرے ا۔ ر امام علی ،امام محمد تقی جواد، امام علی رضا، امام موسیٰ کاظم، امام جعفرِ صادق، امام محمد۔ قر، امام زین العا۔ ین، امام حسین اور مولا علی **علیہم السلام** کا خون ہے۔میری ہر سانس ان

عظیم ہستیوں کا ذکر کرتی ہے۔ مولا علی خاتم الا نبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی اور خا انِ بنی ہاشم کے چشم و اغ ہیں۔ سبطین ہیں۔ ہم رسولِ ک کے اصحاب رضوان اللہ علیہا جمعین اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن کا مقام جا اور ما ہیں بشمولِ خلفاء راشدین اور ان کو سلام پیش کرتے ہیں۔ وہ ہمارے سروں کے ج ہیں۔ لیکن آج کے اس دور میں بھی ذکرِ علی واہلِ سے لوگ خائف رہتے ہیں کہ کہیں کوئی شیعہ نہ کہہ دے جبکہ اہلِ اطہار کے ذکر قرآن اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سینکڑوں آ ت واحاد موجود ہیں۔

اب ا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہا جمعین اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن مومنوں کی ماؤں کا احترام، ان سے محبت اور فضائل ومناقب کا اعتراف کرتے ہوئے بھی مولیٰ علی اور اہلِ علیھم السلام کی شان بیان کرنے میں کنجوسی کی جائے، تو پھر یہ میرے د ز دتی ہوگی۔ قی میں فرقہ وار کا قائل نہیں اور کے لیے محبت ر ہوں، کشادہ دلی اور خندہ پ نی سے ملتا ہوں۔ اختلافِ رائے کا احترام کر ہوں اور اہلِ کی بے پناہ محبت ر ہوں اور ان کے ذکر کا اہتمام کر ہوں۔ اہلِ کے مناقب کا چا کر اپنا فرضِ عین سمجھتا ہوں۔ میرے فیس کے نورِ کربلا کے وپ تمام مسالک کے دیوبندی، اہلِ حد ، ی اور شیعہ کے ۷۵۰۰ سے ز دہ ممبرز ہیں۔

 قی رہی مفتی اور مولویوں کی ت تو کیا بہت سے مفتی اور مولوی ایسے نہیں رے کہ جنھوں نے امام حسینؑ کے قتل کے جواز فتوے دیئے؟ وہ بھی تو مفتی، محدث اور مولوی تھے جو ا عرصہ بنی امیہ کے ٹکڑوں ان کے لئے اور اھلِ کی دشمنی میں احاد وضع کرنے جیسے قبیح ین کام کرتے رہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے سیرت النبی میں لکھا ہے کہ بنی امیہ کے دور میں مسا میں، جمعہ کے خطبوں میں مولیٰ علی اور آلِ علی علیھم السلام لعن کہلوا جا رہا، ہزاروں لاکھوں روا ت احاد کے م بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں حکومتی سر ستی میں وضع

کروائی گئیں۔موضوع روایت [illegible] دینے اور بیان کرنے والوں کے روزینے مقرر کیے گئے۔جی ہاں وہ بھی مفتی اور مولوی ہی تھے جنھوں نے ایک عرصہ مناقبِ آلِ محمد **علیہم السلام** لکھے نہ لکھنے دیے، پڑھے نہ پڑھنے دیے، یہ علماءِ سُو تھے جنھوں نے مال وزر اور اثر ورسوخ کی خاطر اپنے ضمیر اور دین کو چند کوڑیوں کے عوض بیچ دیے۔عشق کی منزل اور تقاضے اور ہیں۔عشق حسین بن منصور الحاج کو دار تک لے جاتا ہے کوئی خوف نہیں ہوتا۔عشق میں فنا ہو کر بقا ملتی ہے۔عاشق کبھی خوف کا شکار نہیں ہوتے اور معشوق کے ذکر کو ہمیشہ اپنا وردِ زباں رکھتے ہیں۔

آج کا بڑا فتنہ ناصبیت ہے۔بہت سے سادہ لوح مسلمان بھی ناصبیت کے دھوکے میں آجاتے ہیں۔کبھی فرصت ملے تو یہ جانیے کہ کیسے حکیم محمود ظفر، حکیم فیض عالم صدیقی، ڈاکٹر محمد دین بٹ، محمود احمد عباسی، ڈاکٹر ذاکر نائیک اور محمد عظیم الدین صدیقی جیسے لوگوں نے مسلمانوں کو گمراہ کیا؟ مجھے اہلِ حدیث میں عبداللہ دانش اور دیوبندی اور تبلیغی جماعت میں نفیس الحسینیؒ، حافظ ظفر اللہ شفیق، محمد عبدالرشید نعمانی اور طارق جمیل صاحب جیسے لوگ اہلِ بیت پر جان نچھاور کرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔اللہ پاک اپنے حبیب **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے صدقے ہم پر اپنا کرم فرمائے، آمین

علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے، آج تک مولا علی **علیہ السلام** کا لنگر چل رہا ہے اور فیضان بٹ رہا ہے۔دعاء ہے کہ ہماری زبانوں سے پنجتن پاک کی مدح میں الفاظ نکلتے رہیں اور آخرت میں بھی ہمیں ان مقدس ہستیوں کی معیت نصیب ہو۔ہماری زبانیں ان کی شان میں رطب اللسان رہیں اور ان کی قصیدے سنتے، سناتے، لکھتے، پڑھتے اور پڑھاتے ہماری جان جانِ آفریں کے سپرد ہو۔ہر ایک کی کہیں نہ کہیں نسبت ہوتی ہے۔صد شکر کہ ہماری نسبت کربلا سے ہے، نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی آلِ پاک سے ہے، خوشا یہ نصیب!

کہیں خارجیت تھی تو کہیں ناصبیت، کہیں حکومتی جبر تھا تو کہیں لوگوں کی مجبوریاں،

کہیں بغض وعناد کارفرما تھا تو کہیں منافقت کا دور دورہ تھا، کہیں ا ک اور گھر چھن جانے کا خوف تھا تو کہیں مناقبِ اہلِ بیت سے لاعلمی، یہ کچھ عوامل ہیں جس نے عوام کو ت کی کشتی (اہل بیت) رسائی دینے میں روڑے اٹکائے رکھے، لیکن اب۔۔۔۔۔۔۔۔۔علم و آگہی کا دور دورہ ہے، پھر بھی کوئی محروم رہنا چاہے تو اس کی مرضی۔

ہمیں ضرور مسلکِ اعتدال پر رہنا چاہیے ہزار دفعہ یہ بات ذہن نشیں کرنی چاہیے کہ کہیں ایک طرف رد روافض کرتے ہوئے دوسری طرف ناصبیت کے گڑھے میں نہ جا گریں۔ ''علی کا ذکر نہ کرو'' اس سے شیعت کو تقویت ملتی ہے، یہ نعرہ ناصبیوں کا ہے۔ مولیٰ علی **علیہ السلام** کے ذکر سے رافضیت کی بو ناصبی الذہن لوگوں کو آتی رہی ہے اور اسی بنا پر انھوں نے امام شافعیؒ، امام حاکمؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام نسائیؒ اور بے تحاشہ علمائے اہلِ سنت کو مطعون کیا تھا اور امام ابوحنیفہؒ اور امام نسائیؒ کو تو شہید تک کیا گیا۔ علامہ ابنِ تیمیہ نے ردِ روافض کے جوش میں مولیٰ علی **علیہ السلام** کے صحیح احادیث میں وارد فضائل تک سے انکار کر دیا تھا اور علماء نے تصریح کی کہ یوں تنقیصِ علی کے مرتکب ٹھہرے۔ علمائے حق نے بھی اپنا فرض ادا کیا اور احقاقِ حق کرتے رہے۔ علامہ ابن تیمیہ نے اگر ''من کنت مولا'' یعنی حدیثِ غدیر خم کا انکار کیا تو اہل حدیث کے عصرِ حاضر کے نامور محدث علامہ ناصر الدین البانی سمیت دیگر علماء و محدثین نے ابن تیمیہ کے موقف کو رد بھی کیا اور حق کو بیان کیا۔ اس سے کس کو فائدہ ہوا اور کس کو نقصان، حق اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ اسے بیان کیا جائے۔ یہ کہنا کہ اہلِ بیت کے ذکر سے رک جانا چاہیے کہ اس سے رافضیت کو فائدہ ہوگا تو اس میں کوئی وزن نہیں۔ ہم رافضیت اور ناصبیت دونوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

امام جوزجانی بہت بڑا محدث تھا، امام احمد بن حنبل اور امام ابوداؤد کا استاد تھا، ناصبی تھا، مولا علی **علیہ السلام** کا بغض رکھتا تھا۔ حریز بن عثمان کو لاکھوں احادیث یاد تھیں اور بڑا محدث تھا علی **علیہ السلام** کے بغض میں احادیث میں تحاریف کرتا تھا، امام ذہبی نے تاریخ الاسلام میں، علامہ

. رالدین عینی نے مغانی الاخبار میں اور حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے تھذ۔ . التھذ۔ . میں لکھا ہے کہ حر۔ بن عثمان مولیٰ علی علیہ السلام پ لعن اور . وشتم کیا کرت تھا، ابنِ حجر عسقلانی نے بحوالہ ابن حبان لکھا ہے کہ حر۔ بن عثمان ہر روز ۷۰ . رصبح اور ۷۰ . رشام کو مولیٰ علی علیہ السلام پ لعن کیا تھا، اور کہتا تھا کہ میرا دل علی کے بغض سے خالی نہیں کہ انھوں نے صفین میں میرے آ. ءوا . ادکو قتل کیا تھا۔ ابنِ حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ حر۔ بن عثمان بخاری اور د چار صحاح کا راوی ہے سوائے صحیح مسلم کے۔ . ڑے . ڑے ۰ میَ امی خطباء وعلماء ۰ صبیت کے مرض میں مبتلا تھے، ابوبکر ابن العربی . ڑا مفسر تھا ۰ صبی تھا اور اس نے کہا تھا کہ حسین علیہ السلام اپنے ۰۰ کی تلوار سے قتل ہوئے یعنی (معاذ اللہ) ان کا قتل شریعت کی رو سے جا ۰ تھا۔ اسی طرح ۰ صبیت کے پس منظر میں ا۔ لمبی فہر ۔۔ اور تفصیل کتب میں موجود ہے۔

دورِ بنی امیہ میں لاکھوں احاد۔ ۔ حکومتی وسائل اور جبر کے ذریعے وضع کروائی گئیں۔ یہی حال دورِ بنی عباس کا رہا ہے۔ حکیم محمود ظفر کی کتب پ اس ملک میں پ بندی نہیں لگائی گئی اور قاضی طاہر علی ہاشمی اور حکیم فیض عالم صدیقی نے تو مروان کے قصیدوں پ مشتمل ضخیم کتب لکھ ماریں۔ . ت یہ ہے کہ ہمیں روافض کے رد میں اپنے آپ کو سنبھالنا بھی ضروری ہے کہ کہیں اس پ میں نواصب کی صف میں ۔ پھر ان کے مماثل نہ ہو جا ۔

امام زین العا. ین علیہ السلام کی والدہ محترمہ سیدہ شہر. نو پ تنقید، دورِ ملوکیت کو خلافتِ راشدہ میں شمار کر۰، مولا علی علیہ السلام کے . ۔ شکن کی فضیلت کے مقابلے میں نواصب کے موقف کا بیان ۔ اس طرح کی چیزیں اہلِ ۰۔ کا شعار نہیں ہیں۔ اہلِ .۔ ی، خلفاء راشدین، امہات المومنین اولیاء کاملین اور علمائے حق کو ہمارا سلام۔

محرم کا چا۰ آتے ہی . لخصوص لوگوں کو شیعہ سنی مبا ۔ اور اختلافات میں الجھا دینا بھی ۰ صبیانہ حربہ ہے۔ شہدائے کربلا کی قر. نیوں کو بیان کرنے، اس دکھ، درد اور ان کیفیات کو

سمجھنے، ظلم اور . . . ۔ کی مذمت کرتے ہوئے ۔ ۔ کو آشکار کرنے کی بجائے لوگوں کو غیر ضروری مبا ش میں الجھا دینے کے پیچھے بھی وہ صبیانہ سوچ کارفرما ہے جو کسی صورت ذکرِ کربلا و حسین **علیہ السلام** کو گوارا نہیں کرتی۔ نواصب کو یہ ت کبھی ہضم نہیں ہو سکتی کہ لوگوں میں کربلا کا شعور آئے یا کوئی اس کی معرفت حاصل کرے۔ سادہ لوح عوام بھی غیر دانستہ طر سے اس چکی میں پستے چلے جاتے ہیں۔

اہل ۔ کے ذکر کرنے والے پر فوراً شیعہ ہونے کا فتویٰ جڑ دینا بھی صبیانہ حربہ ہے۔ اس صبیانہ سوچ کے پیچھے دو مقاصد ہیں۔ ا تو ذکر کرنے والا دل ہوا تو ڈر جائے گا اور ذکرِ اہل ۔ سے ز آ جائے گا، صبیانہ مقصد پورا ہو جائے گا۔ اور ا ذکر کرنے والا ہمت کے ساتھ ڈ رہے گا تو لوگوں کو ور کرا دو کہ یہ تو شیعہ ہے اور شیعوں جیسی تیں کرتا ہے کہ اس کی بات ں میں بے ا کر دی جائے۔ اس صورت میں بھی نواصب کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ریخ کے جھروکوں سے ہمیں یہ دکھائی دیتا ہے کہ کبھی امام ابو حنیفہؒ پر یہ فتویٰ صادر کیا یا تو کبھی امام شافعی کو رافضی کہا ۔ امام ئی، طبری، حاکم، عبدالرزاق اور مفسرین و محدثین و مورخین کی ای لمبی فہر ہے جو اہل ۔ سے محبت کی وجہ سے نواصب کا نہ بنے۔

اہلِ ۔ کے مناقب کو عرصہ دراز پوشیدہ رکھا یا ہمیشہ اسی دلیل کے ساتھ کہ کہیں اس سے شیعوں کو تقویت نہ مل جائے۔ ہم اہلِ ۔ کے مناقب کا اہتمام کرتے رہیں گے اس سے کسی شیعت کو تقویت ملے یا کسی صبیت کو خسارہ ہو۔ جو ت اللہ اور اس کے رسول **صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم** نے بیان کی ہے اس کو بیان کریں گے۔ قی صحابہ کرام **رضوان اللہ علیہم اجمعین** تو صحبتِ ی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سے فیض یافتہ س ہیں وہ ہمارے سروں کا ج ہیں۔ ہم تو روضہ پاک پر لگی ہوئی لوہے کی جالیوں کو چومنے والے ہیں یہ تو پھر سرکار کے صحابہ، جا ر اور وفادار ساتھی ہیں۔ امہات المومنین **علیہم السلام** رسولِ پاک **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی ازواج ہیں، ان کا مقام اور شرف مسلم ہے اسی

طرح اہلِ بیت اور اولادِ رسول **علیہم السلام** کا معاملہ ہے۔

مناقبِ اہلِ بیت کے معاملے میں ہمارے علماء ہمیشہ کنجوسی کرتے رہے ہیں یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے۔ اہلِ بیت کے مناقب بیان کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت ہے نہ کسی کی چھتری کی۔ ہم بانگِ دہل اہلِ بیت کے مناقب بیان کرتے رہیں گے ان شاء اللہ۔ جب تک سانس میں سانس ہے اور زندگی وفا کرتی رہے گی۔ باقی ہر ایک اپنے عمل کا ذمہ دار ہے، جسے جو اچھا لگے وہ کرے۔ اللہ پاک ہمیں اپنی رحمتوں کے نزول سے سرشار کرے۔

ناصبیت نے ہر دور میں مختلف روپ اپنائے۔ ہر مسلک میں ناصبیت اور اس کے نظریات داخل کیے گئے۔ کہیں توحید کے نام پر، کہیں شرک فی الرسالت کے نام پر، کہیں ردِ روافض کی آڑ میں، کہیں حبِ صحابہ کے پردے میں، کہیں خدمتِ دین کے لبادے کے ساتھ، کہیں اصلاح معاشرہ کے نام پر، الغرض مختلف حیلوں بہانوں سے فضائلِ اہل بیت پر قدغنیں لگانے کی کوششیں کی گئیں۔

برصغیر پاک و ہند میں ناصبیت کا ناسور کیسے آیا اور کس طریقے سے اس مرض نے لوگوں کے ایمان کو خراب کرنے کی کوشش کی؟ پچھلی دو دہائیوں سے یہ میرا سبجیکٹ اور ایریا آف انٹریسٹ رہا ہے اور اس موضوع پر سیر حاصل ریسرچ کے بعد کچھ ضروری چیزیں تھیں جو یہاں درج کرنا ضروری تھا تاکہ اس شوگر کوٹڈ زہر سے جو بگاڑ پیدا ہوا اس کی نشاندہی میں آسانی ہو سکے۔

ناصبیت کا اثر صرف دیوبندی یا اہلِ حدیث مسالک تک محدود نہیں تھا اس نے بریلوی مکتبِ فکر کو بھی بہت بری طرح متاثر کیا۔ جنگِ نہروان کے بعد خارجی تو کافی حد تک مر گئے مولا علی **علیہ السلام** سے بغض اور دشمنی نے ناصبی فکر کو اکٹھا کیا۔ چنانچہ ایک عرصہ تک (۹۲ سال) منابر سے، مساجد میں علی اور آلِ علی **علیہم السلام** پر گالی گلوچ ہوتی رہی۔ جس کا نام علی، حسن اور حسین ہوتا، اسے مار دیا جاتا رہا چہ جائیکہ علی، حسن اور حسین کے فضائل بیان کیے جاتے۔ سید ہونا

بہت بڑا . م سمجھا جا- رہا۔ چنانچہ سادات ہجرت کرنے پ مجبور ہو گئے۔ بڑے بڑے مفسر، محدث، عالم، حکمران ، صبیت کے مرض میں مبتلا رہے۔ وقت گ ر ت ی ، حالات . لتے گئے علی اور آل علی **علیہم السلام** سے دشمنی اور حسد ہر دور میں مختلف مسالک کے ا رجاری رہا۔ یہاں- کہ یہ افسوسناک حد- . یوں کے ا ربھی سرای- کرَ ی۔

ی رسول اللہ کا ہ لگانے والوں میں سے کچھ دانستہ اور غیر دانستہ طر سے ، صبیت کے زہر سے آلودہ ہو گئے۔ علی، حسن اور حسین کے مناقب پ لکھی گئی کچھ کتب . . زار سے ی کرلای تو یہ دیکھ کرد رہ ی اور دل جل ی کہ کس کمینگی اور چالاکی کے ساتھ ، صبی مؤلفین نے ای ای کر کے اہلِ .ی- کے مناقب کا انکار کرتے ہوئے شوَ کوٹ طر سے لوگوں کے ایما[illegible] . د کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ مولا علی اور **علیہم السلام** کی تنقیص کرتے ہوئے اہلِ .ی- کی شان میں ، زیبا الفاظ لکھے اور صریحاً گستاخیاں کی ہیں۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ وہ کتب دھڑا دھڑ مارکیٹ میں . رہی ہیں اور ای ، صبی مؤلف حکیم محمود احمد ظفر کی سیرت النب[illegible] لکھی ہوئی کتاب کو تو حکومتِ پ کستان نے اول ا م سے بھی نواز رکھا ہے۔

علم حق را در قفا ا اختی   بہر ، نی دین در . ختی

(علامہ محمد اقبالؒ، اسرارِ خودی)

-جمہ: تو نے وہ علم پسِ پشت ڈال دی جو حق- پہچانے والا تھا، محض روٹی کی خاطر تو دین کی پو ہار بیٹھا۔

اسی طرح . . یوں، دیوبندیوں اور اہلِ حدی ش مسالک میں سے ، صبیت کے زہر سے ڈسے ہوئے ان خبیثوں نے اس طرح کی حرکات کی تو انھی مسالک سے اہلِ حق اٹھے اور انھوں نے منہ توڑ جواب بھی دی۔ ان خبیثوں کا زہر بہت حد- ا ث کر چکا تھا اور ڈینگی وا ٔس کی طرح بہت سے لوگوں کو بیمار کرَ ی اور سادہ لوح لوگوں کا ایمان ' اب کرَ ی۔ . ی مکتبِ فکر

بھی ناصبیت کے اس اثر سے خالی نہیں رہا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی صاحبِ تفسیرِ نعیمی و مؤلفِ کتبِ کثیرہ بریلوی مکتبِ فکر کا ایک بڑا نام اور ان کا مسلک اہلِ بیت پر کافی احسان ہے۔ ان کا مقام محتاجِ بیان نہیں، ان کا ایک ناخلف اور ناصبیت کے زہر سے ڈسا ہوا بیٹا مفتی اقتدار نعیمی مولا علی **علیہ السلام** کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ وہ نہ صرف مولا علی **علیہ السلام** کے مولودِ کعبہ ہونے کی نفی کرتا ہے بلکہ مولا علی **کرم اللہ وجہہ** کی والدہ محترمہ سیدہ فاطمہ بنتِ اسد **سلام اللہ علیہا** کی شانِ اقدس میں نازیبا الفاظ استعمال کرتا ہے وہ الفاظ جو ایک عام غیور مسلمان بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ بعینہٖ اسی طرح کے الفاظ حکیم محمود احمد ظفر نے سیدنا علیؓ کے نام سے لکھی گئی کتاب میں استعمال کیے۔ مجھ میں حوصلہ نہیں کہ میں وہ الفاظ نقلِ کفر کفر نباشد کے تحت بھی لکھ سکوں۔ چنانچہ محبانِ علویوں میں سے ہی ایک سید، سید عظمت حسین شاہ کا خون کھولا اور انھوں نے اس کے جواب میں ایک جامع کتاب لکھی، مفتی اقتدار نعیمی کی منافقت کو آشکار کرتے ہوئے وہ تمام دلائل اکٹھے کیے جو مولودِ کعبہ ہونے کے حوالے سے اہلِ سنت کے ثقہ علماء و محدثین نے اپنی اپنی کتب میں درج کیے۔

امام بخاری نے جو احادیث جمع کی وہ صحیح احادیث کہلائیں، جو ان سے چھوٹ گئیں جو انھوں نے چھوڑ دیں، وہ بھی صحیح احادیث ہیں اور ان کی تعداد ان سے زیادہ ہے جو انھوں نے اپنی صحیح میں جمع کی ہیں۔ مقریزی نے کہا ہے کہ ان چھوڑی ہوئی احادیث میں زیادہ تر اھلِ بیت کے فضائل ہیں، مستدرک کہتے ہی اس مجموعہ احادیث کو ہیں جو بخاری اور مسلم کی شرائط پر پوری اترتی ہوں مگر ان میں نہ آ سکی ہوں، جیسے امام حاکم نے مستدرک لکھی جس کی تلخیص امام ذہبی نے کی اور ان پر صحیح، حسن اور ضعیف ہونے کی نشاندہی کی۔

سوال یہ ہے کہ جب خارجیوں، ناصبیوں اور مروانیت سے احادیث مروی ہیں تو پھر امام زین العابدین، امام محمد باقر اور دیگر ائمہ اہل بیت **علیہم السلام** سے کتبِ حدیث میں مروی

احادیث کی تعداد نہ ہونے کے برابر کیوں ہے؟ امام زہری اور دیگر کثیر محدثین امام زین العابدین کے شاگردوں میں سے ہیں۔ اسی طرح امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور دیگر ائمہ حدیث وفقہ امام جعفر صادق **علیہ السلام** کے شاگردوں میں سے ہیں۔ خواجہ حسن بصریؒ اور کمیل بن زیاد مولیٰ علی **علیہ السلام** کے شاگردوں میں سے ہیں۔ سوال تو اپنی جگہ بہت اہم ہے کہ علم وحکمت کے خزانوں سے معمور ائمہ اھل بیت سے احادیث کیوں نہیں روایت کی گئیں؟ جبکہ ان کا علم وفضل اس بات کا متقاضی تھا کہ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں احادیث ان سے مروی ہونی چاہیے تھیں۔ امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں اگر میں دو سال امام محمد باقر اور امام جعفر صادق **علیہما السلام** کی شاگردی میں نہ رہتا تو ہلاک ہو جاتا۔ مقصد ان وجوہات کو زیرِ بحث لانا اور سمجھنا ہے کہ وہ کون سے عوامل ہیں جن کی وجہ سے اہلِ بیت تک عوام، علماء اور محدثین کو رسائی نہیں دی گئی اور ان سے مروی احادیث کو کتبِ حدیث میں جگہ نہ مل سکی۔ یقیناً یہ حکومتی جبر اور خوف تھا جو ملوکیت کو ہر دور میں لاحق رہا۔

نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے تو [illegible] تھا کہ اھلِ بیت کی مثال نوح **علیہ السلام** کی کشتی کی طرح ہے، جو اس میں سوار ہوا [illegible]، جو اس سے الگ رہا غرق ہو گیا۔ تو پھر یہ کیا ماجرا ہے کہ اہل بیت پر یوں ستم ڈھائے گئے؟

مولیٰ علی **علیہ السلام** خود شہید، سات بیٹے شہید، بھائی (جعفر طیار) شہید، چچا (حمزہ) شہید، پوتے شہید، نواسے شہید، بھتیجے شہید، [illegible] میں ہزار ہا وقت کے بہترین [illegible]س کو شہید کیا [illegible]۔ علی **علیہ السلام** [illegible] زمیں، حسین **علیہ السلام** کربلا میں، حسن، زین العابدین، محمد باقر، جعفر صادق، موسیٰ کاظم، علی رضا، محمد تقی، علی [illegible]، حسن عسکری **علیہم السلام** کو زہر سے اور ہزار ہا آلِ محمد **علیہم السلام** شہید کیے گئے۔ حجر بن عدی، کمیل بن زیاد، قنبر، سعید بن جبیر، میثم تمار **رضوان اللہ علیہم اجمعین** اور لاکھوں لوگ آلِ محمد **علیہم السلام** سے وفا کے جرم میں دار [illegible]ھائے جاتے رہے۔ ہانی بن عروہ، عبداللہ بن یقطر، ابن سکیت، عمر المقصوص اور لاکھوں محبانِ آلِ محمد **علیہم السلام** کو فقط مودتِ اھلِ بیت کے جرم

میں مارا گیا۔

وہ ایک کربلا نہیں تھی، آلِ محمد **علیھم السلام** پر کتنی ہی کربلا بپا کی گئیں، سادات کی نسل کشی کی کوشش کی گئی دشمن نامراد اور ابتر ہوگئے۔ ہشام بن عبدالملک اموی اور متوکل عباسی نے تو یہاں تک اعلان کیا تھا کہ ہم آلِ محمد **علیھم السلام** کو مٹا کر دم لیں گے، نسلِ کوثر کو ختم نہ کر سکے۔ آلِ محمد **علیھم السلام** کو چن چن کر مارا گیا، حسن، حسین اور علی نام رکھنا جرم قرار دیا گیا، سرِ منبر گالیاں دی جاتی رہیں دشمن نامراد رہا۔ آلِ محمد **علیھم السلام** پر درود نہ پڑھا جائے تو نماز نہیں ہوتی، کیسی مسلمانی اور کیسا سلوک آلِ محمد **علیھم السلام** کے ساتھ روا رکھا گیا؟ کیا یہی اجرِ رسالت تھا؟ آلِ محمد **علیھم السلام** پر جو ظلم ڈھائے گئے ان پر ہمارے جگر چھلنی ہیں، مورخین ومحدثین نے ان مظالم کی کیفیات بیان کی ہیں۔ سلام محمد و آلِ محمد **علیھم السلام** پر۔

واقعہ فخ کربلا کے بعد آل رسولؐ کے لئے سب سے تکلیف دہ اور المناک واقعہ ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ اس واقعے کو بیان ہی نہیں کیا جاتا۔ آلِ محمد **علیھم السلام** (آل حسن ہوں یا آل حسین **علیھم السلام**) کی تاریخ ایسے المناک واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ اموی اور عباسی ملوکیت کے مختلف ادوار میں آلِ محمد **علیھم السلام** پر بے پناہ مظالم ڈھائے گئے۔ ظلم وستم کا کوہ گراں آلِ محمد **علیھم السلام** پر ایا گیا۔ ڈھونڈ ڈھونڈ کر سادات کی جانیں لی گئیں۔

بلادِ اسلامیہ کے تمام شہروں میں کلمہ پڑھنے والے حکمران رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی آل کے ساتھ کھلی دشمنی پر مصر رہے۔ دو دو چار چار اور گروہ در گروہ چن چن کر خانوادۂ نبوی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا قتلِ عام کیا جاتا رہا۔ ناصبیت کو فروغ دیا گیا، آلِ محمد **علیھم السلام** کے مناقب وفضائل کو حکومتی سرپرستی میں پوشیدہ رکھنے کے جتن کیے جاتے رہے، سینکڑوں ہزاروں سادات کو شہید کیا گیا۔ واقعہ فخ بھی اسی طرح کا ایک المناک سانحہ فاجعہ ہے جس میں ۳۰۰ سے زائد اپنے وقت کے بہترین آلِ محمد **علیھم السلام** کے فرزندوں اور ان کے محبین کو شہید کیا گیا۔

صا ۔ فخ بھی حسین بن علی **علیہما السلام** ہیں، یہ حسنی سادات سے تھے جو حسن مجتبیٰ **علیہ السلام** کے پوتے حسن مثلث کے پوتے ہیں۔ان کا شجرہ تین واسطوں سے حسن مجتبیٰ **علیہ السلام** سید شباب اہل الجنۃ سے جا ملتا ہے۔آپ نے 169 ہجری میں ہادی عباسی کے خلاف قیام کیا اور مکہ کے قر۔ سرزمین فخ میں اپنے ساتھیوں سمیت شہید کیے گئے۔آل محمد **علیہم السلام** کربلا کے بعد اس واقعے کو۔ دکر کے یہ کناں رہتے تھے، جن میں موسیٰ کاظم **علیہ السلام** کا۔ م مشہور و معروف ہے۔

آلِ محمد **علیہم السلام** کی قر۔نیوں کی داستان بہت طویل ہے، کئی صدیوں ۔ محیط صبر اور قر۔نی کی وجہ سے اسلام کا پیغام۔ صغیر سمیت د ۔ پہنچا۔آلِ محمد **علیہم السلام** شہر۔ رہوئے، حجاز ۔ رہوئے، عرب سے نکل کر عجم میں پھیل گئے، جہاں گئے تبلیغِ دین کا اہم ۔ ین فریضہ سرا م دیتے رہے۔خانوادہ رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے ہر دور میں صبر کیا، ظلم کے ۔ لے صبر کیا، ت کے ۔ لے محبتیں ۔ نٹیں، آلِ محمد **علیہم السلام** امت کی چھتری اور ت کی کشتی ہیں۔

حسین **علیہ السلام** کو کربلا میں شہید کیا ۔ اور حسنِ مجتبیٰ **علیہ السلام** کو زہر دے کر شہید کیا ۔ ۔ حسین **علیہ السلام** نے بیعت سے انکار کیا تھا، امام حسن **علیہ السلام** کے جنازے ۔ کیوں تیر ئے گئے؟ اور انھیں اپ کے ۔ س دفن کیوں نہیں ہونے دی ۔ ؟ کون سا ظلم نہیں روا رکھ خانوادۂ ی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے ساتھ؟

مختار بن ابی عبیدہ ثقفی نے قاتلانِ حسین **علیہ السلام** کو چن چن کر مارا اور کہا کہ ان سارے لعینوں کی جا ۔ بھی امام حسین **علیہ السلام** کے ای خن کو اذ۔ دینے کا۔ لہ نہیں ہوسکتا۔مختار نے قاتلانِ حسین کا۔ لہ ۔ کے لئے ۔ ابیر کیں، محبانِ اہلِ ۔ کو اکٹھا کیا اور ڈھو ۔ کر چھپے اور بھاگے ہوئے ۔ یوں کو تلاش کیا، ان کے پیچھے آدمی دوڑائے اور چن چن کر ان لعینوں کو عبرت ۔ ک ا م ۔ پہنچای۔حیرت کی ۔ ت ہے کہ ۔ ریخ نے مختار کو بھی نہیں بخشا اور اسے کذاب، مدعی ت اور نے کیا کیا کہا ۔ ۔ستم ظریفی کی حد ہے کہ جو جو محبِ اہل ۔ تھا، اسے طعن و

تشنیع کا سامنا کرنا پڑا۔

امام ابوحنیفہؒ شہیدِ اہل بیت ہیں، امام ئی کی شہادت کی وجہ بھی حبِ اہلِ بیت ہے، اہلِ بیت سے محبت کی پاداش میں ہزار ہا لوگ شہید ہوئے۔ مفسر ابن یطبری، فقیہہ امام شافعی، محدث عبدالرزاق، محدث حاکم، مؤرخ مسعودی، دارقطنی، ابن ابی حاتم رازی اور بیسیوں لوگوں کو حبِ اہلِ بیت کی وجہ سے رافضی تک کہا گیا۔ یہاں تک کہ ابوالطفیل **رضی اللہ عنہ** کو بھی شیعہ کہہ کر ان سے روایتِ حدیث چھوڑ دی گئی اور ''الصحابہ کلھم عدول'' کی تخصیص کے باوجود صحابی رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سے احادیث نہیں درج کی گئی۔ ان کا قصور کیا تھا؟ محض اہلِ بیت سے محبت اور ان کی شان میں وارد احادیث کو بیان کرنا۔۔۔ یہ اہلِ بیت کے درخشاں ستارے اور رہبر و رہنما تھے، صبیت زدہ سوچ جو حکومتی وسائل کے تحت پروان پڑھائی جا چکی تھی، علی **رضی اللہ عنہ** اور اہل بیت **رضوان اللہ علیہم اجمعین** کی دشمنی میں ہر سُو متحرک ہو چکی تھی۔

یہ مخاصمت اہلبیت اور محبان اہل بیت کے ساتھ ہر دور میں روا رکھی گئی۔ حبِ اہل بیت اور مناقبِ اہل بیت کو فروغ دینا سے بڑا م سمجھا جاتا رہا۔ عصرِ حاضر میں بھی اسی روش پر عمل پیرا ہو کر بہت سے علمائے اہلِ بیت کو مطعون کیا گیا۔ اہلِ بیت کے دفاع میں علم اٹھانے والوں میں سے اہل بیت کے مور علماء و مشائخ کو طعن و تشنیع کا سامنا کرنا پڑا، گالیاں دی گئیں، رافضی کہا گیا۔ جن علماء نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ان میں مفسر قرآن علامہ پیر سید ریاض حسین شاہ، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، مفکر اسلام پیر سید عبدالقادر گیلانی، مبلغ اسلام علامہ طارق جمیل، عبداللہ دانش (اہل حدیث)، علامہ راحمد فیضی وغیرھم شامل ہیں۔ علاوہ ازیں خواجہ حسن می، پیر نصیر الدین نصیر، علامہ صائم چشتی، مولانا محمد اسحاق مدنی (اہل حدیث)، علامہ وحید الزمان (اہل حدیث) وغیرھم بھی اس طعن و تشنیع کا شکار رہے۔ حق بات کہنا، حق پر ڈٹ جانا اور حق پر استقامت ہر ایک کے نصیب میں نہیں ہوتا۔ جس نے اسوہ حسینی اپنا لیا، اسے ئج کی پرواہ

ہوتی ہے۔اس کا عزم عزمِ صمیم ہوتا ہے۔وہ کوہ گراں ہوتا ہے، جسے کوئی طوفاں ہلا نہیں سکتا۔

ناصبیت زدہ اور خارجیت زدہ سوچ بار بار مولیٰ علی **کرم اللہ وجہہ** کی طرف شراب پینے اور نماز میں سورہ کافرون بھول جانے کی نسبت کرتی ہے۔یہ سوائے بغض اور دشمنی کے اور کچھ نہیں۔ نہ یہ کہ مولیٰ علی **رضی اللہ عنہ** کے مقام کو سمجھتے نہیں یا یہ کہ ان کے فضائل میں وارد احادیث سے آگاہ نہیں۔محض دشمنی اور خباثت کی وجہ سے سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے اس طرح کی باتیں لکھتے اور بیان کرتے ہیں۔ حضور **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی اس حدیث کو دیکھیں:

علی مع القران والقران مع علی،لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض،یعنی علی قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ ہے،دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض (کوثر) پر میرے پاس لوٹ آئیں۔اسی طرح سرکارِ انبیاء **علیہ السلام** نے فرمایا:علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے۔اور یہ کہ اے اللہ جدھر علی ہو حق کو ادھر پھیر دے۔

اب کوئی بھی صرف یہ دیکھے کہ علی اور قرآن کا ایسا ساتھ ہے کہ یہ ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر لوٹ جائیں۔مولیٰ علی **علیہ السلام** کے علاوہ کس کے بارے میں سرکارِ انبیاء **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے ایسا ارشاد فرمایا ہے؟ دل،آنکھ،کان اور دماغ پر پردہ نہ پڑا ہو تو انسان بڑے آرام سے سچ اور جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے۔مولیٰ علی **علیہ السلام** تو ہیں ہی منافق اور مومن کے درمیان پہچان، سچ اور جھوٹ کے درمیان حدِ فاصل۔۔۔فاعتبرو یا اولی الابصار!

جن خارجیوں نے یہ روایت بیان کیں یا گھڑیں، وہ تو خارجی تھے اور دشمن تھے اور یہ بات آشکار ہے۔جو ان روایت کو آج کے دور میں بار بار بیان کر رہے ہیں اور اپنی کتابوں یا تحریروں میں درج کر رہے ہیں، وہ یا تو خارجیوں اور ناصبیوں کی ذریت سے ہیں یا پھر منافق ہیں یا جاہل۔مولیٰ علی **کرم اللہ وجہہ** کعبہ میں پیدا ہوئے،پہلی نگاہ چہرۂ مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** پر کی،پہلی غذا لعابِ دہنِ رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** ہے۔نام علی پروردگار نے سنبھال کر رکھا تھا،اس سے

﴿کارزارِ عشق﴾

پہلے کسی کا نام نہیں تھا، مصطفٰی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے نام رکھا، سب سے پہلے مسلمان، سب سے پہلے نمازی، رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی آغوش میں پروان چڑھنا، یہ قربت و معیتِ رسول ایسی کہ کوئی دوسرا اس فضیلت میں دور دور تک شریک نہیں۔ اس علی **علیہ السلام** کی طرف یہ منسوب کرنا کہ انھوں نے معاذ اللہ شراب پی اور نماز میں سورہ کافرون بھول گئے۔ ہم ایسی سوچ رکھنے والوں پر، ایسی بات بیان کرنے والے سے ہر طرح بیزار ہیں، اور اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔

خلفاء راشدین، امہات المومنین اور اہلِ بیت **رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین**
کی عظمتوں اور رفعتوں کو ہمارا سلام ہو

جے کر دین علم وچ ہوندا، تاں سر نیزے کیوں چڑھدے ھُو
اٹھارہ ہزار جو عالم آہا، اگے حسین دے مردے ھُو
جے کجھ ملاحظہ سرور دا کردے، تاں تمبُو خیمے کیوں سڑدے ھُو
جے کر مندے بیعت رسولی، پانی کیوں بند کر دے ھُو
پر صادق دین تنہا دا باھُو، جو سر قربانی کردے ھُو
عاشق سوئی حقیقی جہیڑا، قتل معشوق دا منّے ھُو
عشق نہ چھوڑے منہ نہ موڑے، تورے سے تلواراں کھنّے ھُو
جت ول ویکھے راز ماہی دے، لگے اسے بنّے ھُو
سچا عشق حسین ابنِ علی دا باھُو، سر دیوے راز نہ بھنّے ھُو

(حضرت سلطان باھُوؒ)

﴿کارزارِ عشق﴾

عشاقِ وغلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ہمارے نبی پاک صاحبِ لولاک ہیں۔ اللہ نے ''لولاک لما خلقت الافلاک'' کا تاج اپنے حبیب **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے سر پر سجایا۔ علامہ محمد اقبالؒ نے جوابِ شکوہ میں اس حقیقت کو یوں بیان کیا:

خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے

ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

جب وجۂ تخلیق کائنات مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کو ٹھہرایا گیا تو پھر جس کو جو عزتیں، رفعتیں اور نعمتیں بارگاہ الٰہی سے عطا ہوئیں وہ مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے صدقے میں ہوئیں۔ صحابہ کرام **رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین** ہوں یا امہات المومنین **رضی اللہ عنھن**، اہلِ بیت عظام ہوں یا انبیاء **علیہم السلام**، سب کو کمالات وشان میرے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے ذریعے سے ملی۔

صحابہ کرام **رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین** اس خوش نصیب گروہ سے ہیں، جنھیں آقا **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا دیدار نصیب ہوا، جو صحبتِ مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی لذت آفرینی سے سرشار ہوئے۔ جنھیں آقا **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی معیت میں جہاد نصیب ہوا۔ جنھوں نے اپنے جان و مال سے قربان کر دیں۔ عشاق کا یہ وہ خوش نصیب گروہ ہے جن کے درمیان حبیبِ خدا **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** رونق افروز ہوتے اور وہ والضحیٰ کے مکھڑے کی جلوہ آفرینی سے سرشار ہوتے۔ جو سرکار **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے روبرو حاضری کو اپنی زندگی کی سب سے عظیم نعمت سمجھتے تھے۔ جن کے عشق و محبت کی داستانوں سے کتبِ تاریخ وسیر بھری پڑی ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق **رضی اللہ عنہ** حضور **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے ساتھی، خلیفہِ راشد، یارِ غار و یارِ مزار، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ **رضی اللہ عنھا** کے والدِ گرامی، ثانی اثنین، پہلوں میں سے پہلے

﴿کارزارِ عشق﴾

اور آنحضرت **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے وفادار اور جا رساتھیوں میں سے تھے۔ حضرت عمر فاروق **رضی اللہ عنہ** خلیفہ دوم، مرادِ رسول اور دعائے رسول ہیں، جن کا م سن کر شیطان بھی بھاگ کھڑا ہو تھا۔ عدل میں آپ کا شہرہ تھا اور آپ **رضی اللہ عنہ** ا ی ڑی اسلامی سلطنت کے حکمران تھے۔

حضرت عثمان غنی **رضی اللہ عنہ** حیا کا استعارہ، یکے از سابقون الاولون، سخی، ذوالنورین اور خلیفہ راشد تھے۔ مولا علی **کرم اللہ و** خلیفہ راشد، زوجِ بتول اور سبطین کے والدَ امی، اخی الرسول اور جدِ سادات ہیں۔ امام حسن مجتبیٰ **رضی اللہ عنہ** خلیفۂ راشد بھی ہیں اور امام بھی، وہ سبطِ رسول بھی ہیں اور جانِ بتول بھی، وہ امیر المومنین بھی ہیں اور . .. کے جوانوں کے سردار بھی، اور اس سے ڑھ کر ان کی شان میں کیا کہیے کہ امام حسین **رضی اللہ عنہ** بھی انھیں اپنا امام کہتے ہیں۔

عشقِ بلالی ضرب المثل بن ی ... ر ی ... پ احد احد کی صدا اور احمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی طرف نگا عشقِ بلال **رضی اللہ عنہ** کی عکاس تھیں، بلال **رضی اللہ عنہ** نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے مؤذن ہیں۔ فتح مکہ کا موقع ہے، بلال **رضی اللہ عنہ** کعبے کی چھت پ ہیں، سمجھ نہیں آ رہی کہ کس طرف رخ کر کے آذان دیں، آقا **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سے پوچھا، جواب ،رخ میری طرف کر کے آذان دو۔ جہاں کعبے کا رخ اختیار کر ممکن نہ رہے وہاں سے رخ مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی ابتدا ہوتی ہے، . . اپنی جانوں پ ظلم کر بیٹھو تو درِ حبیب پ آ جاؤ۔

مولیٰ علی **علیہ السلام** آیتِ مباہلہ کی رُو سے نفسِ رسول ہیں، جس سے رُخِ مرتضیٰ پھر جائے اس شخص سے رُخِ مصطفیٰ پھر جا ہے۔ شبِ ہجرت بسترِ رسول پ سو بھی عشق اور س ساتھ روانگی اور غارِ ثور بھی عشق ہے۔ صدیق **رضی اللہ عنہ** کا اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے گھر کا سارا سامان پیش کر دینا، عثمان **رضی اللہ عنہ** کا کنواں یکر مسلمانوں کے لئے وقف کر دینا عشق ہی تھا۔

دلِ مرتضیٰ سوزِ صدیق دے   ٹ پنے پھڑکنے کی توفیق دے

(علامہ محمد اقبالؒ، . لِ جبریل)

﴿کارزارِ عشق﴾

عبس وتولیٰ والی آیت کی ہرروز زمیں تلاوت کرنے والے قاری کی دن ا ر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کےعشقِ رسولؐ کی غمازی کرتا ہے۔جنابِ یسر،سمیہ،خبیب رضوان اللہ علیہم اجمعین شھید ہوگئے،عشق سے سرشار تھے،عشق مو ن تھا،موت شہد سے زیدہ شیریں تھی۔مکہ کا تیرہ سالہ وجہد،مصائ وآلام کا دور،ہجرتِ حبشہ میں شامل صحابہ وصحابیات، مہا ین عشق سے سرشار تھے۔ا رکا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اورمہا ین کے لئے شرفِ میز نی،مواخاۃ،ازواج وا ک کوچھوڑ کرمہا ین کودے دینا،جہاد کے لئے اپنے آپ کوپیش کردینا عشق ہی تو تھا۔جہاد کے لئے مال وجان اللہ اوررسول کے لیے پیش کردینا،خندق کی کھدائی، روخیبرو ،غزوات وسرایہ میں شر عشق ہی تھا۔

غزوہ احد میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخموں پ کپڑا اجلا کر رکھنا اورعلی علیہ السلام کا پ نی سے زخم دھو ، جا ری وعشق سے ڈھ کرتھا۔غزوہ احد میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی خبر پھیل چکی تھی،حمزہ علیہ السلام شھید کیے جاچکے تھے،مسلمان شکستہ حال تھے،نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زخمی ہوئے،مولیٰ علی علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کواٹھا کرمیدانِ احد سے احد کی پہاڑی کے ا رواقع ای غار میں پہنچای۔سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا مدینہ سے احد گئیں،فاطمہ سلام اللہ علیہا کپڑا جلا کے راکھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخموں پ ر تھیں،علی علیہ السلام زرہ میں پ نی بھر بھر کرلا رہے تھے اورزخم دھورہے تھے۔ای عجیب منظر تھا،کیفیات کو میں بیان نہیں کرسکتا،محسوس کرلیجئے،کن حالات میں جا ری کی کیسی ادا تھی؟

شعبِ ابی طا بھی کارزارِعشق تھا اورکربلا بھی کارزارِعشق ہے،کربلا میں عشق نے ہوس پ ورعقل کے پ نچے اڑادیے۔شبِ عاشور پ اغ گُل ہونے کے بعد بھی جا روں کا بہٴ فداکاری اوریومِ عاشوردلیری سے لڑکرامر ہوجا عشق کی انمول مثال ہے۔عمّ نبی،سردارِقریش، جنابِ ابوطا علیہ السلام کی جا ری و بہٴ فداکاری ان کےعشقِ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشن

ترین مثال ہے۔

یہ عشق ہی تھا جو نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا لعاب اور وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیا جاتا تھا اور صحابہ کرام **رضوان اللہ علیہم اجمعین** اپنے چہروں پر مَل لیا کرتے تھے۔ مقداد بن اسودؓ کا یہ کہنا کہ ہم وہ قوم نہیں جنھوں نے موسیٰ سے کہا کہ تم اور تمہارا رب جنگ کرے، یا رسول اللہ ہم آپ کے دائیں بائیں سے لڑیں گے۔ حنظلہ غسیل الملائکہ، سعد بن معاذ، سعد بن عبادہ، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ، زبیر، سعید بن زید، ابوعبیدہ بن الجراح اور دیگر صحابہ **رضوان اللہ علیہم اجمعین** کا جذبہ جاں نثاری ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تھا۔

نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سعد بن عبادہ **رضی اللہ عنہ** کے گھر گئے، سلام کیا، جواب نہ آیا، تین دفعہ سلام کیا، جواب نہ آیا، آقا **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** واپس ہوئے، سعد بن عبادہ **رضی اللہ عنہ** فوراً گھر سے نکلے اور سرکار **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے پاس آ کر عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ میں تو آپ کی زبانِ مبارک سے اپنے گھر کے لئے بھیجی جانے والی رحمتیں زیادہ سے زیادہ سمیٹنا چاہتا تھا، اس لیے خاموش رہا۔ ایک طرف تو سعد بن عبادہ **رضی اللہ عنہ** کا یہ عالم ہے اور دوسری طرف کاشانۂ فاطمہ **سلام اللہ علیہا** سے گزرتے ہوئے روزانہ سرکار فرماتے رہے، کہ اے اہلِ بیت تم پر سلامتی ہو، نماز قائم کرو اور آیتِ تطہیر کی تلاوت فرماتے رہے۔ ایک دو دفعہ یا ایک دو دن کی بات نہیں تھی بلکہ پورے چھ ماہ سرکار **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا یہی معمول رہا۔ سعد بن عبادہ **رضی اللہ عنہ** کا نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے سلام کا جواب نہ دینا عشق سے عبارت تھا، مقصد زیادہ سے زیادہ رحمتوں اور برکتوں کا حصول تھا۔ کاشانۂ فاطمہ پر کتنی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہوگا؟

علی المرتضیٰ **رضی اللہ عنہ** کا صلح حدیبیہ کی شرائط درج کرتے ہوئے محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے نام کے ساتھ لکھا رسول اللہ محو نہ کرنا بھی عشق ہی تو تھا۔ سلمان فارسی **رضی اللہ عنہ** وہ خوش نصیب صحابی ہیں جو کتنا عرصہ حق کی تلاش میں رہے اور جنھیں آقا **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا: سلمان میرے اہل

۔یۃ میں سے ہے۔ ترمذی اور مستدرک کی حدیث ہے کہ: جنت چار اشخاص کی مشتاق ہے، ان میں سے ایک علی **رضی اللہ عنہ** ہیں، باقی ابوذر، سلمان اور مقداد **رضوان اللہ علیہم اجمعین** ہیں۔ ابوذر **رضی اللہ عنہ** کا نام جندب بن جنادہ الغفاری تھا، نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا: زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے ابوذر سے زیادہ سچا کوئی انسان نہیں (ترمذی)۔

عمار بن یاسر **رضی اللہ عنہ** خود شہید، آپ کے والد یاسر **رضی اللہ عنہ** اور والدہ سمیہ **رضی اللہ عنہا** اسلام کے پہلے شہداء میں سے تھے، کنیت ابوالیقظان تھی اور مولیٰ علی **علیہ السلام** کے ساتھی تھے۔ حذیفہ بن الیمان **رضی اللہ عنہ** صاحب السر یعنی رازدارِ رسالت تھے، نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے آپ **رضی اللہ عنہ** کو منافقین کے نام بتادیئے تھے۔ آپ دورِ فاروقی میں مدائن کے گورنر رہے۔ خزیمہ بن ثابت انصاری **رضی اللہ عنہ** کا لقب ذوالشھادتین ہے، وہ واحد صحابیِ رسول تھے کہ جن کی گواہی دو عادل افراد کی گواہی کے برابر تھی۔ اویس قرنی **رضی اللہ عنہ** عاشق رسول تھے جو والدہ کی خدمت کی وجہ سے نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے، علی وعمر **رضی اللہ عنھما** نے اویس قرنی کو سرکار **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا جبہ دیا اور امت کے لئے دعا کا کہا۔ عمار بن یاسر، خزیمہ بن ثابت انصاری اور اویسِ قرنی **رضوان اللہ علیہم اجمعین** صفین میں مولیٰ علی **علیہ السلام** کے ساتھ تھے اور حق پر اپنی جان قربان کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

والدین کریمین علیہما السلام:

یعنی حسن اور حسین **علیہما السلام** سردارِ جوانانِ جنت ہیں۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا **سلام اللہ علیہا** آپ کی والدہ اور سیدنا علی المرتضیٰ **سلام اللہ علیہ** آپ کے والد ہیں۔

ام الحسن والحسین، سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا:

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا لقب زہرا (کلی) ہے، زہرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلی) بھی کہا جا" ہے۔ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا . ٠ ۔ کی کلی ہیں، آپ کے جسمِ پ ک سے . ٠ ۔ کی خوشبو آتی تھی، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو سونگھا کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا سے محبت کا یہ عالم تھا کہ . . بھی مدینہ سے . ہر جاتے تو . سے آ ٠ میں سیدہ سے ملتے اور واپسی پ . سے پہلے سیدہ سے قات کرتے ۔ سیرت وکردار، عادات واطوار، نشست و . خا ۔ ، گفتار وچال اور شکل وصورت میں کوئی بھی سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا سے . ڑھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ نہ تھا۔

روزِ محشر عرش کی گہرائیوں سے ای ٠ ا آئے گی کہ:

اے اہلِ محشر اپنے سروں کو جھکالو، آنکھیں نیچی کرلو، فاطمہ بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٠ ر ٠ ہے اہلِ محشر نبی، ولی، صحابی، صالحین . ہوں گے۔ روزِ محشر نسبِ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے سوا ہر منقطع ہوجائے گا، سیدہ زہر سلام اللہ علیہا ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں پل صراط سے ٠ رجا گی۔

سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا کے گھرانے کا دشمن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ہے، اس گھرانے کا دشمن منافق، لعنتی اور دوزخی ہے۔ زہرا کا نکاح ءاعلیٰ پ منعقد کیا ی ، آپ سلام اللہ علیہا سے نکاح کا متمنی ہر کوئی تھا، جبرا نے کہا: زمین پ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نکاح علی سلام اللہ علیہ سے کردیجیے۔ اَ علی سلام اللہ علیہ نہ ہوتے تو فاطمہ سلام اللہ علیہا کا کوئی کفو اور ہمسر نہ ہو" . ری تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا کا مولیٰ علی سلام اللہ علیہ سے نکاح کا حکم د . تھا۔

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے مولیٰ علی سلام اللہ علیہ کے ساتھ نکاح کے موقع پ آ قا و مولا مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی لاڈلی لختِ جگر سے فرمایا:

فاطمہ میں نے تمہاری شادی اپنے خا• ان میں بہترین شخص سے کی ہے جو علم وحلم میں . سے افضل اور اسلام لانے میں . سے اول ہے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم . . کبھی مغموم ہوتے یہ حالتَ یہ میں کئی دن•• سجدہ ر• ہوتے تو کسی سے . ت کرتے نہ جواب دیتے سوائے فاطمۃ الزھراء سلام اللہ علیہا کے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے مطابق فاطمہ سلام اللہ علیہا سیدہ ہیں، سیدۃ النساء العالمین ہیں، سیدۃ النساء المومنین ہیں، سیدۃ النساء ھذہ الامۃ ہیں، سیدۃ النساء اھل الجنۃ ہیں یعنی فاطمہ سلام اللہ علیہا عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں، مومنین کی عورتوں کی سردار ہیں، اس امت کی عورتوں کی سردار ہیں، جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

امام مالکؒ سے منقول ہے کہ: فاطمہ پیغمبر کے گو• •• کا ٹکڑا ہیں، اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گو• •• کے ٹکڑے پ کسی کو فضیلت نہیں دیتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے • یجہ سلام اللہ علیہا کی حیات میں دوسری شادی نہیں کی اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کی حیات میں علی سلام اللہ علیہ کو دوسرے نکاح کی اجازت نہ تھی، یہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا اختصاص ہے۔

امِ فاطمہ، ام المومنین سیدہ • یجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا:

سیدتنا • یجہ سلام اللہ علیہا علیہما السلام کی • نی اور سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی والدہ محترمہ ہیں۔ سیدہ • یجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نبی اکرم رسولِ محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی زوجہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنھا کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بلا شرکتِ غیرے ۲۵ سال ز• گیَ • ارنے کا موقع جس میں اسلام کے ابتدائی کٹھن ای م سے لیکر شعب ابی طا . کی صعوبتوں والا دور بھی شامل ہے۔ • یجہ سلام اللہ علیہا کی ۲۵ سالہ بلا شرکتِ

غیرے نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے ساتھ رفاقت جن میں شعبِ ابی طا ۔ کے۳ سال شامل ہیں،تسلیم ورضا اور عشق ہی عشق تھا۔

آپ نبی اکرم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** پ ایمان لانے والی پہلی خاتون ہیں۔آپ کو اللہ رب العزت نے سلام بھیجا۔خواتینِ اسلام اور ازواجِ مطہرات میں آپ کو جو شرف حاصل ہوا وہ صرف آپ ہی کا حصہ ہے۔آپ نے اپنا سارا مال پیغمبرِ ۔ ا **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** اور اسلام پ ۔ چ کر د ی۔جب آپ کا اور سید۔ ابوطا ۔ **علیہما السلام** کا انتقال ہوا تو اس سال کو عام الحزن یعنی غم کا سال قرار د ۔ ی۔آپ **سلام اللہ علیہا** پیغمبر اکرم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا مشکل حالات میں خیال رکھتیں اور دلجوئی فرماتیں۔

سیدہ ۔ یجۃ الکبریٰ ام المومنین ہیں اور آپ کو ہمارا سلام۔یہ شرف ہی بہت کہ ہم آپ پ سلام بھیجیں جن پ اللہ نے سلام بھیجا ہو۔

ابوالحسن والحسین،سید۔ علی المرتضیٰ علیہ السلام:

سید۔ علی المرتضیٰ کے والد اور سردارِ قریش ابوطا ۔ بن عبدالمطلب **رضوان اللہ علیہم اجمعین** کے لختِ جگر ہیں۔اخی الرسول، زوجِ بتول، ابوالحسن والحسین، مولائے کائنات، مولیٰ علی المرتضےٰ **کرم اللہ و** نجیب الطرفین ہاشمی ہیں۔آپ کی ولادت ۱۳ ر۔ ۔ المر۔ ۔ ۱۰ سال قبل از بعثت کعبۃ اللہ میں ہوئی اور شہادت ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کوفہ میں ہوئی۔آپ کو مولودِ کعبہ اور شہیدِ اعظم بھی کہا جا۔ ہے۔آپ کے فضائل ومناقب صحیح اسا کے ساتھ کثرت سے وارد ہوئے یہاں۔ کہ اقلامِ محدثین ان فضائل کا احاطہ کرنے میں بے بس آتے ہیں۔آپ کے اقوال اور خطبات کو کما حقہ سمجھنے سے علماء عا۔ ۔ آ گئے اور اہلِ علم و دانش ورطہ حیرت میں پ ڑے ہوئے ہیں۔فصحاء و بلغاء ان اقوال سے روشنی کشید کرتے ہیں اور علم و معرفت کے موتی اسی

انے سے سمیٹ رہے ہیں۔

مولیٰ علی **علیہ السلام** قاضی القضاۃ، چیف جسٹس، واقضاھم علی ہیں۔ زھد، ورع، تقویٰ، عبادت آپ پر فخر کناں ہیں۔ د نے ایسا شجاع اور بہادر کبھی نہیں دیکھا یہاں کہ آپ اسد اللہ، یداللہ، کرم اللہ و ، حیدر اور کرار کہلائے۔ صوفیوں کے آپ ہی سرخیل اور ولی، غوث، قطب، ابدال اور قلندر آپ ہی کے دریوزہ گر ہیں۔ علم، حکمت، بہادری، تقویٰ، عبادت، شہادت اور مولد آپ پر نازاں ہے۔ آپ کی مشتاق ہے اور فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کے اعلیٰ ترین مقام پر آپ فائز ہیں۔ خاتونِ آپ کی زوجہ، جوانانِ کے سردار آپ کے بیٹے اور آپ نفسِ امام الانبیاء ہیں۔ آپ اعلم الناس قرآن و کے سے بڑے عالم اور اسعد الناس ہیں۔ رسولِ اکرم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ علی مع القران والقران مع علی، علی قرآن کے ساتھ اور قرآن علی ساتھ ہے، دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس لوٹ آئیں۔

انّ علی منی وانا منہ، بے شک علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں، حدیثِ رسولِ اکرم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** ہے۔ مولیٰ علی ایمان اور ق کو جانچنے کی کسوٹی ہیں اور مومن اور منافق کی پہچان ہیں۔ آپ امیر المومنین، سید العرب، جن و انس کے امام، محبِ اور رسولِ ، محبوبِ اور رسولِ ، اول المسلمین، اول المومنین اور اول المصلین ہیں۔ مولیٰ علی **کرم اللہ** کو خلیفہ چنا گیا تو علماء و محدثین یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ خلافت نے نہیں بلکہ آپ نے خلافت کو ز بخشی ہے۔ آپ نے تاویلِ قرآن پر کی۔ آپ کی پوری زندگی تِ رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** میں گزری اور آپ کی زندگی کا ہر لمحہ فضیلتوں کے دروازے کھولتا گیا۔

فضائل کا کون سا باب ہے جس میں مولیٰ علی **علیہ السلام** کا ذکر نہیں؟ فضائل کی ہر سے مولیٰ علی **علیہ السلام** کا مقام و مرتبہ بے مثال ہے۔ وہ صحابہ میں دیکھئے یا اھلِ بیتِ رسول میں،

انھیں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، وہ منفرد اور یں آ گے۔ شجا ت ہو ے علم کا میدان، قضا ہو ے فقر، تقویٰ ہو ے قربِ مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**، وہی اسد اللہ (شیرِ ا) ہیں، وہی ہرا ے کے مولیٰ ہیں، جس جس کے مصطفیٰ مولیٰ ہیں اُس اُس کے مرتضیٰ مولیٰ ہیں، اول المسلمین بھی وہی، اول المصلین بھی وہی، امام المتقین بھی وہی، وہی نفسِ رسول بھی، وہی زوجِ بتول بھی، وہی کردگار کا شیر اور وہی دلیر، دلیر ایسا کہ دشمن پ ٹ تو پھر بچ کر نہ جائے، وہ اخی الرسول بھی اور دامادِ رسول بھی، وہ ابنِ عم رسول بھی اور دامادِ رسول بھی، وہ ہاشمی شہزادے، وہ امیرِ عرب، وہ علی بھی اور عالی بھی، کعبہ ان کا مولد اور وہ پ وردۂ رسا ت مآب بھی، شبِ ہجرت بسترِ رسول ہو ے شعبِ ابی طا ب کی ۳ سالہ رفاقت وصحبتِ مصطفیٰ، کہاں ت کوئی ذہن دوڑا کر ان کے فضائل کا ادراک کر سکتا ہے۔

وہ ابوالحسن وہ ابوالحسین وہ ابو ت اب، ہر نسبت سے وہ بے مثال اور نسبتیں ان پ فخر کرتی ہیں کہ وہ لحمک لحمی، دمک دمی، جسمک جسمی کے مخاطب ہیں، یعنی تیرا گو ت میرا (**محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا) گو ت، تیرا خون میرا خون اور تیرا جسم میرا جسم، علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں، میں اور علی ا ے شجر سے، ا ے نور سے ا ے جان سے ہیں۔ وہ خلیفۂ راشد بھی وہ جنگجو اور علمدار بھی، . رو احد وخندق وخیبر و ۔ ہوں ے د غزوات وسرایہ، مولیٰ علی **علیہ السلام** کی بہادری کا د میں ڈ بجا ہے، لافتیٰ الا علی ولا سیف الا ذوالفقار (علی جیسا جوان کوئی نہیں اور ذوالفقار جیسی تلوار کوئی نہیں) رضوان کا ہ تھا، خطیبِ منبرِ سلونی ہیں وہ اور قرآنِ ۔طق ہیں وہ، علی قرآن کے ساتھ، قرآن علی کے ساتھ، علی حق کے ساتھ، حق علی کے ساتھ، علی حق ہیں، آئینۂ حق ہیں، وہ حیدر بھی وہ صفدر بھی، وہ کرار بھی اور . ار بھی، وہ قریشی بھی اور وہ مہا . بھی، وہ ہاشمی بھی اور مطلبی بھی، محدثین عا . آ گئے ان کے فضائل بیان کرنے سے اور یہ لکھنے پ مجبور ہوئے کہ جتنے فضائل صحیح اسا کے ساتھ مولیٰ علی **علیہ السلام** کے لئے وارد ہوئے ہیں اتنے کسی دوسرے کے لئے نہیں ہوئے۔ الغرض مولیٰ علی **کرم**

﴿کارزارِ عشق﴾

اللہ کے فضائل کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

مولاٰ علی علیہ السلام کی پیدائش پر آپ کی والدہ سیدہ فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا نے آپ کا نام "حیدر" رکھا، حیدر شیر کے معنوں میں ہے۔

خیبر میں مرحب نے یہ رجز پڑھے:

تحقیق خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں اسلحہ پہنے ہوئے تجربہ کار بہادر ہوں

مولاٰ علی علیہ السلام نے مرحب کو یوں جواب دیا:

میں وہ ہوں جس کی ماں نے اس کا نام حیدر رکھا ہے

میں جھاڑیوں والے شیر، پھاڑنے والے درندے کی طرح چیر پھاڑ کر رکھ دیتا ہوں

اسی طرح مولاٰ علی علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنے قرب کو یوں بیان کیا:

نبی محمدؐ میرے بھائی اور سسر ہیں اور سید الشھداء حمزہؓ میرے چچا ہیں

اور جعفرؓ جو صبح و شام فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں، میرے بھائی ہیں

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر میری اہلیہ اور میری دلہن ہے

اور ان کا گوشت میرے خون اور گوشت سے ملا ہوا ہے یعنی ہم دونوں یک جان دو قالب ہیں

اوراسی (فاطمہؓ) سے احمدؐ کے دونواسے میرے ۔بیٹے ہیں
پس تم میں سے کون میرا ہمسر ہے

|

میں نے تم ۔ سے پہلے سعادت اسلام حاصل کی
جبکہ میں چھوٹا تھا، ابھی ۔لغ نہیں ہوا تھا

(دیوانِ الامام علی بن ابی طا ۔ ، ریخ دمشق جلد42، البدایہ والنھایہ، جمع الجوامع للسیوطی جلد13، السیرۃ النبویہ لابن زینی دحلان مکی جلد1)

امام ابن حجر مکی اور امام زرقانی نے لکھا ہے:

''امام بیہقی نے فرمایا کہ سید۔ علی کے ہر محبّ پ وا۔ ۔ ہے کہ ان اشعار کو حفظ کر لے، کہ اسے حضرت علیؓ کے مفاخرِ اسلامی معلوم ہوں''

(الصواعق المحرقہ لابن حجر مکی، شرح الزرقانی علی المواھب جلد1)

محمدؐ ۔۔۔۔ ابو القاسم

فاطمہؑ ۔۔۔ ام ابیھا

علیؑ ۔۔۔۔ ابو الحسن

حسنؑ ۔۔۔ ابو محمد

حسینؑ ۔۔۔ ابو عبد اللہ

حضرت علی **علیہ السلام** کے والد ابو طا ۔ **علیہ السلام** اور حضور **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے والد عبد اللہ **علیہ السلام** ایسے دو بھائی تھے جن کے والد اور والدہ ای ہی تھے۔ ویسے تو جنابِ عبد المطلب **علیہ السلام** کے ۱۰ ۔بیٹے تھے، قرب کی جو نسبت عبد اللہ اور ابو طا ۔ **علیہما السلام** کو حاصل تھی وہ حضور **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے د چچاؤں کو حاصل نہ تھی۔ حضرت علی **علیہ السلام** حضور **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے ایسے چچا زاد

تھے کہ ایسا قرب د چچا کے بیٹوں کو حاصل نہ تھا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرب کی ہر سے مولیٰ علی کرم اللہ و کا مقام منفرد ہے

ای حدیث : کعبہ کو دیکھنا عبادت

دوسری حدیث : علیؑ کو دیکھنا عبادت

علی مولودِ کعبہ ، کعبہ مولدِ حیدر

کعبہ بیت اللہ ، علیؑ اسد اللہ

علی علیہ السلام مولود کعبہ، کعبہ مولد حیدر، آ ی لمحات میں فزت ورب الکعبہ، رب کعبہ کی قسم علی کامیاب ہوگ ۔ علی علیہ السلام اور کعبہ کا کیا خوبصورت تعلق ہے۔ اے علی تم مثلِ کعبہ ہو، تمھیں کسی کے پ س جانے کی ضرورت نہیں، جسے آ ہو تمہارے پ س آئے ، علی علیہ السلام اور کعبہ، دونوں کو دیکھنا عبادت ہے۔

مولیٰ علی کرم اللہ و اخی الرسول، ابوالحسن، ابوالحسین، زوجِ بتول، امیر المومنین، خلیفہ راشد، یعسوب المسلمین، اول المومنین اور اول المصلین ہیں۔ علی کی عین سے ہی عشق عبارت ہے۔ علی کرم اللہ و ابوالحسن اور ابوالحسین ہیں، ابو ا ب بھی ان کی محبوب کنیت تھی، ابوالریحانتین بھی، حسن اور حسین ریحانتین (غِ رسا کے دو پھول) ہیں۔

حسین علیہ السلام سبطِ رسول ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما : حسین اسباط میں سے ای سبط ہے، اسی طرح حسن اسباط میں سے ای سبط ہیں، علی علیہ السلام ابوالسبطین ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام کے سوا مسجدِ ی میں کھلنے والے دروازے بند کر دیے گئے، ان کے سوا کسی کو داخلے کی اجازت نہ تھی حالتِ جنا میں۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی جلال میں آتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کی مجال نہیں

تھی کہ کوئی آپ سے ۔ ت کرسکتا سوائے علی ابنِ ابی طا ۔ علیہما السلام کے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلال بھی کوئی جلال ہی ہو۔ ہوگا کہ سوائے نفسِ رسول (علی علیہ السلام) کسی کی ۔ ات نہیں ہوتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۔ ت کر سکے اور یہ جلال بھی رحمت ہی ہو۔ ہوگا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ادا رحمت ہے، چاہے وہ جہاد میں ہوں ۔ ۔ پ ، زمیں ہوں ۔ دعا میں، خلوت میں ہوں کہ جلوت میں، رات ہو ۔ دن، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود سرا پ رحمت، جن وانس کے لئے رحمت، حاضر و غا ۔ کے لئے رحمت، عالمین کے لئے رحمت۔

اے رحمتِ عالم آپ ۰ ہ گاروں کے شفیع ہیں
ہمیں قیامت کے دن فضل و سخاوت اور کرم سے عزت بخشئے

(شعراز امام زین العا ۔ ینؑ)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علی کرم اللہ و سے محبت کا یہ عالم تھا کہ ۔ بھی مولیٰ علی کرم اللہ و کسی مہم کیلئے مدینہ سے ۔ ہر جاتے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرتے: اے اللہ مجھے اسوقت ۔ موت نہ دینا ۔ ۔ علی کو دیکھ نہ لوں۔ ام المومنین سیدہ عائشہ سلام اللہ علیہا نے فرما ۔: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علی کرم اللہ و کے ساتھ چمٹے ہوئے اور بوسے دیتے دیکھا اور یہ فرماتے ہوئے سنا، میرا ۔ پ نہ شھید پ قر ۔ ن ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما ۔: جتنا میں علی سے محبت ہوں، اللہ تو اس سے بھی ۔ ھ کر علی سے محبت کر ۔ ہے، علی کرم اللہ و محبوبِ ۔ ا اور محبوبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

علی کرم اللہ و ، ان کا چہرہ جس کو تکنا عبادت
۱ (قیامت کے دن) نورانی چہرے والوں کے قا

ای دفعہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ و ای عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ ای شخص بن نوفل ہلالی نے کہا اے امیر المومنین جو ت آپ کررہے ہیں کیا آپ اس کو جا بھی ہیں؟ مولیٰ علی سلام اللہ علیہ یہ بات سن کر جلال میں آئے اور ای طویل خطبہ ارشاد فرمای، جس میں اپنے القا ت ومناقب بیان فرمائے،

اسی خطبے کا کچھ حصہ یوں ہے: ''۔۔۔۔ا والله وجہ الله، ا والله اسد الله، ا سید العرب،۔۔۔۔۔۔۔۔''

جس کا جمہ یہ ہے: ''۔۔۔۔۔میں اکی قسم و الله ہوں، میں اکی قسم اسد اللہ ہوں، میں سید العرب ہوں۔۔۔۔۔''

یہ خطبہ امام کمال الدین ابی سالم محمد بن طلحہ حلبی شافعیؒ نے اپنی کتاب ''الدر المنظم''، میں اور علامہ سید سلیمان حنفی قندوزیؒ نے اپنی کتاب ''ینابیع المودۃ''، میں، علامہ صائم چشتی نے اپنی کتاب ''مشکلکشا جلد اول''، میں درج کیا ہے۔ اسی طرح د مصنفین نے لکھا ہے۔

طائف میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کرم اللہ و سے سرگوشی کی، سوال ہوا، ابنِ عم کیساتھ لمبی سرگوشی ہوئی، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمای: میں نے نہیں اللہ نے علی سے سرگوشی کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمای: اقضیٰ امتی علی، میری امت میں سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے لبیک کہا اور کہا: اقضا علی۔

مولیٰ علی علیہ الس ب الحطہ (ہوں سے بخشش کا دروازہ) ہے، جو اس دروازے سے داخل ہوا، مومن ہے اور جو اس دروازے سے نکل ی، کافر ہے، یہ حدیثِ رسول ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم منافقین کو ذکرِ علی علیہ السلام سے پہچا کرتے تھے، اسی طرح ا راپنے بچوں کے حلالی ہونے کی تصدیق بھی حبِ علی سے کرتے تھے۔

مولیٰ علی علیہ السلام سید العرب ہیں، ساقی ہیں، یعسوب المومنین ہیں، امام المتقین

ہیں، اشجع الاشجعین ہیں، ابوالائمہ ہیں، امام المشارق والمغارب ہیں۔ مولیٰ علی **کرم اللہ** ابنِ عمّ رسول (رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے چچا کے بیٹے) ہیں، رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے د اور آ ت میں بھائی ہیں، مواخاۃ ہو ، یہ قرب بے مثال ہے۔

۲۱ رمضان المبارک یومِ شہادت مولا علی المرتضیٰ **علیہ السلام** ہے۔ حضرت علی **کرم اللہ** حضرت محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے چچا زاد، مواخاۃ مدینہ کے اعلان کے مطابق د اور آ ت میں رسول کریم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے بھائی اور داماد ہیں۔ آپ زوجِ بتول اور پہلے ہاشمی ہیں جن کے والد اور والدہ دونوں ہاشمی ہوں۔ آپ سبطین کریمین **علیہما السلام** کے والدِ امی ہیں۔ مولا علی **علیہ السلام** کے مناقب بقول مفسرین و محدثین احاطہ سے ہر اور کثیر ہیں۔ آپ اول المسلمین اور اول المومنین (سے پہلے ایمان لانے والے) اور اول المصلین (رسولِ ا کے ساتھ سے پہلے ز پڑھنے والے) ہیں۔ آپ سے بڑے قاضی (فیصلہ کرنے والے)، اعلم الناس (سے زیدہ جاننے والے)، قرآن و کے سے بڑے عالم، فقیہہ اور مجتہد ہیں۔

آپ جنگوں میں علمدارِ رسول اور اشجع الاشجعین یعنی سے زیدہ بہادر تھے۔ رو احد و خندق و خیبر و ود غزوات آپ کے جنگی کارناموں کی عکاسی کرتے ہیں۔ شعبِ ابی طا ہو شبِ ہجرت بسترِ رسول پ آپ کا سو، حضور **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی طرف سے امانتیں ادا کر ہو سورۃ توبہ کی آیت کا اعلان، غزوہ تبوک میں موسیٰ اور ہارون والی نسبت ہو غزوۂ طائف کے موقع پ رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی سرگوشی کر، مسجد ی میں حالتِ جنا میں داخلے کا اعزاز ہو مسجد ی کی طرف گھر کے دروازے کا کھلنا، غدیرِ خم میں ولا ی علی کا اعلان ہو سرکارِ دو عالم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے ساتھ آ ی سرگوشی کا اعزاز، رسولِ اکرم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کو غسل دینا ہو آپ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کو لحد میں ا ر، ہر جگہ مولا علی **کرم اللہ** منفرد اور یکتا آتے

ہیں بلکہ اَ میں کہوں ہر منقبت اور اعزاز میں مکہ ہو یہ مدینہ، قربت ہو یہ شرفِ صحابیت ،
بَ ہو یہ امن، سفر ہو یہ حضر، خلوت ہو کہ جلوت، ہر جا ہمیں علی ہی علی آتے ہیں۔اسی لیے
آج ہر جا علی علی کا ذکر ہوتا ہے کیوں کہ یہ ذکر بھی تو فرمانِ رسالت مآب **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی روشنی
میں عبادت ہے۔

مولیٰ علی **کرم اللہ و** خود شہید، آپ کے سات بیٹے شہید، آپ کے بھائی (جعفر طیار)
شہید، آپ کے چچا (حمزہ) شہید، آپ کے پوتے شہید، آپ کے نواسے شہید، آپ کے بھتیجے
شہید، آپ کی اولاد میں سے ہزار ہا وقت کے بہترین افراد شہید ہوئے۔شہادت نے آپ کے
خاندان سے عزت و وقار و افتخار و مقام حاصل کیا۔مولیٰ علی **کرم اللہ و** سے زیدہ مظلوم ہستی کون
ہے وہ صحابہ **رضی اللہ عنہم** میں اور کس کی آل پہ اتنے ظلم کیے گئے؟

سلام ہو آپ پہ اے امیر المومنین علی ابن ابی طالب **علیہما السلام** اور آپ کی آل پہ

رسولِ محتشم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے آپ کے قاتل کو اشقی الناس (بدبخت ترین) کہہ کر
آپ کے اسعد الناس ہونے کی طرف کیا خوب اور لطیف اشارہ کیا ہے۔رمضان المبارک کی
جس صبح عبد الرحمٰن ابنِ ملجم مرادی نے آپ پہ قاتلانہ حملہ کیا، آپ گھر سے نماز کے لئے نکلے،
لوگوں کو الصلوٰۃ الصلوٰۃ یعنی نماز نماز کی صدا دی، اسی دوران بطخوں کا ایک غول آپ کے پاس آ کر
شور مچانا شروع ہو گیا، کسی نے بطخوں کو ہٹانا چاہا تو آپ نے فرمایا انھیں چھوڑ دو، یہ نوحہ کر رہی
ہیں۔اس واقعے کا تذکرہ اشرف علی صاحب تھانوی (کراماتِ صحابہ) سمیت متعدد علماء و
مورخین نے کیا ہے۔کس میں اتنا ظرف ہے کہ وہ اپنے قاتل کو جگا کے مقتل کو جائے؟ کون ہے
جو شربت کا گھونٹ بھر کر باقی شربت اپنے قاتل کو بھیج دے؟ کون ہے جس کا مولد کعبہ اور مقتل
مسجد بنی ہو؟

﴿کارزارِ عشق﴾

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت

بہ کعبہ ولادت بہ مسجد شہادت

مولیٰ علی و حسین **علیہما السلام** کو شہید کرنے کے لئے قاتل کو بھی ان کے سجدے میں جانے کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ جس تلوار سے آپ پر وار کیا گیا، اسے قاتل نے ایک ہزار درہم میں لیا، ایک ہزار درہم کی زہر خرید کرایک مہینہ تک تلوار کو اس سے زہر آلود کرتا رہا۔ ابنِ ملجم نے کہا کہ اس تلوار کو میں نے اتنا زہر آلود کیا کہ پورے شہر کو مارنے کے لئے کافی تھی۔ مولیٰ علی المرتضےٰ **رضی اللہ عنہ** نے اپنی اولاد کو وصیت کرتے ہوئے کہا کہ اے بنی عبد المطلب! میرے قتل کے بدلے صرف میرے قاتل کو ایک ہی ضرب سے قتل کرنا۔ یہ کہتے ہوئے خون بہانا نہ شروع کر دینا کہ امیر المومنین قتل ہوگئے، امیر المومنین قتل ہوگئے۔ اگر میں بچ گیا تو میں خود دیکھ لوں گا کہ اسے معاف کرنا ہے یا سزا دینی ہے۔

جب آپ کے سرِ انور پر تلوار کا وار ہوا اور خونِ اقدس نے آپ کے چہرے کو رنگین کیا تو ابو تراب کے سامنے زندگی کا سارا منظر عود کر آیا اور بے اختیار آپ کے لبِ اقدس سے جاری ہوا، فزتُ ورب الکعبہ، یعنی رب کعبہ کی قسم میں (علی) کامیاب ہوگیا۔ مولودِ کعبہ کی ربِ کعبہ کی قسمیں کھانا خاص طور پر اس دنیا کی زندگی کے آخری لمحات میں فزت ورب الکعبہ کہنا، علی **رضی اللہ عنہ** اور کعبہ کے خوبصورت تعلق کو آشکار کرتا ہے۔

امام حسن مجتبیٰ **علیہ السلام** نے مولیٰ علیؑ کی شہادت کے بعد ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جس کا کچھ حصہ یوں ہے:

(مولیٰ علیؑ) جن کے رتبہ کو نہ اگلے پہنچ سکتے ہیں نہ پچھلے

(السنن الکبریٰ للنسائی، مصنف ابن ابی شیبہ، المستدرک للحاکم، مسند احمد)

مباہلہ:

. یہ عالم پ شہادت کے جتنے ش ثبت ہوئے، ان میں . سے پکا، پختہ اور
پ اررَ شہدائے کربلا کا ہے۔ یہ وہ رَ ہے، جو . قی تمام رنگوں پ حاوی ہوَ یہ اور رہتی د
ت حقا کی پہچان اور دینِ اسلام کی بقا کا سامان بنَ یہ۔

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یٰ یہ ہے
اسلام ز ہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

(مولا محمد علی جوہر)

اسلام کے ذ کے آ ی سالوں میں کفارِ مکہ کے علاوہ جن طاقتوں سے پیغمبرِ اسلام **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** اور ان کے جا رصحابہ **رضی اللہ عنہم** نبرد آزما تھے، ان میں یہود اور رئ (دو .ڑے مذاہب) کے متعصب پیروکار (حسد، دشمنی اور اپنے مفادات کے بچاؤ کیلئے کینہ سے لیس) بہت یں طاقتیں تھیں۔

جو لوگ .صبیانہ پ وپیگنڈے سے متا ہو کر یہ فکر ر ت ہیں یہ اس فکر کو پ وان پڑ ھانے کے لئے ا ڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ: کربلا دو شہزادوں کی .َ تھی یہ امام حسین **علیہ السلام** (معاذ اللہ) غلطی پ تھے، یہ اس سے ملتی جلتی د گمراہانہ . تیں..........

ان کے لئے فقط اتنا جواب کافی ہے کہ:

یہود کی طاقت، خیبر میں (۷ ہجری) یہ اللّٰہی زور کے آگے ٹوٹی، اور رئ کو اصل شکست (۱۰ ہجری) مدینۃ الرسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** میں (دورِ ت کے آ ی سال) مباہلہ کے موقع پ پنجتن پ ک (آلِ عبا) کے میدانِ مباہلہ میں جلوہَ ہونے کی صورت میں ہوئی۔ رئ کے وفد (۶۰ ارکان پ مشتمل) کی مباہلہ سے فرار، . یہ ادا کرنے کی شرط پ معافی کی درخوا ت اور حقا کے آگے شکست تسلیم کر ی سے اسلام کی شان وشو ت کا چہار سُو پ چا ہوا۔

خار۔ یت ، ناصبیت اور ی۔ یت کے بت بوت میں آ ی کیل ۶۱ ہجری میں کربلا میں نواسہ رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے ٹھو ۔

۸ ہجری میں مکہ فتح ہو چکا تھا، کفارِ مکہ مغلوب ہو چکے تھے، مکہ میں عام معافی کا اعلان ہو چکا تھا، لوگ جوق در جوق دا ءِ اسلام میں آ چکے تھے۔ ۷ ہجری میں خیبری یہودی (جو اپنے وقت کی یہودی طاقت کی ری ڑھ کی ہڈی کی حیثیت ر تے تھے) اور ان کی طاقت کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ اب ۱۰ ویں ہجری ہے، اور ری سے بڑی اور مضبوط اسلام دشمن طاقت قی رہ گئی تھی۔

مباہلہ کے میدان میں اسلام کی فتح ریخِ اسلام کی عظیم ین فتح اس لحاظ سے سمجھی جاتی ہے کہ ری وہ آ ی رکاوٹ تھی، جو اسلام کے یۃ العرب سے ہر اور پھیلنے کی راہ میں حائل تھی۔ مباہلہ ریخِ اسلامی کا عظیم معرکہ اس لحاظ سے بھی تھا کہ یہ ہتھیاروں سے لیس ہو کر، فوجوں کے ہمراہ، میدانِ میں نکل کر، تیر و تلوار و خنجر و نیزہ سے نہیں لڑی گئی، بلکہ یہ مقابلہ روحانی میدان میں، حقا کی دھاک بٹھانے کے لیے، دلائل و مبا ثہ سے عمل پ یہ ہوا۔ وہ ری ا بین المذاہب مناظرہ، مباحثہ اور چیلنج کی شکل میں اسلام پ حملہ آور ہوا۔ انیوں کے قلعے (ان) سے اپنے وقت کے مذہبِ عیسائیت کے چوٹی کے مبلغین پ مشتمل وفد ۱۰ ہجری میں مدینہ طیبہ آ ی۔

اس وفد کا مقصد سرکارِ ا ی ء، فخرِ موجودات، رحمت اللعالمین، معلمِ کائنات، ہادیٔ حق، حبیبِ ا، محمدِ مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کو (معاذ اللہ) نیچا دکھا ، قرآن اور اسلام کی تعلیمات کو جھوٹ ث۔ کر اور اسلام کے ی دی عقیدۂ توحید کے مقابلے میں تثلیث کے عقیدے کو سچا ث۔ کر تھا۔ یہ وفد مذہبِ عیسائیت کے ۶۰ لاٹ پ دریوں اور علماء پ مشتمل تھا، جن میں ۱۴ سردار، اسقف اور عاقب شامل ہیں۔ اس وفد کے ارکان کو اپنے علم پ بڑا زعم تھا۔ انھیں

انجیل (تحریف شدہ) پ عبور تھا اور یہ معرفتِ الٰہی کے دعووں کے ساتھ مدینہ وارد ہوئے تھے۔ ۳ دن اس وفد نے مسجدِ ی میں قیام کیا۔ سرکارِ خیر الا م صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے یہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے اپنے طر سے عبادت کرتے رہے۔ ۳ روز مسجدِ ی میں توحید اور تثلیث پ مناظرہ اور مباحثہ ہوتا رہا۔ قرآن کی آیت اتری رہیں۔ سورہ آلِ عمران میں اس کا مفصل بیان ہے۔ دلائل کا تبادلہ جاری رہا۔

اسلام کے وکیل صرف اور صرف محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو شارعِ اسلام و پیغمبرِ اسلام ہیں۔ دینِ اسلام کے ذ کے محرک اور اس کے داعی ہیں۔ نبی آ الز ماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جنھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ت کا اعلان کیا تھا اور ت کے دروازے کو ہمیشہ کے لئے بند کر دی۔ اب اس کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئیگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیوں کے امام اور سرخیل ہیں۔ اسلام کا بڑھتا ہوا اث د مذاہب کے علاوہ عیسائیت کے لیے بھی . ہانِ قاطع ث . ت ہو رہا تھا۔ وہٴ ریٰ کی ترجمانی یہ ۶۰ رکنی وفد کر رہا تھا، جو عقیدۂ تثلیث کا دفاع کر رہے تھے۔

حضور نبی پ ک، صاحبِ لولاک، خیر الا م، رحمت اللعالمین، حبیبِ رب العالمین، احمدِ مجتبیٰ، محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اپنے مالک و مولیٰ (ربِ کریم و رؤف و رحیم) کی یکتائی، واحدا ، احدیت وصمدیت یعنی توحید پ و ماینطق عن الھویٰ والی ز . نِ اقدس سے دلائل دے رہے تھے اور وہٴ ریٰ کو اس . ت کی دعوت دے رہے تھے کہ عقیدۂ تثلیث کو چھوڑ کر توحید کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ اس . ت پ ایمان لے آؤ کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشری ہے۔ احد ہے، واحد ہے، ای ہے، بے ز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا ی۔ اگ عیسیٰ علیہ السلام کو اس بنا پ اما جائے کہ وہ بغیر . پ کے پیدا ہوئے تو پھر آدم علیہ السلام ان سے زیدہ ا کہلائے جانے کے حقدار ہیں کہ وہ تو ماں اور . پ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے۔ آدم علیہ السلام اہیں نہ عیسیٰ

علیہ السلام۔ . کا الٰہ تو وہی . یع السموات والارض ہے، جو . کا خالق ہے۔ انی وفد، اسی . ت پ قائم رہا کہ عیسیٰ **علیہ السلام** (معاذ اللہ) ابن اللہ (٘ ا کے . یٹ) ہیں۔ وہ عقیدۂ توحید کو ماننے سے َ ی ٘ اں رہے اور عقیدۂ تثلیث (تین ٘ اؤں کا عقیدہ) پ ڈٹے رہے۔

. . ۳ روزہ مبا ش ودلائل کا تبادلہ نتیجہ خیز نہ ہوا، تو حقا کا (. سے . ڑا چیلنج، . سے . ڑا معرکہ، . سے . ڑا میدان) فیصلہ مباہلہ کی صورت میں وقوع پ ٘ یہوا۔ اُدھر ربّ العُلیٰ کو جلال آ ی ، جبرا **علیہ السلام** سورۂ آلِ عمران کی آیتِ مباہلہ (آ ی ت ٦١) لے کر . رگاہِ مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** میں حاضر ہوئے:

ت جمہ: پس جو (کوئی) تیرے ساتھ جھگڑا کرے اس (. ت) میں بعد اس کے (کہ) آ جائے تیرے پ س علم تو (اے حبیبؐ) کہہ دیجئے، آؤ بلا ہم اپنے بیٹوں کو اور تمھارے بیٹوں کو، اپنی عورتوں کو اور تمھاری عورتوں کو، اپنے نفسوں کو اور تمھارے نفسوں کو، پھر مباہلہ (عا . ٘ ی سے دعا) کریں، پس جھوٹوں پ اللہ کی لعنت کریں۔

حبیبِ الہ العالمین **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے َ وہ ریٰ کو مباہلہ سے آگاہ کیا، پس دونوں فریق اس . ت پ راضی ہوئے کہ اب حق و . طل کا تصفیہ کھلے میدان میں نکل کر کیا جائے گا۔ دونوں فریق ا ی دوسرے کے لئے . دعا کریں گے اور جو جھوٹ ہو گا، اس پ اللہ کی لعنت کریں گے اور یوں وہ عذابِ الٰہی کا شکار ہو گا۔ جو فریق حق پ ہو گا، اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر کے فریقِ مخالف کو ہلاک کر دے گا، حق و . طل کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اس طرح کا طرزِ مقابلہ مباہلہ

کہلا ہے اور ایسے محاربے میں حق کا اعلان قد یو رحیم، علیم و بصیر، قہار و جبار، عادل و قادرِ مطلق رب کی طرف سے طل کو عذابِ الیم سے نیست و بود کرتے ہوئے کیا جا ہے۔

اگلے دن عیسائی پ دریوں کا وفد حسبِ طر مقابلے کے لئے میدانِ مباہلہ میں نکلا تو دوسری طرف آمنہ کا چا ، فخرِ بنی ہاشم، فخرِ رسولاں، علی **علیہ السلام** کے مولیٰ، زہرا **سلام اللہ علیہا** کے ، **علیہما السلام** کے ، محمدِ مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** حسین **علیہ السلام** کو اٹھائے ہوئے، حسن **علیہ السلام** کو انگلی سے پکڑے ہوئے، پیچھے فاطمۃ الزہراء **علیہا السلام** اپنے اور مولیٰ علی المرتضیٰ **علیہ السلام** کے درمیان کچھ اس ا از سے مباہلہ کے لئے نکلے کہ سرکارِ بطحا **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرما :

اے میرے اللہ، یہ میرے اہلِ ی ہیں۔

آیتِ مباہلہ میں ابنائنا کے تحت حسن اور حسین **علیہما السلام** ہیں اور **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نصِ قرآنی کی رو سے رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے ٹے قرار پ ئے ہیں۔ ئنا کے تحت فاطمۃ الزہراء ہیں اور انفسنا میں حضرت محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** اور حضرت علی **علیہ السلام** شامل ہیں۔ حضرت علی **علیہ السلام** نصِ قرآنی کی رُو سے نفسِ رسول ہیں۔

اہلِ مدینہ (صحابہ **رضی اللہ عنھم**، مہا ین وا ر) کا ا ہِ کثیر اس منظر کو دیکھنے کے لئے جوق در جوق منتظر تھا، پورا مدینہ اور اطراف کا جمِ غفیر رشک سے ''شانِ آلِ عبا'' دیکھ رہا تھا۔ چشمِ تصور میں ذرا وہ منظر تو لائیے کہ نبی اکرم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے جا صحابہ **رضی اللہ عنھم**، مدینہ کے سی پنجتن پ ک کی ''شانِ قربِ مصطفیٰ و محبوبیتِ ا'' کو حظہ فرما رہے ہیں۔ سرکارِ ا ء **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے علی و فاطمہ و حسن و حسین **علیہم السلام** سے فرما کہ میں دعا کروں گا تو تم میری دعا پ آمین کہنا۔

اِدھر پنجتن اس شان سے مباہلہ کے لئے میدان کی طرف چلے، اُدھر دریوں میں ہلچل مچ گئی۔ ان میں سے ای لاٹ پ دری نے کہا : اے وہِ رئ میں ایسے نورانی اور

پ ک چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اَ یہ اللہ سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑوں کو اپنی جگہ سے سرکا
دے گا۔اےَ وہَ ریٰ ان سے مباہلہ نہ کر ، ورنہ تم ۔ ہلاک ہو جاؤ گے۔

حضور **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرما یہ کہ اَ وہ مباہلہ کرتے تو وادی آگ بن کر ان پ سی،
قیامت کے لئے انیوں کا وجود ختم ہو جا ، اس وادی میں در ، پ ے اور ان کے
ا ے بچے ۔ ہلاک ہو جاتے۔ای سال کے ا را رتمام روئے زمین سے انیوں کا
وجود ختم ہو جا ۔ ۔ نے مل کر مشورہ کیا اور مقابلے کی ب نہ لا سکے۔ عیسائی وفد شکست تسلیم
کرتے ہوئے مباہلے سے فرار ہو کر معافی کے طلبگار ہوئے اور یہ ادا کرنے کی شرط پ رحمت
اللعالمین **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے در ر سے جان بخشی کروا کر ان لوٹ گئے۔ یوں مسلمانوں کے
ہاتھ ای عظیم الشان فتح آئی اور انیوں کو شکست سے دو چار ہو پڑا۔ حضرت عبیدہ بن الجراح
رضی اللہ عنہ (یکے از ہ مبشرہ) امین الامت قرار پ ئے اور یہ کی وصولی کے لئے مقرر کیے گئے۔

مباہلہ نے توحید کا ڈنکا بجا ی، اسلام کو اخلاقی اور روحانی ی حاصل ہوئی، جس نے
اسلام کی دھاک یۃ العرب سے ہر دور دور بٹھادی۔ مباہلے میں اسلام نے عالمگیری فتح
حاصل کی۔ مباہلہ روحا کے میدان میں اسلام کی حقا کا سنگِ میل ۔ ہوا۔ کفارِ مکہ اور
یہود کے بعد اب عیسائی بھی شکست سے دو چار ہو گئے۔ اسلام اب ساری طاقتوں کو مغلوب کر چکا
تھا، جو اسلام کے خطۂ عرب سے ہر میں مدد و معاون ہوا۔

مباہلے میں پنجتن پ ک اور آل عبا کی شان سے د آ گاہ ہو چکی تھی اور حق اور فتح کی
آل عبا سے پہچان مسلمہ اصول قرار پ چکا تھا۔ مباہلے نے یہ بتا دی کہ جو بھی حسین **علیہ السلام کے**
مقابل آئے گا، ذلیل اور روسیاہ ہو جائے گا۔ کربلا میں د نے دیکھ لیا کہ ی اور اس کے گماشتے
قیامت کے لئے رسوائی اور ذ کی پستیوں میں َ گئے اور آ ت کا درد ک عذاب اس
کے علاوہ ہے۔ مباہلہ حق اور فتح کا معیار اور آلِ عبا کی شان کا مظہر ہے۔ مباہلے کا واضح پیغام یہ

ہے کہ آلِ نبی **علیہم السلام** کے مقابل کبھی نہ آ . کیوں کہ آلِ نبی **علیہم السلام** کا مقابلہ گو یـ عذابِ الٰہی کو دعوت دینا ہے۔

جہاں حسین **علیہ السلام** ہیں وہی حق اور فتح کا میدان ہے، جو بھی حسین **علیہ السلام** کے مقابلے میں آئے گا، شکست اور ذ ۔ سے دوچار ہوگا۔ مباہلہ کا میدان ہو یـ پھر کربلا، حق کا استعارہ حسین **علیہ السلام** ہیں۔ اسلام کو . قی سارے محاذوں پـ کامیابی حاصل ہوچکی تھی، امام الا . یـ ء **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی ز . گی میں اسلام دینِ مبین کے طور پـ . فذ ہو چکا تھا، اسلامی تعلیمات **مکمل** ہو چکی تھیں۔ کچھ عرصہ . رنے کے بعد ایـ دین کے لٹیرے اور ڈاکو نے اسلام پـ زنی کرتے ہوئے اس پـ ش . خون مارنے کی کوشش کی۔ اب منافقت، . صبیت، خار . یـ ۔ ا ▇ یـ ۔ نے اسلام کی . یـ دوں کو کھوکھلا کرنے کی جسارت کی۔ اسلام اور شریعت کی بقا کے لیے اس وقت حسین **علیہ السلام** سے ز یـ دہ پـ ک اور خالص لہو کہیں اور میسر ہی نہیں تھا جس سے اسلام اور شریعت کو بچا یـ جا سکتا۔ امام حسین **علیہ السلام** نے اپنے پـ ک لہو سے گلشنِ اسلام کی آبیاری کی اور دین کی بقا کا سامان پیدا کیا۔ حسین **علیہ السلام** نے اپنے لہو سے اور امام زین العا . ین، سیدہ ز . . وام کلثوم اور فاطمہ . ۔ الحسین **علیہم السلام** کے خطبوں نے یـ . یـ ۔ کو ایسا آشکار کیا کہ اب یـ . یـ ۔ قیامت ۔ سر اٹھانے کے قابل نہ رہی۔

جو لوگ کربلا کو دو شہزادوں کی . َ کہتے ہیں اور یـ . یـ کو ذ ۔ کی عمیق گہرائیوں سے نکالنے کے لئے ہاتھ پیر مارنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ بھی یـ . یـ کے ساتھ ہی اسفل الاسفلین کی طرف پیش قدمی کررہے ہوتے ہیں۔ یـ . یـ پلید کا حسین پـ ک سے کیا موازنہ، ایسے لوگ اپنی د اور آ . ت . . دکیے ہوئے ہیں۔

فرازِ جہل نے جو کبھی آسماں پہ تھوکا
تو پلٹ کے اپنا ہی چہرہ غلیظ ۔ پـ .

اللہ نے دین اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے اور مشیتِ ایزدی میں یہ طے کیا جا چکا تھا کہ جب اسلام کو خطرہ درپیش ہوگا تو اللہ کے حبیب کا حبیب (حسین **علیہ السلام**) اپنے اہلِ بیت اور جانثاروں کے ساتھ میدان میں نکلے گا اور لبِ فرات اپنی، اپنے جانثاروں اور گھرانے کے افراد کی قربانیاں پیش کر کے دین اسلام کے اوپر منڈلاتے ہوئے خطروں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، امام حسین **علیہ السلام** نے اپنی یہ عظیم ذمہ داری اتنے احسن اور منفرد طریقے سے نبھائی کہ خواجہ معین الدین چشتیؒ بے اختیار پکار اٹھے:

دین است حسین
دین پناہ است حسینؑ

حسین **علیہ السلام** سے ہٹ کر، حسین **علیہ السلام** کو چھوڑ کر بھی کوئی اسلام ہے؟ اگر ہے تو وہ اسلام نہیں، منافقت اور اسلام دشمنی ہے۔ حسین **علیہ السلام** سے دشمنی درحقیقت اسلام سے دشمنی ہے، پیغمبر اسلام سے دشمنی ہے، رب العالمین سے دشمنی ہے۔ اس لیے ناصبیت کے روپ بہروپ میں یزیدی پروپیگنڈے اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دینے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکے، جتنا مرضی زہر وہ بھیس بدل بدل کر دینے کی کوشش کریں، کامیاب نہیں ہو سکتے۔ حسین **علیہ السلام** دین اسلام کا فخر اور یزید دشمنِ دیں ہے۔

حسین علیہ السلام، امامِ عاشقاں:

امام حسین **علیہ السلام** عاشقوں کے امام ہیں۔ علامہ محمد اقبالؒ نے رموزِ بیخودی میں کہا:

آں امام عاشقاں پورِ بتول

امام حسین **علیہ السلام** ہاشمی شہزادے ہیں، آپ کے فضائل و مناقب اس قدر حسیں اور وافر ہیں کہ بس سبحان اللہ۔ جس کے نانا نبیوں کے امام، جس کی ماں سیدہ، اس حسین **علیہ السلام** کے کیا

کہنے۔ حسین علیہ السلام نواسۂ رسول ہیں، نواسے بھی ایسے کہ بہت لاڈلے، لاڈ بھی ایسا کہ خطبہ ہو کہ ز، سفر وحضر ہو کہ خلوت وجلوت، بس حسین ہی حسین ہے۔ امام حسین علیہ السلام، ابنِ رسول ہیں، آیہ مباہلہ میں "ابنائنا" کے تحت اور حدیثِ ترمذی میں "یہ میرے بیٹے ہیں" کے تحت علیہما السلام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے قرار پائے۔

جو دہکتی آگ کے شعلوں پہ سوئے ، وہ حسینؑ
جس نے اپنے خون سے عالم کو دھوئے ، وہ حسینؑ
جو جواں ██ کی میت پہ نہ روئے ، وہ حسینؑ
جس نے سب کچھ کھو کے ، پھر کچھ بھی نہ کھوئے ، وہ حسینؑ

مرتبہ اسلام کا جس نے دوبالا کر دیا
خون نے جس کے دو عالم میں اجالا کر دیا

(جوش ملیح آبادی)

امام حسین علیہ السلام، ابنِ علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں، وہ علی علیہ السلام جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخی ہیں، زوجِ بتول ہیں، نفسِ رسول ہیں، اول المسلمین، اول المصلین اور مولیٰ ہیں۔ حسین علیہ السلام، ابن فاطمہ ہیں، وہ فاطمہ سلام اللہ علیہا جو زہراء بھی ہیں اور بتول بھی، وہ بنتِ رسول بھی ہیں اور خاتونِ جنت بھی، سیدہ بھی، بضعۃ منّی بھی۔

حسین سلام اللہ علیہ، اخی الحسن ہیں، جو مجتبیٰ ہیں، سبط رسول ہیں، امیر المومنین اور خلیفہ راشد ہیں، سید القوم، سبز قبا، امام اور سردارِ جوانانِ جنت ہیں۔ حسین سلام اللہ علیہ، زینب الکبریٰ کے بھائی ہیں، جو عقیلہ بنی ہاشم، مسافرہ شام، ام المصائب، شریکۃ الحسین، ثانی زہراء اور حدیثِ عشق کا دوسرا باب ہے۔

حسین علیہ السلام کے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جو صاحب لولاک، وجہِ تخلیقِ کائنات،

حبیبِ ا، خاتم النبین، سیدالا ء، شافعِ محشر اور رحمت اللعالمین ہیں۔ حسین علیہ السلام کی نی یجۃ الکبریٰ علیہا السلام ہیں، جوام المومنین، پہلی مومنہ، ملیکۃ العرب، مادرِ زہراء، سیدہ، طاہرہ، صرہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رشکِ عائشہ علیہا السلام ہیں۔

حسین علیہ السلام کے دادا ابوطا علیہ السلام ہیں، جو نکاح خوانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صرِ رسول، نگہبانِ رسا، پہلے خوان، عمِ رسول، سردارِ قریش اور ابنِ عبدالمطلب علیہ السلام ہیں۔ حسین علیہ السلام کی دادی فاطمہ اسد علیہا السلام ہیں، جو ہاشمیہ ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں اپنی ماں کہا، کفن کے لئے قمیص دیا اور قبر میں د ڑ رہے۔

حسین علیہ السلام کے چچا جعفر طیار رضی اللہ عنہ (اڑنے والا) ہیں جو ذوالجناحین (دو وں والا) ہیں، غزوۂ موتہ کے علمدار اور شہید ہیں، عون و محمد کے دادا ہیں۔ حسین علیہ السلام کے دوسرے چچا عقیل ابنِ ابی طا رضی اللہ عنہما ہیں، جن کے 4 ٹے اور 3 پوتے حسین علیہ السلام پر قربان ہوئے، مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سفیرِ حسین کوفہ میں شہید ہوئے۔

حسین علیہ السلام کے کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں، جو ہاشمی شیر، دلیر اور سیدالشہداء ہیں، حمزہ علمدارِ لشکرِ اسلام بھی تھے، ابنِ عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ہیں۔

حسین علیہ السلام حلقۂ امامت کے چا ، مر اور محور ہیں، حسین علیہ السلام خود امام، آپ کے والد امام، بھائی امام، ٹے امام، پوتے امام، آپ کی آل سے نو امام ہیں۔

جس کا نغمۂ سازِ پیمبر ، وہ حسینؑ
تھا جو شرحِ مصطفیٰ ، تفسیرِ حیدر ، وہ حسینؑ

﴿کارزارِ عشق﴾

تشنگی جس کی جواب موجِ کوثر ، وہ حسینؑ
لاکھ پر بھاری رہے جس کے بہتر ، وہ حسینؑ
جو محافظ تھا خدا کے آخری پیغام کا
جس کی نبضوں میں مچلتا تھا لہو اسلام کا
(جوش ملیح آبادی)

حسین علیہ السلام کے بیٹے علی الاوسط ہیں جن سے نسلِ حسینی چلی، جو زین العابدین، سید التابعین، بیمارِ کربلا، خطیبِ طوق وزنجیر وکوفہ وشام ہیں۔ حسین علیہ السلام کے پوتے امام محمد باقر علیہ السلام ہیں، جنھیں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام پہنچایا، باقر علم کی گرہیں کھول کھول کر بیان کرنے۔ زین العابدین، محمد باقر، جعفر صادق، موسیٰ کاظم، علی رضا، محمد تقی، علی نقی، حسن عسکری، محمد مھدی علیہم السلام، سب آلِ حسین علیہ السلام سے ہیں۔

آلِ حسن ہوں یا آلِ حسین علیہم السلام، دونوں آلِ فاطمہ علیہم السلام ہیں، آلِ علی ابنِ ابی طالب علیہم السلام ہیں، یہی آلِ محمد علیہم السلام ہیں جن پر نماز میں درود پڑھنے کا حکم ہے۔

حسین ابنِ علی ابنِ ابی طالب علیہم السلام ہیں۔ حسین علیہ السلام دلیر، باپ دلیر، دادا دلیر، ابوطالب علیہ السلام ایسے دلیر کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر سارے کفارِ مکہ کے آگے ڈٹ گئے۔

علی علیہ السلام کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ علیہم السلام سے تھی، اسی لئے تو علی علیہ السلام کے بیٹوں کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام پر رکھے گئے۔ شبر اور شبیر ہارون علیہ السلام کے بیٹے تھے، سُریانی زبان کے الفاظ ہیں، ان کے ہم معنی عربی میں حسن اور حسین ہیں، حسن کو شبر اور حسین کو شبیر بھی کہتے ہیں۔

حسین علیہ السلام خود جنت کے جوانوں کے سردار، بھائی جنت کے جوانوں کے سردار، والدہ جنت کی خواتین کی سردار، والدان سے بہتر اور نانا وجہِ تخلیقِ کائنات۔

﴾کارزارِ عشق﴿

جو دل کربلا میں ہے وہ مدینے میں ہے اور جو دل مدینے میں ہے وہ کربلا میں ہے،

''حسین منی وا٠ من الحسین'' میں یہی ربط اور نکتہ ہے

کھلتا نہیں حسین و حسن ہیں کہ مصطفیٰ
کچھ فرق ہو نصیر تو کوئی پتا چلے

(پیر نصیرالدین نصیرؒ)

کپڑوں سے آ رہی تھی ، رسولِؐ زَمَن کی بُو
دُولھا نے سُونگھی ہو گی، نہ ایسی دُولھن کی بُو
حیدرؑ کی فاطمہؑ کی حسینؑ و حسنؑ کی بُو
پھیلی ہوئی تھی چار طرف پنجتن کی بُو

لُٹتا تھا عِطر ، وادیِ عنبر سَرِ شت میں
گُل جھومتے تھے غ میں ، رضواں بہشت میں

(میر ببرعلی ا)

حسین **علیہ السلام** کی کنیت ابوعبداللہ ہے، آپ شہزادۂ گلگوں قبا ہیں، حُرَ ہیں، پ وردۂ مصطفیٰ و مرتضیٰ و زہرا **علیہم السلام** ہیں۔ آپ خطیبِ نوکِ سناں ہیں۔ حسین **علیہ السلام** مولائے ابرارِ جہاں ہیں، امام الہدیٰ ہیں، مصباح الہدیٰ ہیں، سیدالشھداء ہیں، شھید ابنِ شھید، سبطِ پیغمبر اور بوسہ گاہِ رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** ہیں۔

امام حسین **علیہ السلام** ریحانۃ الرسول ہیں، حسن اور حسین **علیہما السلام** کے رے میں نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا ارشاد ہے کہ حسن اور حسین د میں میرے دو پھول ہیں۔ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** حسن اور حسین **علیہما السلام** کو چوما اور سونگھا کرتے اور فرماتے: حسن اور حسین . ٠ ـ کے دو پھول ہیں، ان کے جسموں سے . ٠ ـ کی خوشبو آتی ہے۔

مسجدِ ی (ریض الجنۃ) علیہما السلام کا صحن تھا، کاشانۂ فاطمہ حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنھما سے متصل تھا اوران گھروں کے دروازے مسجدِ ی میں کھلتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن اورحسین علیہما السلام کے رے میں فرمای:

اے اللہ میں ان سے محبت ر ہوں تو ان سے محبت کر

جو ان سے محبت کرے تو اس کومحبوب رکھ

‰ ‰‰

‰ ‰

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کیا خوب کہا:

حُسنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو حصے ہیں، ای کوحسن اور دوسرے کوحسین کہتے ہیں

اورکسی نے کیا خوب کہا ہے کہ وہ جو کربلا میں جان لی گئی تھی وہ درحقیقت محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی تو جان تھی، جانِ احمد پہ لاکھوں سلام۔

اللہ اللہ تیرا سجدہ اے شبیہ مصطفیٰ !

جیسے خود ذاتِ پیمبر ہُو بہو سجدے میں ہے

(پیرنصیرالدین نصیرؒ)

نعلین کانقش ہم دستار میں، یہ پسجاتے ہیں،آنکھوں سے لگاتے ہیں، جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین ت پہنچ جائے ہمارا آقا حسین علیہ السلام پشتِ اقدس کے سوار ہیں۔نعلین کی رسائی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں ت ہے، حسین علیہ السلام وہ جومہرِ ت پ بیٹھیں، حسین علیہ السلام را بدوشِ پیغمبر ہیں۔

﴿کارزارِ عشق﴾

حسین **علیہ السلام** فنعم الرا . (کیا خوب سوار) ہیں جبکہ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** فنعم المر . (کیا خوب سواری) ہیں۔ الجمل ہیں، زہو، خلوت ہو کہ جلوت، حسین **علیہ السلام** سوار نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سواری۔ حسین **علیہ السلام** وہ امام ہیں جو سوار ہوں تو نبیوں کے امام سواری بن کرتے۔ حسین **علیہ السلام** کی سواری، رفرف و . اق کے سوار خیر الا ۔ م **علیہ السلام** ہیں، آقا **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** فرماتے: عمر **(رضی اللہ عنہ)** سواری تو خوب ہے، پ سوار بھی تو دیکھو، کیا خوب سوار ہے۔

یہ **علیہما السلام** کی شان ہے کہ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** اور ان کے صحابہ **رضی اللہ عنہم** ان کے ۔ ز . دار ہیں۔ جس کو نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے موئے مبارک، ۔ خن اور نعلین کا ا ۔ ازہ ہو تو وہ حسین کا مقام جانے، حسین **علیہ السلام** دوشِ رسا ۔ اور پشتِ اقدس کا سوار اور نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا خون ہے۔

آن حسینؑ ا ۔ این کہ گفتی مصطفیؐ "روحی فداک"
چون ۔ بشتی ۔ م پ کش . ز . ن مصطفیؐ

یہ حسینؑ وہ ہیں کہ مصطفیؐ کہا کرتے تھے روحی فداک (میری جان تم پ فدا ہو)
. . بھی ان کا ۔ م ِ پ ک مصطفیؐ کی ز . ن پ جاری ہو ۔ تھا

(مرزا اسد اللہ خان غا .)

مولیٰ حسین **علیہ السلام** اس گھرانے کے فرد ہیں جن کے اشارے سے چا ۔ دو ٹکڑے ہو جا ۔ ہے، ڈو . ہوا سورج پلٹ آ ۔ ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حبیبِ ۔ ا، حسین **علیہ السلام** حبیبِ مصطفیٰ، حبیب اور خلیل کا فرق اہلِ عشق و عرفان خوب جا ہیں، سلام اے حبیبِ مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**۔

حسن اور حسین **علیہما السلام** سید شباب اھل الجنہ، فاطمہ **سلام اللہ علیہا** سیدۃ النساء اھل الجنہ، مولیٰ علی **علیہ السلام** قسیم النار والجنہ، مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** وجہِ تخلیقِ کائنات۔ حسن اور حسین **علیہما**

السلام۔ ۔۔ کے جوانوں کے سردار، فاطمہ **علیہا السلام**۔ ۔۔ کی عورتوں کی سردار، مولیٰ علی **علیہ السلام**۔ ۔۔ دوزخ تقسیم کرنے والے، مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** صاحبِ لولاک یعنی وجہِ تخلیقِ کائنات۔

مولیٰ علی نفسِ رسول، فاطمہ بضعۃ منی، الحسن منی، الحسین منی، کیا ورربط وقرب ہے

شہیدِ کربلا، امام حسین **علیہ السلام** سید الشہداء ہیں، شہید کا مقام بلند ہوتا ہے یہاں شہادت آپ پ ۔ زاں ہے، کربلا گنجِ شہداء ہے۔ کربلا میں امام حسین **علیہ السلام** کی طرف سے پیش کی گئی شہادت دراصل نبی اکرم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی شہادتِ جہری کا ۔ ب ہے۔

عشاق کے لئے مدینہ چھوڑ ۔ کٹھن ہے:

۲۸ ر ۔ ساٹھ ہجری کو ی ۔ ی کی طرف سے بیعت کے مطالبے کے نتیجے میں امام حسین **علیہ السلام** نے مدینہ کو خیر آ ۔ د کہا۔ مدینہ وہ شہر ہے جہاں آپ کی ز ۔ گی ۔ ری۔ آپ کا بچپن، آپ کی جوانی، آپ کی ی دیں اسی شہر سے وابستہ تھیں۔ آپ کے ۔ ۔ جان کا روضہ، آپ کی والدہ سیدہ زہرا اور بھائی حسنِ مجتبیٰ **علیہم السلام** کی قبور (۔ ۔۔ البقیع) بھی یہیں ہے۔ ری ض الجنہ (مسجدِ ی) آپ کا صحن ہوتا تھا، جہاں نبیوں کے سردار محمدِ مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** آپ کے ۔ ز اٹھایا کرتے تھے۔ مدینۃ النبی کو چھوڑ ۔ آسان نہیں۔ جو حاجی کچھ دنوں کے لیے مدینہ میں قیام کرتے ہیں، ان کے لیے مدینہ چھوڑ ۔ کس قدر مشکل ہے؟ تو جس کا کل ا ۔ ثہ ہی مدینہ میں تھا، اس نے مدینہ کس دل کے ساتھ چھوڑا ہوگا؟ یہ ۔ اہی جا ہے۔ امام حسین **علیہ السلام** نے ۸ ذوالحجہ حج کو عمرے میں ۔ ل کر کعبے کی حرمت کو بچای ، کعبے کو، کلمے کو، زکو، حج کو، اسلام کو بچای ۔ ۸ ذی الحجہ ساٹھ ہجری، امام حسین **علیہ السلام** نے اسی کعبے کی عزت و ۔ موس بچانے کی خاطر حج کو عمرے میں ۔ ل کر احرام کھول

دی، مکہ چھوڑ دی۔

۲۸ ر. . ساٹھ ہجری امام حسین **علیہ السلام** نے کس دل سے کا مدینہ چھوڑا ہو گا؟ جو مدینہ گئے ہوں، جان ہیں کہ مدینہ چھوڑ عام حالات میں کتنا کٹھن ہے؟ حسین **علیہ السلام** کا مدینہ چھوڑ کا مزار چھوڑ، اماں اور بھائی کا جوار چھوڑ، بچپن کی آ قا **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی ز . داری کی دیں، وہ شہر چھوڑ کس قدر مشکل ہے؟ قافلۂ عشق چل پڑا، ۲۸ ر. . 60 ہجری مدینہ سے روانگی، مکہ میں قیام، ۸ ذی الحجہ 60 ہجری مکہ میں احرام کھولنا، حج کو عمرے سے . ل کر جانبِ کوفہ چلنا اور منزل بہ منزل سفر کرتے ہوئے ۲ محرم 61 ہجری وارِدِ کربلا ہو، اس سارے سفر میں کتنی منازل طے کی گئیں، کہاں رکے، . چلے، یہ . جاننا عشاق پہ لازم ہے۔

منازلِ عشق:

یزید کی ولی عہدی کی کوششیں جناب حسن مجتبیٰ **علیہ السلام** کی شہادت کے ساتھ ہی شروع ہوگئی تھیں بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ امام حسن **علیہ السلام** کی ذات والا صفات یزید کی ولی عہدی کی راہ میں . سے بڑی رکاوٹ تھی تو بے جانہ ہوگا۔ سید حسن **علیہ السلام** کو راستے سے ہٹانے کے لئے ای سازش تیار کی گئی۔ . متعدد . رز ہر دینے کے بعد بھی ابیر کارگر نہ ہو تو ۴۹ ہجری میں جعدہ . اشعث کے ذریعے زہر ہلاہل دلوایا گیا جس نے مقصد کی تکمیل میں اہم کردار ادا کیا۔ نواسۂ رسول امام حسن **علیہ السلام** کے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے کر لگے ملوکیت کیلئے جانشینی کا مسئلہ قدرے آسان ہو گیا۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ مشیروں نے مشورے دیے اور مروان بن حکم کو مدینے میں حالات سازگار کرنے اور یزید کی ولی عہدی کے حوالے سے حکومت کی خواہش کے اظہار کی ذمہ داری سونپی گئی۔

عبدالرحمٰن بن ابوبکر، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس اور حسین بن

علی **رضی اللہ عنہم**، یہ پانچ س تھے جو ی کی ولی عہدی کو قبول کرنے کی راہ میں سے بڑی رکاوٹ ث ہو تھے۔ ۵۱ ہجری اور پھر ۵۶ ہجری میں تو مدینہ اور مکہ میں حاکمِ وقت کی طرف سے یزید کی ولی عہدی کا اجتماع عام میں قاعدہ اعلان کر دیا ۔ امام حسین بن علی **علیہما السلام** نے ردِ عمل کے طور پر ۵۷ ہجری میں ایام حج میں خطبہ ارشاد فرما کر اس شے کا اظہار مجمع عام میں کر دیا کہ ی کو تبدیل کرنے کی کوششوں سے دینِ ا کو ضائع کیے جانے کا اندیشہ ہے۔

امام حسین **علیہ السلام** کی سیاسی حالات پر گہری تھی۔ آپ اپنے والد مولیٰ علی **علیہ السلام** کے ساتھ صفین کے معرکوں میں شر کر چکے تھے۔ اپنے والد کی شہادت، بڑے بھائی امام حسن **علیہ السلام** کا دورِ خلافت، صلح امام حسن **علیہ السلام** اور اس کے بعد دورِ ملوکیت میں رو ہونے والے واقعات، امام حسن مجتبیٰ **علیہ السلام** کی شہادت، امام حسن **علیہ السلام** کی فین کے موقع پر بنی امیہ کا مخاصمانہ رویہ اور مزاحمت، حجر بن عدی **رضی اللہ عنہ** کی مظلومانہ شہادت، منا سے علی اور آلِ علی **علیہم السلام** پر وشتم، محبانِ اہل بیت پر ظلم وستم، امام حسن **علیہ السلام** کی شہادت کے بعد یزید کی ولی عہدی کے لیے کی جانے والی تمام کاوشیں اور یزید کی ولی عہدی کے نتیجے میں دینِ اسلام پر پڑنے والے اثرات، یہ محرکات امام حسین **علیہ السلام** کے پیش تھے۔ چنانچہ امیر شام کے انتقال کے بعد جانشینِ ملوکیت یزید کی طرف سے گورنر مدینہ ولید بن عتبہ بن ابوسفیان کو لکھا جانے والا خط اور خط میں امام حسین **علیہ السلام** سے مطالبہ بیعت، مروان بن حکم کا ولید کو قتلِ حسین کا مشورہ اور امام حسین **علیہ السلام** کا ۲۸ ر ۶۰ ہجری مدینہ چھوڑنے کا فیصلہ اس سفرِ عشق کا آغاز ہے جو کئی منازل پر مشتمل ہے اور کربلا میں اپنے عروج پر پہنچ ہے۔

مدینہ چھوڑ یعنی ، اماں اور بھائی کا جوار چھ ، ام المومنین ام سلمہ **سلام اللہ علیہا** سے الوداعی سلام، بھائی محمد بن حنفیہ سے قات، ماں اور بھائی کی قبر پر حاضری اور روضۂ رسول پر آ ی سلام، امام حسین **علیہ السلام** غیر معروف راستے سے مکہ روانہ ہوئے۔ مکہ میں قیام کے دوران

کوفیوں کے خطوط اور کوفہ آمد پ اصرار کے نتیجے میں امام حسین علیہ السلام نے مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کو اپنا سفیر بنا کر کوفہ روانہ کیا۔ ی ی کی طرف سے کچھ لوگ حاجیوں کے احرام میں قتلِ امام حسین پ مامور کیے گئے تھے۔ امام حسین علیہ السلام نے حرمتِ کعبہ کو بچانے کے لیے ۸ ذوالحجہ ۶۰ ہجری حج کو عمرے میں ب ل دی اور احرام کھول کر مکہ کو خیر آ ب دکہا۔ مکہ میں آپ کا قیام کچھ ماہ رہا اور مکہ سے کربلا ت سفر کے دوران مختلف منازل سے گ رتے ہوئے ۲ محرم ۶۱ ہجری عشاق کا یہ قافلہ واردِ کربلا ہوا۔

. ب امام حسین علیہ السلام نے مکہ سے کوفہ روانگی کا فیصلہ کیا تو عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن جعفر اور محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہم سمیت بہت سارے بہی خواہوں نے آپ کو کوفیوں کی ب عہدی ی د دلاتے ہوئے کوفہ روانگی کو منسوخ کرنے کا مشورہ دی، امام عاشقاں پُو ر بتول امام حسین علیہ السلام کے پیش امت کی اصلاح، حق کی خاطر قیام اور ب طل کی ی ی کنی کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین اور مولیٰ علی علیہ السلام کے صفین سے واپسی پ کربلا سے گ رتے وقت کے تلقین صبر کے ارشادات تھے۔ مصائ ب و آلام، تکالیف اور شہادتیں بھی آپ کے پیش تھیں منصبِ امامت کے تقاضے ان تمام احوال و امور پ حاوی تھے۔

مکہ سے کربلا ت کی منازلِ عشق اور ان کا احوال اجمالی طور پ پیش کیا جا ت ہے ت کہ قار اس سفر کی ب ی یات سے کچھ حد ت آ گہی حاصل کر سکیں۔

۱) تنعیم:

سفرِ عشق کی پہلی منزل مقام تنعیم ہے۔ مقام تنعیم پ یمنی قافلہ سے قیمتی پ ر چہ جات، خوشبو اور زیورات ی کر لوگوں میں تقسیم کیے۔ یہ سامان عامل یمن بجیر بن ریسان نے ی ی کے لیے روانہ کیا تھا۔ شتر ب نوں پ مشتمل اس قافلے کو ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ جو ساربان

ساتھ چلنے پ آمادہ ہوئے انھیں عراق کا پورا کرایہ دیا اور جو الگ ہوئے انھیں وہیں کا کرایہ دے کر فارغ کر دیا۔

۲) صفاح:

مقام صفاح پ امام حسین **علیہ السلام** کی قات فرزدق شاعر سے ہوئی۔ آپ نے فرزدق سے کوفہ کے حالات دریافت کیے۔ فرزدق نے جواب میں کہا: لوگوں کے قلوب آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ، قضا آسمان سے ا رہی ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ امام حسین **علیہ السلام** نے فرمایا: تو سچ کہتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی کل امور کا مالک ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اگر حکمِ الٰہی ہماری مرضی کے موافق صادر ہوا تو ہم اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں گے، حالا وہ ادائے شکر سے مستغنی ہے، اور ا قضائے الٰہی خلاف توقع ・زل ہوئی تو ہم صبر کریں گے۔

۳) ذاتِ عرق:

عبداللہ بن جعفر **رضی اللہ عنھما** نے اپنے بیٹوں عون اور محمد کے ہاتھ ای خط امام حسین **علیہ السلام** کی ・مت میں بھیجا۔ خط کے پیچھے خود عبداللہ بن جعفر **رضی اللہ عنھما** بھی یحیٰ بن سعید کے ساتھ پہنچ گئے۔ یحیٰ عمرو بن سعید کا بھائی تھا جو یزید کی طرف سے مکہ کا گورنر تھا۔ خط میں عمرو بن سعید کی طرف سے امان・مہ تھا جو عبداللہ بن جعفر **رضی اللہ عنھما** کی ا[illegible] حاصل کیا گیا تھا۔ امام حسین **علیہ السلام** کو اپنی امان سے زیدہ اپنے・・کی امت کی امان عزیز تھی۔ اس لیے امام حسین **علیہ السلام** نے اپنا سفرِ عشق جاری رکھا۔

۴) حا・:

عبید اللہ ابن زیاد کو امام حسین **علیہ السلام** کی روانگی کی اطلاع ملی تو اس نے حصین بن نمیر تمیمی کو افسرِ اعلیٰ پولیس بنا کر بھیجا جس نے قادسیہ پہنچ کر ڈیرے ڈالے اور اطراف کی نگرانی

شروع کر دی۔امام حسین **علیہ السلام** نے مقام حا . سے اہلِ کوفہ کے . م قیس بن مسہر صیداوی کے ہاتھ خط بھیجا۔جناب قیس قادسیہ کے مقام پ حصین بن نمیر کے ہاتھوں پکڑے گئے جس نے قیس کو ابن زیاد کے پ س کوفہ بھجوا دیا۔عبیداللہ بن زیاد نے قیس بن مسہر صیداوی سے کہا کہ قصر امارت پر پڑھ کر حسین اور علی **علیہما السلام** کو (معاذ اللہ) گالیاں دو۔قیس بن مسہر صیداوی قصر امارت پ پڑھ گئے اور امام حسین **علیہ السلام** کے اوصاف بیان کرنے لگے۔قیس نے ابن زیاد اور اس کے . پ زیاد پ لعن طعن کی اور مولیٰ علی **علیہ السلام** کے لیے دعائے مغفرت کی۔ابنِ زیاد کے حکم سے قیس کو قصرِ امارت سے نیچے دیا گیا۔قیس بن مسہر صیداوی کے ہاتھ پ ؤں ٹوٹ گئے، دماغ پھٹ گیا اور انتقال کر گئے۔ایسی ہی صورتحال جناب عبداللہ بن یقطر کے ساتھ بھی پیش آئی جو امام حسین **علیہ السلام** کے قاصد اور رضاعی بھائی تھے۔سلام وفا کی راہ پ موت کو ۔ سے لگانے والے ان عظیم س پ۔

۵) زرود:

زرود (ای چشمہ) کی منزل پ امام حسینؑ کی قات عبداللہ بن مطیع سے ہوئی۔ عبداللہ بن مطیع نے آپ کو کوفیوں کی پیمان شکنی اور . عہدی ی د دلاتے ہوئے کوفہ نہ جانے کا مشورہ دیا۔زہیر بن قین بجلی جو ہوا خواہانِ عثمان **رضی اللہ عنہ** سے تھے، حج سے واپس آ رہے تھے ای منزل اور ای مقام پ قیام نہ کرتے تھے اور امام حسین **علیہ السلام** کے قافلے سے کچھ دور اپنے خیمے لگاتے تھے۔امام حسین **علیہ السلام** نے انھیں بلا بھیجا، زہیر ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ بیوی دیلم نے کہا کہ سبحان اللہ! رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا . ٹ تجھے بلا . ہے اور تو بہانے کر . ہے۔چار و. چار زہیر امام حسین **علیہ السلام** کے پ س آئے، قات ہوئی اور واپس جا کر بخوشی اپنے ہمرائیوں سے کہا کہ میں حسین ابن علی **علیہما السلام** کے ساتھ جا رہا ہوں، جس نے آ . ہو ساتھ چلے۔بیوی کو طلاق دے کر کہا تم میکے چلی جا ، میں نہیں چاہتا کہ تم قید و گرفتار کی جاؤ۔کچھ روایت میں ہے کہ دونوں

میاں بیوی امام حسین **علیہ السلام** کی خدمت میں خدمت گزاری کے لیے حاضر ہو گئے۔

۶) ثعلبیہ:

مقامِ ثعلبیہ پر امام حسین **علیہ السلام** کو مسلم بن عقیل **رضی اللہ عنہما** کی شہادت کی خبر موصول ہوئی، آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور آپ کے رخساروں پر آنسو موتیوں کی طرح بہنے لگے۔ کچھ لوگوں نے واپسی کا مشورہ دیا، اولادِ عقیل نے واپسی سے انکار کیا۔ امام حسین **علیہ السلام** نے سفر جاری رکھنے کا عندیہ دیا۔

مقام ثعلبیہ پر امام حسین **علیہ السلام** نیند کی وجہ سے کچھ دیر سو گئے تھوڑی دیر بعد بے چینی سے اٹھ بیٹھے۔ اہل بیت آپ کی بیقراری اور حزن سے متاثر ہوئے۔ شہزادہ علی اکبر **علیہ السلام** نے بے چینی کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: میں نے ہاتف یا سوار کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اے حسین تم عراق جانے کی جلدی کر رہے ہو جبکہ موت تمہارے تعاقب میں جلدی کر رہی ہے کہ بہشت میں لے جائے۔ اس سے مجھے معلوم ہوا کہ موت قریب ہے۔ علی اکبر **علیہ السلام** نے کہا کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ امام حسین **علیہ السلام** نے جواب دیا: بے شک ہم حق پر ہیں اور حق ہمارے ساتھ ہے۔ شہزادہ علی اکبر **علیہ السلام** نے کہا: اگر ہم حق پر ہیں تو پھر کوئی پرواہ نہیں کہ ہم موت کی طرف جائیں یا موت ہماری طرف آئے۔ امام حسین **علیہ السلام** نے فرمایا: اے فرزند تو نے دل خوش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا کرے۔

۷) زبالہ:

ثعلبیہ سے براستہ شقوق امام حسین **علیہ السلام** زبالہ پہنچے۔ زبالہ کے مقام پر باضابطہ طور پر بذریعہ خط امام حسین **علیہ السلام** کو مسلم بن عقیل، ہانی بن عروہ اور عبداللہ بن یقطر **رضی اللہ عنہم** کی شہادت کی اطلاع موصول ہوئی۔ امام حسین **علیہ السلام** نے ساری صورتحال سے اپنے ساتھیوں کو آگاہ کیا اور فرمایا: جو جانا چاہتا ہے چلا جائے، ہماری منزل خطرات اور مصائب سے بھرپور ہے۔ جو لوگ

راستے سے د وی لالچ اور مال ومتاع حاصل کرنے کی غرض سے شامل ہوئے تھے وہ . آپ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے مخلص اور وفادار ساتھی رہ گئے جو اپنی جان کو اپنی ہتھیلی پ رکھ کر امام حسین **علیہ السلام** پ وارنے کو تیار تھے۔ سلام ان عظیم س پ جو کربلا میں اپنی جا   رکر کے گنجِ شہیداں کے . سی بن گئے۔

۸) بطن عقبہ:

منزلِ ز .لہ تین چوتھائی سفر طے ہو چکا تھا، یہاں سے وافر پ نی ساتھ لے کر صبح روانہ ہوئے اور بطن عقبہ پہنچ گئے۔ یہاں امام حسین **علیہ السلام** نے خواب دیکھا کہ کئی کتے مل کر مجھے کاٹ رہے ہیں اوران میں . سے شدی ای سیاہ اور سفید رَ والا کتا ہے۔ اس مقام سے مقامِ شہادت ۵ منزل دور تھا۔

۹) شراف:

منزلِ شراف سے آپ نے ز ی دہ پ نی اپنے قافلے کے ساتھ رکھوا لیا۔ دو پہر کے وقت تکبیر کی آواز آئی تو آپ نے وجہ در ی فت فرمائی، بتای َ ی کہ مے کے در ی آ رہے ہیں۔ بنی اسد میں سے دو اشخاص نے کہا: مقدمہ لشکر کا رسالہ معلوم ہو ہے۔ آپ **علیہ السلام** ذو حسم کی طرف . مڑ گئے۔ سواروں سے پیشتر آپ ذو حسم پہنچ گئے اور خیمے نصب کر دیے۔ حر بن ی ی تمیمی ای ہزار سواروں کے رسالے کے ساتھ آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ حر کا لشکر ابن ز ی د کی طرف سے امام حسین **علیہ السلام** کی تلاش پ مامور تھا اور پ نی کی تلاش میں . ٹ ہوا اس طرف آ پہنچا تھا، پ نی بھی مل َ ی اور امام حسین **علیہ السلام** بھی پہنچ آ ی۔ امام حسین **علیہ السلام** نے اپنے غلاموں سے کہا کہ حر اور اس کے لشکریوں کو بھی پ نی پلاؤ اور ان کے گھوڑوں کو بھی پ نی سے سیراب کرو۔

امام حسین **علیہ السلام** نے حجاج بن مسروق جعفی کو اذانِ ظہر کا حکم د ی۔ حر اور اس کے

لشکریوں نے امام حسین **علیہ السلام** کی اقتداء میں نمازِ ظہر ادا کی۔ بعد از نمازِ ظہر امام حسین **علیہ السلام** نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ عصر کی نماز پڑھائی اور پھر خطبہ ارشاد فرمایا اور بتایا کہ میں اپنی مرضی سے نہیں آیا، مجھے خطوط لکھ کر اصلاح امت کے لیے کوفیوں نے بلایا ہے۔ حر نے خطوط سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ امام حسین **علیہ السلام** نے عقبہ بن سمعان سے کہا کہ خطوط کے تھیلے لاؤ، عقبہ بن سمعان نے خطوط حر کے سامنے بکھیر دیے۔ حُر نے کہا، جن لوگوں نے خطوط لکھے ہم ان میں سے نہیں۔ حُر نے کہا ہمیں حکم ملا ہے کہ آپ کو پالیں تو نہ چھوڑیں اور ابنِ زیاد کے پاس لے چلیں۔

امام حسین **علیہ السلام** نے خواتین اور قافلے کو روانگی کا حکم دیا۔ حُر سامنے آیا اور مزاحمت کی کوشش کی۔ امام حسین **علیہ السلام** نے فرمایا: تیری ماں تجھے روئے، آخر تو کیا چاہتا ہے۔ حُر نے کہا کہ اگر کسی اور نے یہ الفاظ کہے ہوتے تو بعینہٖ جواب دیتا، مگر آپ کی ماں کا تذکرہ تعظیم کے بغیر نہیں کرسکتا۔ حُر آپ کے ساتھ ساتھ چلتا رہا، جس طرف بھی امام حسین **علیہ السلام** رخ کرتے، حر بھی اسی طرف چل پڑتا۔ الغرض حر پہلو بہ پہلو امام حسین **علیہ السلام** اور ان کے قافلے کے ساتھ چلتا رہا۔

۱۰) البیضہ:

مقام بیضہ پر بھی امام حسین **علیہ السلام** نے حُر اور اس کے لشکر سے خطاب کیا اور اپنے مقصدِ سفر سے آگاہ کیا، یزید اور اس کی برائیوں کو بے نقاب کیا، کوفیوں کے خطوط کا ذکر کیا، اپنے حسب نسب اور ذمہ داریوں سے آگاہ کیا، امر بالمعروف ونھی عن المنکر کا اسلوب یاد کرایا اور فسق و فجور کے مقابلے میں حق پر ثابت قدمی کا عزم دہرایا۔

۱۱) عذیب الھجانات:

نعمان بن منذر کی اونٹنیاں کسی زمانے میں یہاں پر چرا کرتی تھی۔ ہجانات ہجان کی جمع ہے جس کا مطلب ہے اونٹنیاں۔ اس منزل پر کوفہ سے چار سوار آتے ہوئے دکھائی دیے، جن کا سردار طرماح بن عدی تھا۔ مجمع بن عبداللہ عائذی نے امام حسین **علیہ السلام** کو حالات

سے یوں آگاہ کیا: کوفہ کے سردار ۔ڑی ۔ڑی رشوتیں لے کر حکومت کے ساتھ مل گئے، عوام کے دل تو آپ کی طرف مائل ہیں تلواریں لے کر آپ کے مقابلے میں آ گے۔قیس بن مسہر الصیداوی کی شہادت کی خبر بھی آپ کو یہاں دی گئی۔طرماح بن عدی نے آپ کو اپنے ساتھ کوہ آجاہ پ چلنے کی پیش ش کی اور کہا: ا کی قسم وہ ایسا پہاڑ ہے جس کی وجہ سے ہم سلاطین غسان و حمیر، نعمان بن منذر اور ہر اسود و احمر اقوام سے محفوظ رہے ہیں۔طرماح بن عدی نے امام حسین **علیہ السلام** کو بنو طے کے ۲۰ ہزار آدمی بھی فراہم کرنے کی یقین دہانی کرائی امام حسین **علیہ السلام** کا منصوبہ اپنی جان بچانے کے لیے پہاڑوں میں جا کر چھپ جا نہیں تھا بلکہ میدان میں نکل کر ۔طل کو بے ب کرتے ہوئے اہلِ حق کے لیے ای نمونہ چھوڑ کر جا تھا۔اس لیے آپ قافلے کے ساتھ اگلی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔حُر اور اس کا لشکر آپ کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔

۱۲) قصر بنی مقاتل:

قصر بنی مقاتل میں ای قیمتی خیمہ میں عرب کا ای ۔ م زمانہ راہزن عبید اللہ بن حر جعفی موجود تھا۔امام حسین **علیہ السلام** نے اسے بلا بھیجا اس نے آنے سے اعراض کیا۔امام حسین **علیہ السلام** خود اس کے خیمے میں پہنچ گئے اور اسے ساتھ چلنے کی دعوت دی۔اس نے اپنا قیمتی گھوڑا ملحقہ اور قیمتی تلوار پیش کرتے ہوئے خود شری ہونے سے معذرت کی۔امام حسین **علیہ السلام** نے اس کا گھوڑا اور تلوار قبول نہیں کی اور فرمای: ۔ ۔ تم خود ہمارے ساتھ چلنے سے ان ہو تو ہمیں تمہاری ضرورت ہے اور نہ ہی تمہارے گھوڑے اور تلوار کی ضرورت ہے۔ آپ نے اس کو وہاں سے فوراً چلے جانے کا کہا اور فرمای: اَ تو ہماری ت نہیں کرتے تو ہمارے قاتلوں کے ساتھ شری ہونے میں ا کا خوف کر، واللہ جو شخص ہماری فری دسن کر ہماری ت نہ کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

عمرہ بن قیس اور اس کے چچا زاد بھائی کو بھی ت کی دعوت دی، ان کی طرف سے

معذرت پ امام حسین **علیہ السلام** نے فرمای: اس علاقے سے دور چلے جاؤ کہ ہماری صدائے استغاثہ تم نہ پہنچ سکے اور نہ تم ہمیں دیکھ پ ؤ، کیو جو کوئی ہماری صدائے استغاثہ کو سنے ی ہمیں دیکھے لیکن ہماری پکار کا مثبت جواب نہ دے ی ہماری مدد کے لیے نہ آئے تو ا اسے منہ کے بل آتشِ دوزخ میں پھینکے گا۔

امام حسین **علیہ السلام** کے خواب اور شہزادہ علی اکبر **علیہ السلام** کے ساتھ مکالمہ والا واقعہ بعض مؤرخین کے نزدی ثعلبیہ کی منزل کی بجائے قصر بنی مقاتل میں پیش آی۔

۱۳) نینوی:

ای سا نی سوار عبیداللہ بن زی د کا خط لے کر نینویٰ کی منزل پ پہنچا اور وہ خط حُر کو تھما دی۔ خط میں ابن زی د نے حر بن ی ری حی کو امام حسین **علیہ السلام** پ سختی کا حکم دی اور کہا کہ کسی پ میدان میں ███ نے پ مجبور کرو جہاں پ نی اور جائے پناہ حاصل نہ ہو۔ حُر کے اپنے لشکر سے ابوالشعثاء ی بن زی د بن مہا کندی ی، جن کا تعلق اسی قاصد کے قبیلے سے تھا، آگے بڑھے اور حرا اور اس قاصد کو ا بھلا کہا۔ یہیں پ زہیر بن قین نے امام حسین **علیہ السلام** کو اس دلیل کے ساتھ لڑنے کی تجوی دی کہ ابھی دشمن کی تعداد کم ہے اور ہم آسانی سے ان پ قابو پ ہیں امام حسینؑ نے یہ فرما کر اس تجوی کو رد کر دی کہ میں میں پہل نہیں کر چاہتا۔

زہیر بن قین نے کہا پھر آپ اس قریہ میں ہمارے ساتھ چلیے، یہ ای محفوظ مقام لبِ فرات ہے۔ امام حسین **علیہ السلام** نے پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے؟ زہیر نے کہا: کربلا، امام حسین **علیہ السلام** نے کہا: رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے سچ فرمای کہ یہ زمین کرب وبلا کی ہے۔

یوں ۲ محرم ۶۱ ہجری قافلۂ عشق واردِ کربلا ہوا۔ ہائے کربلا!

ان منازل کے درمیان کچھ اور م بھی ریخ کی کتب میں آتے ہیں جن میں گاون، لاب، یمیہ، رماد، سقوق، ذوخشم، عقیق اور قطقطا وغیرہ شامل ہیں۔

کربلا میں دشمنانِ دین:

تڑپ اٹھتا ہے دل لفظوں میں دوہرائی نہیں جاتی
زباں پہ کربلا کی داستاں لائی نہیں جاتی

(پیر نصیر الدین نصیرؒ)

امام حسین **علیہ السلام** کو شہید کرنے کے لیے عبیداللہ ابن زیاد نے ۲۲ ہزار کا لشکر کربلا کی طرف بھیجا۔ اس مقصد کے لئے اس نے سردارانِ کوفہ کو مال وزر کے عوض ۔ یا۔ کچھ کو ڈرا دھمکا کر ساتھ ۔ یا۔ عمر ابن سعد کو حکومتِ رے کی گورنری کے ۔ لے ۔ یا اور اس کو ۲۲ ہزار کا لشکر دے کر خانوادہ ی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے چند درجن افراد کو شہید اور قید کرنے کے لئے سردارِ لشکر بنادیا۔ عمر ابن سعد کے ساتھ شروع میں چار ہزار سوار بھیجے۔ حر بن یزید ریاحی ایک ہزار سوار کے ساتھ عمر ابن سعد کے لشکر میں شامل ہوئے۔ حر ابن یزید ریاحی ۔ سے پہلے ایک ہزار سواروں کے ساتھ امام حسین **علیہ السلام** کا راستہ روکنے پر متعین تھا۔ شمر ذی الجوشن چار ہزار سواروں کے ساتھ آیا۔ یزید بن رکاب کلبی دو ہزار کی جمعیت کے ساتھ آیا۔ حصین بن نمیر چار ہزار لوگوں کے ساتھ شامل ہوا۔ مصائب بن مزینہ مازنی تین ہزار کے ساتھ آیا۔ ایک اور شخص دو ہزار کی جمعیت کے ساتھ آ پہنچا۔ عبیداللہ ابن زیاد نے شبث بن ربعی کی قیادت میں ایک ہزار سوار اور بھیج دیئے۔ حجار بن حر کو تیار کر کے ایک ہزار مزید سوار کربلا بھیج دیئے۔ یوں ۔ ہزار کا لشکر محض چند درجن افراد کے لئے متعین کیا۔ اور اس ۲۲ ہزار کے سوار و پیادہ پر مشتمل لشکر پر عمر بن سعد کو سردار بنایا۔

ہوشیار، اے سا ۔ وخاموش کوفے! ہوشیار
آ رہے ہیں دیکھ وہ اعدا قطار اندر قطار
ہونے والی ہے کشاکش درمیان نور و نار
اپنے وعدوں پر پہاڑوں کی طرح رہ استوار

﴿کارزارِ عشق﴾

صبح قبضہ کر کے رہتی ہے اندھیری رات پر
جو بہادر ہیں اڑے رہتے ہیں اپنی بات پر
(جوش ملیح آبادی)

کربلا میں چند درجن افراد کے مقابلے میں ہزاروں مسلح فوجیوں کو بھیجنا ہی یزید کی شکست کا اعلان تھا۔ امام حسین **علیہ السلام** کے جانثاروں نے بھوک اور پیاس کے باوجود سپاہِ شام کے دانت کھٹے کر دیے۔ مبارزہ طلبی میں نامی گرامی شامی جنگجوؤں کو جہنم رسید کرنے کے بعد بھی جانثارانِ حسین مستعد دکھائی دیتے تھے۔ جب مبارزہ طلبی میں کامیابی ہاتھ نہ آتی تو یکبارگی حملہ کیا جاتا۔ کہیں سے تیر آتے، کہیں سے پتھر، بالآخر ایک ایک کر کے جانثار شہید ہوتے گئے۔

لو وہ مقتل کا سماں ہے، وہ حریفوں کی قطار
بہہ رہی ہے نہر لو وہ سامنے بیگانہ وار
وہ ہوا اسلام کا [illegible]ج مر[illegible] پ[illegible] سوار
دھوپ میں وہ برق سی چمکی، وہ نکلی ذوالفقار
آ گئی رن میں اجل، تیغ دو دم تولے ہوئے
جانبِ اعدا بڑھا دوزخ وہ منہ کھولے ہوئے
(جوش ملیح آبادی)

امام حسین **علیہ السلام** کی جنگ میں مصطفیٰ و مرتضیٰ **علیہما السلام** کی بہادری کا رنگ نمایاں تھا۔ جس طرف جاتے صفوں کی صفیں الٹ دیتے۔ میسرہ کو میمنہ پر اور میمنہ کو قلب لشکر پر دھکیل دیتے۔ جس طرح بھیڑ بکریاں شیر کے آگے بھاگ رہی ہوتی ہیں، وہ حالت لشکرِ یزید کی ہو رہی تھی۔

کارزارِ عشق

تھی ابتری سپاہ ضلا۔ شعار میں
اس صف میں تھی وہ صف یہ قطار اُس قطار میں
سو ۔ر جو لڑے تھے اکیلے ہزار میں
وہ جائے امن ڈھونڈتے تھے کارزار میں

چہرے تھے زرد خوف سے حیدر کے لعل کے
۔مرد منہ چھپاتے تھے گھونگٹ میں ڈھال کے

(میر ببر علی ا)

حر کے سوا کسی اور کو یہ سعادت نہ ملی کہ وہ اپنے رویے پہ غور کرتا اور دوزخ سے ۔۔ کا سفر طے کرتا۔ حر یومِ عاشور ۔۔ی لشکر کو چھوڑ کر امام حسین **علیہ السلام** کے پاس آکر معافی طلب کرتا ہے اور اپنی جان، جانِ رحمت اللعالمین [illegible] نچھاور کرتا ہے۔ سعادتیں حر پہ نچھاور ہوتی ہیں۔ اللہ کی رحمتیں حر پہ ۔زل ہوتی ہیں۔ اللہ کی لعنت ہو ۔۔، عبیداللہ بن ز۔د، عمر ابن سعد، ۔۔ بن رکاب کلبی، حصین بن نمیر، شبث بن ربعی، خولی بن ۔۔ اصحی، شمر ذی الجوشن، حجار بن حر، حر بن کاہل اسدی اور د ضمیر فروش سردارانِ کوفہ اور لشکرِ ۔۔ ودشمنانِ اہلِ ۔۔ پہ۔

کا ں میں اِک طرف تھے ریاضِ نبیؐ کے پھول
خوشبو سے جنکی خُلد تھا جنگل کا عرض و طول
دُ کی ز۔ ، زینتِ کاشانۂ بتول
وُہ ۔غ تھا، لگا گئے تھے خود جسے رسولؐ

ماہِ عزا کے ۂ اوّل میں لُٹ ۔
وُہ ۔غیوں کے ہاتھ سے جنگل میں لُٹ ۔

(میر ببر علی ا)

اللہ اکبر کی صدا کربلا میں حسینؑ نے بلند کی، اور یزیدیوں نے سر کاٹ کر ۳ بار تکبیر کہی۔
سوچو! تکبیر وہی، الفاظ وہی، سعادت جاں نثارانِ حسین پر نچھاور ہو رہی ہے اور رسوائی یزیدیوں کا مقدر بن گئی۔ کربلا میں یزیدی نماز پڑھتے اور حسین **علیہ السلام** سے کہتے تمھاری نماز قبول نہیں ہوگی، دیکھو تو دیدہ دلیری، کس کو کیا کہہ رہے ہیں؟ کربلا میں تلواریں اور حکومتی جبر و زور ہار گیا اور نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا لال جیت گیا کیونکہ طاقت حق نہیں بلکہ حق طاقت ہوا کرتی ہے۔

کربلا میں امر حق کی برتری سے جنگ تھی
طاقت بازوئے شعیرِ حیدری سے جنگ تھی
عظمت دینِ پیغمبری سے جنگ تھی
جس کا قرآں میں ہے ذکر اس داوری سے جنگ تھی

حق اور باطل سے سر پیکار تھا
وہ ابوسفیان پر آ گئی لات و ہبل کا وار تھا

(جوش ملیح آبادی)

یزید کا یہ کہنا ''کوئی وحی آئی تھی نہ کوئی فرشتہ، بنی ہاشم نے یہ سارا ڈھونگ اقتدار کے لیے رچایا تھا۔ آج میرے بدر کے اشراف زندہ ہوتے تو دیکھتے کس طرح سے میں نے سارا بدلہ لے لیا ہے''، اس کے عزائم، سوچ اور نظریے کی عکاسی کرتا ہے۔

کربلا میں جنت کے جوانوں کے سردار سے غلطی کا تصور کرنا اور یزید کے لئے نرم گوشہ رکھنا، لوگوں میں یہ سوچ تیزی سے پروان چڑھائی جارہی ہے۔ [illegible]ی ہتھکنڈے، یزید کو لعنت ملامت سے نہیں بچا سکتے۔ ناصبی سوچ کا حشر بھی یزید جیسا، دلوں پہ راج حسین **علیہ السلام** کا ہے۔ لشکرِ حسینی ہی لشکرِ اسلام ہے، حسین **علیہ السلام** کے مقابل آنے والوں کی نمازوں اور تکبیروں کا اعتبار نہیں، وہ اور ان کے ہمدرد منافق اور لعنتی ہیں۔

﴿کارزارِ عشق﴾

کیا غضب ہے جو ڈراتے تھے وہ خود ہی ڈر گئے
یہ عجب ہے جی اٹھے مقتول قاتل مر گئے
(جوش ملیح آ. دی)

کربلا . سے عظیم قر.ن گاہ:

ا. اہیم خلیل اللہ کی .. پ عمل پیرا ہو کر قر.نی کرنے والو، اللہ تمہاری قر.نیوں کو قبول کرے، کربلا کو کبھی مت بھلا. کہ کربلا محمد عربی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی طرف سے پیش کی جانے والی . سے عظیم قر.نی ہے۔ کربلا کی عظیم قر.ن گاہ میں آلِ رسول اور خانوادہ ی کی طرف سے عظیم ت ین قر. ں پیش کی گئیں، جنکا کوئی البدل ممکن نہیں۔

واقعہ کربلا کے بعد اہلِ مدینہ نے واقعہ حرہ کی مصیبت دیکھی، مدینۃ النبی کو ت راج کیا ی۔ مدینہ میں ظلم ڈھانے کے بعد ی ی لشکر مکہ کے درپے ہوا۔ رستے میں مسلم بن عقبہ واصل جہنم ہوا، تو حصین ابن نمیر نے لشکر کی کما. سنبھالی۔ ابنِ نمیر کی سر. اہی میں لشکرِ اشقیاء نے کعبۃ اللہ پ منجنیقوں سے سنگ . ری کی اور آگ کے گولے . سائے، جس سے نہ صرف غلافِ کعبہ جل ی بلکہ اسماعیل علیہ السلام کے فدیے میں آئے ہوئے جنتی مینڈھے کے سینگ بھی جل گئے۔ وہ سینگ اسماعیل علیہ السلام کے فدیے کی عظیم نی اور ی دگار تھی جو اس وقت سے خانہ کعبہ کے ساتھ آو یزاں تھی۔ یہ نی کیوں غا. ہو گئی؟ اس لیے کہ اس وقت ت مشیت ای دی میں اس نی کو . قرار رکھنا تھا اب وفدینہ . بح عظیم والا عظیم ت ین ذبیحہ نینو ی میں لبِ فرات ذبح ہو چکا تھا۔ اب عالمین کی عظیم ت ین قر.نی پیش کی جا چکی تھی۔ اس قر.نی کی عظیم ی دگار غاضریہ، نینو ی ی کربلا میں قائم ہو چکی تھی۔ کربلا کو معلیٰ بنا یا جا چکا تھا، جہاں سال بھر عالمین کی عظیم ت ین قر.نی کا اعتراف، ذبح عظیم کو سلام اور مذبح مقدس پ حاضری کے لیے جن وانس و

﴿کارزارِ عشق﴾

وعشاق کا ا ہِ کثیر کھچا آ ہے۔

زہرا کے لاڈلوں کو دعا دے تُو کربلا
تُو کیا تھی اور وہ تجھے کیا کیا بنا چلے

(پیر نصیر الدین نصیرؒ)

مولا حسین **علیہ السلام** کی شہادت کی خبر نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے آپ کی ولادت کے ساتھ ہی دے دی تھی، بلکہ جبرائیلِ امین نے کربلا کی مٹی بھی لا کر دے دی تھی جس جگہ آپ کی شہادت ہونی قرار پ ئی تھی۔ کعب احبار نے تو یہاں ت بتا دی تھا کہ آپ کی شہادت کے ت کرے دیگر کتب سماوی میں کر دیے گئے تھے۔ مولیٰ علی **علیہ السلام** نے صفین سے واپسی پ آپ کے خیمے لگانے کی جگہ اور شہادت کے مقامات دکھا دیے تھے۔ مولیٰ علی **علیہ السلام** نے فرمای تھا کہ اے ا عبداللہ . . ایسا معاملہ درپیش ہو تو صبر کر ۔ امام حسین **علیہ السلام** کو کربلا اور کربلا میں پیش آنے والے واقعات سے بخوبی آگاہی تھی۔

ہاں غازیو! یہ دن ہے . ال و قتال کا
یں آج خوں بہے گا ، محمدؐ کی آل کا
چہرہ خوشی سے سُرخ ہے زہراؑ کے لال کا
گذری شبِ فراق ، دن آ ی وصال کا

ہم وہ ہیں غم کر مَلک جن کے واسطے
راتیں ت ٹپ کے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے

(میر ببر علی ا)

سلام مذبحِ مقدس کے قرب و جوار میں آرام فرما گنجِ شہداء کے عظیم . سیو

﴿کارزارِ عشق﴾

سلام عالمین کے خوش قسمت ۔ ین جا رو

سلام اے ذبح عظیم کی ۔ دگار

سلام اے فخرِ رحمت اللعالمین

سلام اے محبوبِ حبیبِ ۔ ا

سلام اے ا۔ عبداللہ الحسین

کربلا، عشاق کی آماجگاہ:

کربلا میں محمدِ عربی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے نواسے، حیدرِ کرار کے ۔ ۔ٹے، سیدہ کائنات کے نورِعین، حسنِ مجتبیٰ کے بھائی، عشق کے قافلہ سالار، ۔ ۔ کے جوانوں کے سردار، فخرِ بنی ہاشم، امام حسین **علیہ السلام** نے عزم واستقلال کی وہ عظیم مثال پیش کی جس پہ شجا ۔ ، صبر، حوصلہ اور ۔ ات ازل سے نہ صرف انگشت ۔ ۔ اں ہیں بلکہ قیامت ۔ ورطۂ حیرت میں ڈوبے رہیں گے اور مستی سے سرشار رہیں گے کہ کربلا کے سوا اس درجہ کی مثال تو درکنار، ۔ ل بھی دور دور ۔ دکھائی نہیں دیتے۔

۔ ریخ دے رہی ہے یہ آواز دم ۔ م
د ۔ ثبات و عزم ہے د ۔ بلا و غم
صبرِ مسیح و ۔ اُت سقراط کی قسم
اس راہ میں ہے صرف اک ا ان کا قدم
جس کی رگوں میں آتش ۔ ر و ۔ ۔ ہے
جس سورما کا اسم َ امی حسین ؑ ہے

(جوش ملیح آ۔ دی)

ارے سوچو! ذرا غور کرو! کیا ۲۲۰۰۰ فوجیوں پ مشتمل لشکر، ان کی شکم سیری، تیز تیغوں سے مسلح، تیروں سے آراستہ، نیزوں کی ا ں، ڈھالوں کی جھنکار، گھوڑوں کا غل، جنگی طبل اور اس کا شور، میسرہ، میمنہ اور قلبِ لشکر کی صورت میں فوج کی صف آرائی، تین اطراف پ ہزاروں فوجیوں پ مشتمل قطاریں، کوفہ کے زر یے بے ضمیر سرداروں کی ی اری، زہ شامی دستوں کی کمک، ملوکیت کا جبر و استبداد، یت المال سے جا نوازشات، حکمرانہ زور اور دوسری طرف تین دن کی بھوک اور پیاس، کی تکالیف، چند خواتین، بچوں، بوڑھوں اور گنے چنے جوانوں پر محیط قافلہ۔ کیا کسی بھی وہ کی شکست کے لئے یہ عوامل کافی نہیں؟ کیا کوئی بھی مختصر قافلہ ایسے حالات کے مقابلے میں کامیاب ہو سکتا ہے؟ کیا عزم و حوصلہ قائم رہ سکتا ہے؟ نہیں یقیناً نہیں کربلا میں پ لا جس سے پڑا تھا وہ مصطفیٰ کا ز تھا، امامت کا چا تھا، بتول کا لال تھا۔

اللہ کا مُطیع ، محمدؐ کا لاڈلا
زھراؓ کا عزم ، زینبؓ و صغریٰؓ کا آسرا
واری تھی جس پہ لی سکینہؓ، وہ وفا
حیدرؓ کو جس کی قوّتِ زو پہ ز تھا

آواز آ رہی ہے یہ رن میں کچھار سے
ٹپکے گا آج خون ،رگِ اقتدار سے

(پیر نصیر الدین نصیرؒ)

امام عالی مقام امام حسین **علیہ السلام** ملوکیت کے اس جبر و زور کے آگے کھڑے ہوئے اور ای فولادی ضرب سے ملوکیت اور یزیدیت کے بظاہر پہاڑ امام حسین **علیہ السلام** کے سامنے کھوکھلے قلعے کو پ ش کر دی۔ کیوں؟ اس لیے کہ یہ ت کے آفتاب، لولاک لما خلقت الافلاک والے مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے لاڈلے اور نواسے حسین **علیہ السلام** ہیں، علی **علیہ السلام** کے

دل کے چین، بتول کے نورِ عین، زینب ان کی بہن اور فخرِ امام الثقلین ہیں۔

یزید بھول گیا تھا اور بہ زعمِ نشۂ حکمرانی یہ بھول گیا تھا کہ کائنات کا وجود کس صاحبِ لولاک، فخرِ موجودات، رسول الثقلین، امام القبلتین، جدّ الحسن والحسین، حبیبِ خدا، رسولِ اکرم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے مرہونِ منت ہے۔ پیارے آقا محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** اگر حبیبِ خدا ہیں تو حسین **علیہ السلام** بھی محبوبِ حبیبِ خدا ہیں۔ مولا حسین **علیہ السلام** رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا ناز، اور پروردۂ رسالت وامامت ہیں۔ وہ مولا علی **علیہ السلام** کے مکتبِ علم وعشق ومستی و ہنر وشجاعت سے سرشار باطل وجبر سے برسرِ پیکار ہیں۔ بتول کے شِیر سے پلے، فقر وبقا وفنا کی گھٹی سے موزون، بھلا وہ اس جبر وزور کو کہاں خاطر میں لانے والے تھے۔ آپ نے عزم ووفا سے یزیدیت وملوکیت کے اس کھوکھلے قلعے کو مسمار کر دیا اور حق کو فتح کا معیار بنا دیا۔

فتح حسین **علیہ السلام** کے ماتھے کا جھومر اور لعنت یزید کے ماتھے کا ٹیکہ بن گئی۔ لعنت اور رسوائی یزیدیت اور ناصبیت کے گلے کا طوق بن گئی اور سعادت اور کامیابی جاں نثارانِ آلِ محمد **علیہم السلام** کا مقدر ہوگئی۔ حسین **علیہ السلام** اور [illegible] کو عالمین کا سلام [illegible] اور یزیدیت پر لعنت بے شمار۔ مباہلہ یہ بتا رہا ہے کہ حسین **علیہ السلام** کا دشمن ذلیل ورسوا ہوگا بلکہ روسیاہ ہوگا اور کربلا میں یہ دنیا نے دیکھ بھی لیا۔

کربلا۔۔۔کیا ہے؟

کرتا ہوں رقم معرکہ اب کرب و بلا کا
طوفاں تھا ، سیلاب تھا ، اربابِ جفا کا
سینوں میں تلاطم ہو وہ ساماں تھا وغا کا
بشّاش دل تھا امام دوسرا کا

کارزارِ عشق

ماتھے پہ شکن تھی نہ بدن غرق عرق تھا
رخ پہ وہ صبا ہت تھی کہ سونے کا ورق تھا

(جوش ملیح آبادی)

کربلا کے بارے میں جاننا، عشاق ومحبان وآل محمد **علیہم السلام** پر لازم ہے۔ کربلا کیا ہے؟ کربلا کو کما حقہٗ سمجھنا تو شاید ممکن نہ ہو، ہم اپنی محدود عقل وفہم کے ساتھ کربلا کا کچھ ادراک کر سکتے ہیں۔ کربلا کو کسی ایک فرقے تک محدود سمجھنا محدود سوچ کا نتیجہ ہوسکتا ہے۔ کربلا ہمہ گیر اور آفاقی پیغام رکھتا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ وفاداری وجانثاری کے بہت سے دعوی دار بھی کربلا کی معرفت، واقعاتِ کربلا اور اس کے آفاقی پیغام سے نابلد نظر آتے ہیں۔ کربلا کو سمجھنے میں درج ذیل عنوانات ممدومعاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

کربلا ـــــ اعلائے کلمتہ الحق

کربلا ـــــ حق کا استعارہ

کربلا ـــــ اساسِ حق

کربلا ـــــ سکونِ متلاشیانِ حق

کربلا ـــــ دلیلِ حق

کربلا ـــــ فنافی ذاتِ حق

کربلا ـــــ مشیتِ حق

کربلا ـــــ رازِ حق

کربلا ـــــ دلیلِ حق

کربلا ـــــ آئینۂ حق

کربلا ـــــ بنائے لاالہ الا اللہ

﴿کارزارِ عشق﴾

کربلا ۔۔۔۔۔ بقائے دینِ محمد الرسول اللہ

کربلا ۔۔۔۔۔کرب وبلا

کربلا ۔۔۔۔۔ ابتلاءوآزمائش

کربلا ۔۔۔۔۔ غم خانوادۂ رسولؐ

کربلا ۔۔۔۔۔ سا فاجعہ عظیمہ

کربلا ۔۔۔۔۔۔ ہمارا اثاثہ

کربلا ۔۔۔۔۔ ہماراسرمایہ

کربلا ۔۔۔۔۔ ہماری پہچان

کربلا ۔۔۔۔۔ ہمارا ورثہ

کربلا ۔۔۔۔۔ درسگاۂ حیات

کربلا ۔۔۔۔۔ درسِ وفا شعاری

کربلا ۔۔۔۔۔درسِ توحید

کربلا ۔۔۔۔۔ درسِ خودی

کربلا ۔۔۔۔۔ درسِ وفا شعاری

کربلا ۔۔۔۔۔ درسِ بندگی

کربلا ۔۔۔۔۔ مینارۂ نور

کربلا ۔۔۔۔۔ صراطِ مستقیم

کربلا ۔۔۔۔۔ آئینِ حر[illegible]

کربلا ۔۔۔۔۔منشورِ خودی

کربلا ۔۔۔۔۔ دستورِ صبح نو

﴿کارزارِ عشق﴾

کربلا ۔۔۔۔۔آزادی وطہارتِ افکار

کربلا ۔۔۔۔۔ ۰ اکے سربستہ رازوں میں سے ای راز

کربلا ۔۔۔۔۔ سِرِّ لاالہ الا اللہ

کربلا ۔۔۔۔۔ ہمارا عقیدہ

کربلا ۔۔۔۔۔ نویدِ کامرانی

کربلا ۔۔۔۔۔ بقائے دینِ اسلام

کربلا ۔۔۔۔۔بقائے تکریمِ ا نی

کربلا ۔۔۔۔۔بقائے شریعتِ محمدی

کربلا ۔۔۔۔۔ بنائے غیرت وحمیتِ ا نی

کربلا ۔۔۔۔۔ جا. سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا

کربلا ۔۔۔۔۔حق گوئی و.. کی

کربلا ۔۔۔۔۔مظلوم کی ڈھارس

کربلا ۔۔۔۔۔اتمامِ حجت

کربلا ۔۔۔۔۔ ذبحِ عظیم

کربلا ۔۔۔۔۔ مذبحِ مقدس

کربلا ۔۔۔۔۔قر.ن گاہ

کربلا ۔۔۔۔۔ قر.ن گاہِ شہزادگانِ بنی ہاشم

کربلا ۔۔۔۔۔ قر.ن گاہِ شہزادگانِ بنی عبدالمطلب

کربلا ۔۔۔۔۔قر.ن گاہِ شہزادگانِ بنی ابوطا .

کربلا ۔۔۔۔۔قر.ن گاہِ شہزادگانِ آلِ رسولؐ

﴿کارزارِ عشق﴾

کربلا ----- قر.ن گاہٗ جا رانِ حسینؑ

کربلا ----- قر.ن گاہٗ وفادارانِ حسینؑ

کربلا ----- امتحان گاہ

کربلا ----- امتحان گاہٗ مخدراتِ اہلِ .یـ ـت

کربلا----- .یـ دگارِ شہداء

کربلا ----- عجز و ز

کربلا ----- بندگی

کربلا ----- شہادتِ جہری

کربلا ----- اولیاء کا مسکن

کربلا -----عشاق کی آماجگاہ

کربلا ----- عزم وحوصلہ

کربلا ----- فصا ـت وبلا ٔ ـت

کربلا ----- صبر واستقلال

کربلا ----- جودوسخا

کربلا ----- حق کی اساس

کربلا ----- بچوں کی پیاس

کربلا ----- بوڑھوں کا ولولہ

کربلا ----- خواتین کا کردار

کربلا ----- عا. وں کا ٔ ز

کربلا ----- عبادتوں کا مسکن

﴿کارزارِ عشق﴾

کربلا ----- ہدای- کا منبع

کربلا ----- عزیمت

کربلا ----- . ات و بہادری

کربلا ----- مشیتِ ربِّ ذوالجلال

کربلا ----- فرمانِ مصطفیؐ

کربلا ----- قیامِ حسینی

کربلا-----حماسۂ حسینی

کربلا ----- عزمِ صمیم

کربلا ----- نیزوں پہ سربلند گوہرِ یکتا

کربلا ----- عزتوں کی محافظ

کربلا ----- رۂ عظمتِ ذاتِ حسینؑ

کربلا ----- رۂ عظمتِ نسبِ حسینؑ

کربلا ----- رۂ عظمتِ مقصدِ حسینؑ

کربلا ----- رۂ عظمتِ جا رانِ حسینؑ

کربلا ----- ز کا عنوان

کربلا ----- ا کا ن

کربلا ----- حقا کا اعلان

کربلا ----- آلِ محمدؐ کا امتحان

کربلا ----- حرمِ مولا حسینؑ

کربلا ----- حرمِ عباس علمدار

﴿کارزارِ عشق﴾

کربلا ----- گنجِ شہیداں

کربلا -----مقتلِ امام عالی مقام

کربلا ----- غاضریہ

کربلا ----- نینویٰ

کربلا ----- نہرِ علقمیٰ

کربلا ----- شطِ فرات

کربلا ----- خیامِ حسینی

کربلا ----- تلّ زینبیہ

کربلا ----- بین الحرمین

کربلا ----- میدانِ کارزار

کربلا ----- کارزارِ عشق

کربلا ----- شبِ عاشور

کربلا ----- صبحِ عاشور

کربلا ----- عصرِ عاشور

کربلا ----- شامِ غریباں

کربلا ----- غریب الوطنی

کربلا ----- ورودِ کربلا

کربلا ----- بندشِ آب

کربلا ----- صدائے العطش

کربلا ----- یزیدی جور و ستم

﴾کارزارِ عشق﴿

کربلا ----- پیامِ جاودانہ

کربلا ----- قطعِ زورِجا. انہ

کربلا ----- رمزِ عاشقانہ

کربلا ----- رنگِ رزمیانہ

کربلا ------ ٠ ائےقلندرانہ

کربلا ----- فکرِامامِ زمانہ

کربلا ----- ۂ مستانہ

کربلا ----- صدائےز انہ

کربلا ----- ادائے دلبرانہ

کربلا ----- ا٠ ازِفدا ینہ

کربلا ----- جلوۂ جا٠ نہ

کربلا ----- دی ارِبےحجا. نہ

کربلا ----- دین کا شعور

کربلا ----- دین کا شعار

کربلا ----- غیرتِ مسلم

کربلا ----- حمیتِ ا نی

کربلا ----- ز٠ گی

کربلا ----- روشنی

کربلا ----- علم

کربلا ----- آگہی

﴿کارزارِ عشق﴾

کربلا ۔۔۔۔۔ صراطِ مستقیم

کربلا پ ز گی قر ن

کربلا پ نسلیں قر ن

ہمارے آ ء، امہات، اولادیں، بیویں . کربلا پ قر ن

ہم ہر وقت کربلا میں ہیں، ہماری سانسیں کربلا کی مقروض ہیں، ہمارا وجود کربلا سے ہے، کسی بھی لمحے ہم کربلا سے . انہیں ہیں۔ ہر غیورا ن کربلا اور ذکرِ کربلا کا مقروض ہے۔ کربلا محض لہ و شیون اور یہ وزاری کا م نہیں بلکہ اس سے کچھ قدم آ گے ھ کر حق کو حق کہنا اور سمجھنا ہے۔ کربلا . طل کو لگام دینے کا م ہے۔ کربلا عملی میدان میں نکل کر . طل کے خلاف ڈٹ جا ہے۔

نسلِ آدم سے یہ اب کہہ رہی ہے کربلا
اے ستم کش تیرا فطری حق ہے فرید و بکا
لیکن اس داب شیون میں نہ اتنا ڈوب جا
فوت ہو جائے شہیدِ کربلا کا مدعا

حق کا . طل پ تفوق آدمی کا فرض ہے
خون صبر کربلا نوعِ بشر پ قرض ہے

(جوش ملیح آ . دی)

کربلا ای طرف اعلیٰ ظرفی اور اعلیٰ نسبی کا پتہ دیتی ہے تو دوسری طرف . ین خلائق د ، کمینہ صفت، بے غیرت وہ کی ہی کرتی ہے۔ کربلا بہن کی بھائی کے لئے لازوال محبت کا ن ہے۔

سلام اے علیؑ و فاطمہؑ کی بیٹی، اے عقیلہ بنی ہاشم، اے زن . الکبریٰ

﴿کارزارِ عشق﴾

کربلا بھائیوں کی جا ری کا امتحان ہے۔عباس علمدار وفا کے ب میں ایسے فنا فی ذاتِ حسین **علیہ السلام** ہوئے کہ وفا کا استعارہ بن گئے۔کربلا احباب وا رکی بیمثال قر نی کی داستان ہے، بچے، جوان اور بوڑھے جس بے اور فدا کاری سے کربلا میں قر ن ہوئے، سلام

قطع کی مسافتِ ش آفتاب نے
جلوہ کیا سحر کے رُخ بے حجاب نے
دیکھا سُوئے فلک شہِ دوں رکاب نے
مُڑ کر صدا رفیقوں کو دی اُس جناب نے

آ ہے رات حمد و ثنائے ا کرو
اُٹھو! فریضۂ سَحَری کو ادا کرو

(میر ببر علی انیس)

کربلا عشاق کی آماجگاہ ہے۔کربلا میں عشاق نے نواسۂ رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** پ اپنی جا فدا کیں۔کربلا میں آج بھی عشاق اپنی جا ہتھیلی پ رکھ کر حاضر ہوتے ہیں۔کربلا موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کی خُو ہے، کربلا کا راہی اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا، کربلا پہاڑوں سے ٹکرا جا ہے۔کربلا حلال وحرام کے درمیان خطِ تنسیخ ہے۔کربلا آلِ رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی شہادت کی یادگار ہے، کربلا گنجِ شہیداں ہے، کربلا مقتل الحسین **ہے**، کربلا معلیٰ ہے۔ لوگو! کربلا کے ممنون رہا کرو، یہ قر نی نہ ہوتی تو آج ماں، بہن کی تمیز نہ ہوتی مناکحت میں۔۔

اے پ اغِ دُودمانِ مصطفیٰ کی خواب گاہ
تیرے خار و خس پہ ہے بندہ خونِ بے ہ
تیری جا اٹھ رہی ہے اب بھی یزداں کی نگاہ
آ رہی ہے ذرّے ذرّے سے صدائے لا الٰہ

﴿کارزارِ عشق﴾

اے زمیں! خوش ہو کہ تیری ز . و ز ہے حسینؑ

تیرے سناٹے میں محوِ خواب را ہے حسینؑ

(جوش ملیح آ . دی)

کربلا آج بھی پ اگندہ اذھان کے لئے بیداری کا سامان مہیا کرتی ہے، کربلا آج بھی . ٹ ہوئے آہو کو سُوئے حرم بلاتی ہے۔ کربلا میں ا دن کی مہلت جو لی گئی وہ دراصل مہلت دی گئی تھی، کہ کوئی حُر اَ ی ی صفوں سے نکل کر آ . چاہے تو آ جائے۔ کربلا آج بھی پکارتی ہے کہ اَ کوئی اپنے رویے پ غور کر . چاہے تو ' '' کا مصداق ہوسکتا ہے۔

کربلا دین کے احیا کا . م ہے، کربلا دین کی بقا اور امام حسین **علیہ السلام** بنائے لا الہ ہیں، دین کی . ی دوں میں ش ی اور ان کے رفقاء کا خون شامل ہے۔ کربلا سے معرفتِ الٰہی کے چشمے پھوٹتے ہیں، کربلا میں ابنِ بتول نے الا اللہ کا نقشہ کھینچا اور توحید کا عملی نمونہ پیش کیا۔ کربلا کی دہلیز سے ولا ی خیرات میں تقسیم ہوتی ہے، کربلا کی معرفت سے ولی اور قلندر . ہیں، کربلا کے بغیر ولا ی چہ معنی دارد؟

سینکڑوں قلزم کرتے ہیں تیرے جام سے

سینکڑوں َ دوں بٹا کرتے ہیں تیرے . م سے

کس غضب کی لو . ہے تیرے پیغام سے

ز . گی کو جھرجھری آتی ہے تیرے . م سے

گونجتا ہے روح میں ہر نغمہ تیرے ساز کا

آج بھی کو . ا پ ہے ی آواز کا

(جوش ملیح آ . دی)

﴿کارزارِ عشق﴾

کربلا ادراکِ حق اور حقیقت کا پ تو ہے، کربلا حق کی فتح کا میدان ہے۔ کربلا ب طل کے سر پ لہراتی تلوار ہے، کربلا اعلائے کلمۃ الحق ہے۔ کربلا ای عظیم درسگاہ اور ہماری عقیدتوں اور محبتوں کا محور ہے، کربلا محض ہماری عقیدت نہیں بلکہ ہمارا عقیدہ ہے، کربلا کے ب سیو! سلام

جو مئے حبِ آل احمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سے سرشار نہیں، وہ د و مافیہا کے رموز و اسرار سے آشنا نہیں، معرفتِ عقبیٰ اس پ آشکار نہیں۔ کربلا امر ب لمعروف و نھی عن المنکر کی عملی تفسیر، امام حسین **علیہ السلام** آمر ب لمعروف و ٭ھی عن المنکر، کربلا روحِ قرآن، حسین **علیہ السلام** قرآنِ ٭طق۔ کربلا عشق، کربلا جا ری، کربلا وفا، کربلا قر نی، کربلا درد و الم، کربلا نفسِ مطمئنہ، کربلا راضی بہ رضاءِ الٰہی، حسین **علیہ السلام** امامِ عاشقاں۔ کربلا صحرا تھا، ٭ی نے آلِ محمد **علیہم السلام** کے خون سے سینچ کر اسے گلستاں بنا دی۔ گلشنِ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے پھول **علیہما السلام**، سروِ آزادِ بُستانِ رسول۔ کربلا قر ن گاہ آلِ محمد **علیہم السلام** ہے۔

فرماتے تھے ب قتل ہوئے مہر کے ب نی
قاسم کہ تھا سم خوردہ ب ادر کی نی
اور حسن میں اکبر تھا مرا یوسف ث نی
عباس تھا اسلام کی بھرپور جوانی
میں خلش ب پہ مرے آہ نہیں ہے
ہر چند اب ان میں کوئی ہمراہ نہیں ہے

(جوش ملیح آ بادی)

کربلا کا حسی و معنوی شعور، توحید و ٭ و دین و شریعت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ کربلا دینِ محمدی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی تعلیمات کا عملی نمونہ ہے۔ کربلا کا رشتہ اور تعلق رسا ت مآب **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سے ہے۔ کیا سرکار **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے کربلا کا ذکر نہیں کیا؟ کیا سرکار اور مولیٰ

علی **علیہما السلام** کربلا کے مصائب پر نہیں روئے؟ سرفروشی اور آزادی کی جتنی بھی تحاریک آج زندہ ہیں یا اکسٹھ ہجری کے بعد سے جنم لے رہی ہیں، ان کا تحرک کربلا سے ہے۔

کربلا کی دائمی فتح اور یزید کی ابدی شکست کا اعلان ہے، ناصبیت ہر دور میں سر اٹھانے کی کوشش کرتی رہی ہمیشہ ذلیل و رسوا ہوئی۔ کربلا حق و باطل کے درمیان جنگ تھی، امام حسین **علیہ السلام** کی قربانی حق کی بقا کے لیے تھی، اس لیے حق پرستوں پر قرض ہے ذکرِ کربلا و حسینؑ۔ کربلا کی قربانی کا اعتراف مسلمانوں کے علاوہ دیگر مذاہب (ہندو، عیسائی، سکھ) کے لوگوں نے بھی کیا اور درسِ کربلا کو قابلِ تقلید قرار دیا۔ ذکرِ امام حسین **علیہ السلام**، کربلا کا شعور، ادراک اور معرفت ہماری روحانی تسکین کا سامان پیدا کرتے ہیں، یہ فکرا کی ہدایت کا انمول ذریعہ ہے۔

اے حسینؑ! اب تک گل افشاں ہے تری ہمت کا باغ
آندھیوں سے لڑ رہا ہے آج بھی تیرا چراغ
تو نے دھو ڈالے جبینِ ملتِ بیضا کے داغ
تیرے دل کے سامنے لرزاں ہے باطل کا دماغ
فخر کا دل میں در باز کرنا چاہئے
جس کا تو آقا ہو، اُس کو ناز کرنا چاہئے

(جوش ملیح آبادی)

حسین **علیہ السلام** اور کربلا کا ذکر نانے، جبریل **علیہ السلام** نے، مصطفیٰ و مرتضیٰ **علیہما السلام** نے کیا، ہر دور میں اہلِ حق نے کیا، یہ ذکر قیامت تک جاری رہے گا۔ ذکر حسین **علیہ السلام** اور کربلا صرف قیامت تک نہیں، محشر میں تو منظر ہی کچھ اور ہوگا، **علیہما السلام** جنت کے جوانوں کے سردار جو ٹھہرے۔ ذکرِ حسینؑ اور کربلا سے صرف یزید کو خطرہ ہو سکتا ہے، باقی ہر طبقے کے لئے

﴿کارزارِ عشق﴾

یہ ذکر قلب کی طما اور روح کی تسکین کا ش ہے۔

در نوائے زندگی سوز از حسین
اہلِ حق حریت آموز از حسین

(علامہ محمد اقبالؒ، رموزِ دی)

ترجمہ: میری زندگی کے نغموں میں سوزِ حسینؑ سے ہے اور اہلِ حق نے ہمیشہ آزادی کا سبق حسینؑ سے حاصل کیا ہے۔

کربلا میں وہ منزلیں تھیں صبر کی ورنہ کیا کچھ حسینؑ کی دسترس میں نہ تھا، اس مزنی کی پیاس سے ہلا ... جس نے امام حسین **علیہ السلام** سے کہا تھا کہ فرات کی موجیں رواں ہیں تمہیں ایک گھونٹ پانی نہیں ملے گا، اس بات کی مؤید ہے کہ حسین **علیہ السلام** منزلِ صبر و رضا پر تھے، ورنہ پانی کی کیا مجال جو حسین **علیہ السلام** سے دور رہتا، کوثر اور سلسبیل و زمزم کے چشمے خدمت میں پیش ہو جاتے۔ کربلا کے صحرا سے میٹھے پانی کے چشمے ابل پڑتے۔ بادل پانی لے کر برس پڑتے۔ اسماعیل **علیہ السلام** کی ایڑیوں سے نکلنے والا زمزم ایک زندہ و جاوید معجزہ بن سکتا ہے تو نواسۂ امام الانبیاء **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے لیے پانی میسر آنا کوئی مشکل چیز نہیں تھی، صبر و رضا کی منزل پر تقاضے کچھ اور ہوتے ہیں۔ یہ منزل راضی بہ رضائے الٰہی کا تقاضہ کرتی ہے۔

کربلا ''الحسین منی وانا من الحسین'' کی تفسیر ہے۔ اسوۂ شبیری اسوۂ رسول ہے، حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں، میں اسی کا بیان ہے۔

حسینی امن پسند ہوگا،
فتنہ پروری اور شر انگیزی سے ہمیشہ دور،
مظلوم کا ساتھی، فرقہ پرست نہیں، متعصب نہیں،
قربانی دینے والا۔۔۔

﴿کارزارِ عشق﴾

حسینؑ زی، حسینؑ بنائے لا الہ،

یـ یـ شرابی، یـ یـ . کار، فاسق، فا. ـ ـ

حسینی، اسوۂ حسینی اپنائے گا،

کردار بھی حسینی چاہیئے

حسینی کبھی ظلم کرے گا نہ ظالم کا ساتھ دے گا، بلکہ ظلم کے خلاف کھڑا ہو گا۔

حسینی مظلوم کا ساتھی

حسینی وہ ہے جو اسوہ حسینی پ چلے گا۔ اور یہ قولِ فیصل ہے ''جو سے دُور ہے، وہ ا سے دُور ہے''، یہ جملہ غور طلب ہے۔ بلکہ جو سے جتنا دُور ہے، وہ ا سے اتنا ہی دُور ہے۔

رعبِ سلطانی کو ٹھکراؤ تو لو ۰م حسین

بولتے رن میں نہ گھبراؤ تو لو ۰م حسین

دشمنوں کی پیاس بجھواؤ تو لو ۰م حسین

موت کی چھاتی پ پڑھ جاؤ تو لو ۰م حسین

حلق سے تیغوں کا منھ موڑو تو لو ۰م حسین

.گ سے فولاد کو توڑو تو لو ۰م حسین

(جوش ملیح آ. دی)

ابوطا ۔ کے ۔ٔ:

جبین وقت پہ لکھی ہوئی سچائیاں روشن رہی ہیں

۔ا۔ روشن رہیں گی

۔ اشاہد ہے اور وہ ذات شاہد ہے کہ جو وجہ اساس ا وآفاق ہے

اور خیر کی ۔ ریخ کا وہ ۔ ب اول ہے

ا۔ ۔ جس کا فیضان کرم جاری رہے گا

یقیں کے آگہی کے روشنی کے قافلے ہر دور میں آتے رہے ہیں

۔ا۔ آتے رہیں گے

ابوطا ۔ کے ۔ ٹے حفظ ۔ موس رسا ۔ کی روا ۔ کے امیں تھے

جان دینا جا تھے

وہ مسلم ہوں کہ وہ عباس ہوں عون و محمد ہوں علی اکبر ہوں قاسم ہوں علی اصغر ہوں

حق پہچا تھے

لشکر ۔ طل کو ۔ دا تھے

ابوطا ۔ کے ۔ ٹے سر ۔ ۔ ہ ہو کے بھی اعلان حق کرتے رہے ہیں

ابوطا ۔ کے ۔ ٹے پہ بجولاں ہو کے بھی اعلان حق کرتے رہے ہیں

ابوطا ۔ کے ۔ ٹے صرف ز ۔ اں ہو کے بھی اعلان حق کرتے رہے ہیں

مدینہ ہو نجف ہو کربلا ہو کاظمین و سامرہ ہو مشہد و بغداد ہو

آل ابوطا ۔ کے قدموں کے ں

ا کو اس کی منزل کا پتہ دیتے رہے ہیں ۔ا۔ دیتے رہیں گے

ابوطا ۔ کے بیٹوں اور غلامان علی ابن ابی طا ۔ میں اک نسبت رہی ہے

﴿کارزارِ عشق﴾

محبت کی یہ نسبت عمر بھر قائم رہے گی

ا. قائم رہے گی

(افتخار عارف)

شہدائے کربلا:

شہدائے کربلا کی منقبت میں بس اس سے زیدہ کیا لکھوں کہ یہ اصحابِ وفا کا وہ وہ ہے جو امامِ عاشقاں امام حسین **علیہ السلام** پہ جان رکر کے ہمیشہ کے لئے امر ہوَ ۔ شہادت کا ج اپنے سروں پہ سجالیا اور د اور آ ت میں جوارِ امام حسین **علیہ السلام** میں جگہ بنالی۔ ان کی شجا اور حوصلے کے لیے امام حسین **علیہ السلام** کی ذات ڈھارس کی شکل میں موجود تھی۔ یہ مختصر افراد پہ مشتمل قافلہ ہے جس کو طل لشکر کی تعداد، عسکری قوت، ر اور د. بہ مرعوب کرنے سے عا. آ ۔ ہزار ہا زہ دم لشکروں پہ مشتمل فوج کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہو جا، مقابلہ کر اور آ دم مردانہ وار لڑ شہدائے کربلا کے ہی شا ین شان ہو سکتا ہے۔

کیا فوج تھی حسینؑ کی اس فوج کے ر

ای ای آ. وِ عرب فخرِ روزگار

جرّار و دیں پناہ نمودار و م دار

لڑکوں میں سبز رَ کوئی کوئی گلعذار

فوجیں کوئی سماتی تھیں ا نگاہ میں

وہ . پلے تھے بیشہ شیر ا لہٰ میں

(میر ببر علی ا)

علامہ جلال الدین سیوطی نے خصائص الکبریٰ میں، علامہ ابنِ حجر مکی نے صواعق محرقہ میں، علامہ ابنِ کثیر دمشقی نے البدایہ والنھایہ میں، امام ابنِ حجر عسقلانی نے تہذ یہ التہذ یہ اور صاحبِ سر الشہادتین نے جنگِ صفین سے واپسی پر مولا علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ کربلا سے گزرتے ہیں تو وہاں ٹھہر جاتے ہیں اور فرماتے ہیں اے ابا عبداللہ! صبر کرنا۔ استفسار پر جنابِ علی مرتضیٰ **علیہ السلام** بتاتے ہیں کہ یہ قتل گاہِ حسین **علیہ السلام** ہے۔ اوران کے خیمے لگانے کی جگہ، خون بہنے کی جگہ اوراونٹوں کے بیٹھنے کے مقام کی نشاندہی کرتے ہیں اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں۔ مولیٰ **علی کرم اللہ وجہہ** نے خاکِ کربلا کو سونگھا اور فرمایا: اوہ اوہ۔ اس زمین پر ایک جماعت قتل ہوگی اور وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

شہدائے کربلا کی تعداد عموماً ۷۲ ہی بیان کی جاتی ہے اس لئے یہاں بھی ۷۲ شہداء کے نام اور احوال پیش کیے جارہے ہیں لیکن کربلا کے منظر نامے پر نظر دوڑائیں تو شہدائے کربلا کے نام ۷۲ سے کچھ زیادہ ہی ملتے ہیں۔ شہدائے کربلا میں سے ہر ایک شہید منفرد صفات کا مالک ہے لیکن کچھ صفات سب میں مشترک تھیں اور وہ تھیں محبتِ اہلِ بیت، شجاعت وشہامت اور جذبہ جاں نثاری وفداکاری ہیں۔ یہ وہ خوش نصیب گروہ ہے جو بلاحساب جنت میں جائے گا۔

۱) امام حسین ابن علی علیہما السلام:

سید الشہداء امام حسین **علیہ السلام** جنت کے جوانوں کے سردار، عاشقوں کے قافلہ سالار، مولائے ابرارِ جہاں، دلبندِ زہرا، فرزندِ حیدرِ کرار اور نواسۂ رسول ہیں۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یوم عاشور تمام شہداء کے لاشے اٹھائے۔ اپنے رفقاء، بھائیوں، بیٹوں، بھتیجوں، بھانجوں اور خاندان کے افراد کی شہادتیں دیکھیں اور وفدینہ بذبح عظیم کی تفسیر بنے۔

اک صَف میں تھے محمدؐ و حیدرؑ کے رشتہ دار
اٹھارہ نوجوان ہیں اگر کیجئے شمار

پ . وحیدِ عصر و حق آگاہ و خاکسار
پَیرو امامِ پ ک کے دا ئے روزگار
تسبیح ہر طرف ۃِ افلاک انھیں کی ہے
جس پ دُرود پ ڑھتے ہیں یہ خاک انھیں کی ہے
(میر ببر علی ا)

۲) عباس بن علی علیہما السلام:

آپ علمدارِ لشکر حسینی تھے۔آپ کی کنیت ابوالفضل ہے اور القا ت میں قمر بنی ہاشم، سقائے سکینہ اور غازی خاص طور پ مشہور ہیں۔آپ کی والدہ فاطمہ ۔ امتھی جو ام البنین کے م سے مشہور ہیں۔یوم عاشور آپ کو ۔ کی اجازت نہ ملی۔آپ پ نی نہر پ گئے،۵۰۰ ی عباس علمدار کا راستہ روکنے پ متعین تھے۔آپ نے ز د ت کی اور مشکیزہ بھر لیا۔ نہر سے واپسی پ آپ کا ا ہاتھ قطع ہوا،آپ نے مشکیزہ دوسرے ہاتھ میں تھام لیا۔آپ کا دوسرا ہاتھ بھی قطع کر دی ، آپ نے دانتوں میں مشکیزے کا تسمہ تھام لیا، مشکیزے پ تیر لگا اور پ نی بہہ ۔عباس علمدار کی آس ٹوٹ گئی اور شہید ہو گئے۔

نکلے . ادرانِ علمدارِ صف شکن
دکھلا دیے علیؑ کی لڑائی کے . چلن
بے سر تھے مورچوں میں جوا نِ پیل تن
لاشوں پہ لاشیں تی تھیں پ ٹ تھا رَن پہ رَن
آنکھوں میں پھر رہی تھی چمک زوالفقار کی
عباس داد دیتے تھے ا ا وار کی
(میر ببر علی ا)

۳) جعفر بن علی علیہما السلام:

جناب جعفر، علی ابن ابی طا . علیہم السلام کے .بیٹ تھے۔آپ کی رگوں میں حیدر کرار کا خون تھا۔آپ عباس علمدار کے بھائی اورام البنین کے .بیٹ تھےاور یوم عاشور آپ کی عمر مبارک ۲۱ سال کے قری . تھی۔آپ عباس علمدار کی خواہش پ میدانِ کارزار میں ا ے اور اپنی بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے روزِ عاشور شہید ہوئے۔

۴) عثمان بن علی علیہما السلام:

جناب عثمان، علی ابن ابی طا . علیہم السلام کے .بیٹ تھے۔آپ عباس علمدار کے بھائی اورام البنین کے .بیٹ تھے۔یوم عاشور آپ کی عمر مبارک ۲۳ سال کے قری . تھی۔آپ یوم عاشور عباس علمدار کی ہدا . کے مطابق میدان میں نکلے اور حیدر کرار کا خون ہونے کے . طے بہادری کے جوہر دکھائے۔متعدد . یوں کو قتل کرنے کے بعد روزِ عاشور شہید ہوئے۔

۵) عبداللہ بن علی علیہما السلام:

جناب عبداللہ، علی ابن ابی طا . علیہم السلام کے .بیٹ تھے۔آپ عباس علمدار کے بھائی اورام البنین کے .بیٹ تھے۔یوم عاشور آپ کی عمر مبارک ۲۵ سال کے قری . تھی۔اپنے د بھائیوں کی طرح آپ بھی امام حسین علیہ السلام کی ت میں یوم عاشور دادِ شجا . دیتے ہوئے شہید ہوئے۔

۶) ابوبکر بن علی علیہما السلام:

جناب ابوبکر، علی ابن ابی طا . علیہم السلام کے .بیٹ تھے۔آپ کی والدہ لیلیٰ . . مسعود تھی۔بعض نے آپ ہی کا . م عبداللہ، عبیداللہ اور محمد اصغر لکھا ہے۔یومِ عاشور حیدر کے خون نے بہادری کے جوہر دکھائے اور تِ امام حسین علیہ السلام میں اپنی جان رکر کے گنج شہداء کے مکین ہوئے۔

۷) علی الاکبر بن حسین علیہما السلام:

آپ امام حسین **علیہ السلام** کے بڑے بیٹے تھے۔آپ شبیہ مصطفیٰ تھے۔صبح عاشور کا آغاز علی اکبر کی اذان سے ہوا۔آپ کی والدہ لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی تھی۔آپ یوم عاشورا ٹھارہ سال کی عمر میں نامی گرامی شامی پہلوانوں کو قتل کرنے کے بعد شہادت سے سرفراز ہوئے۔شہزادہ علی اکبر نے رجز میں یوں کہا:

''میں حسین ابن علی کا فرزند ہوں، خدا کی قسم،ہم ہی نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے اہلِ بیت اور ان سے قریب ترین ہیں۔میں نیزے سے دشمن پر اتنے وار کروں گا کہ نیزے کی انی مڑ جائے گی،تلوار سے ضرب لگاؤں گا جب تک ٹوٹ نہ جائے۔میں اپنے باپ کی حمایت میں وہ تیغ زنی کروں گا جیسے عربی ہاشمی جوانوں کی تیغ زنی ہوتی ہے''

۸) علی الاصغر بن حسین علیہما السلام:

آپ امام حسین **علیہ السلام** کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔آپ کا نام عبداللہ تھا اور علی اصغر کے نام سے پہچانے گئے۔آپ کی عمر مبارک صرف چھ ماہ تھی۔آپ کی والدہ رباب بنت امراؤالقیس بن عدی تھی۔آپ امام حسین **علیہ السلام** کے ہاتھوں میں حرملہ کے تیر سے شہید ہوئے۔کربلا میں ششماہے کی شہادت سے مستشرقین نے لشکرِ یزید کی شقاوت کو بدترین مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔علی اصغر کی شہادت کے ذکر پر ہر آنکھ اشکبار ہو جاتی ہے۔

۹) قاسم بن حسن علیہما السلام:

۱۴ سالہ خوبرو اور بہادر جواں، حسن مجتبیٰ **علیہ السلام** کی نشانی، جناب قاسم اپنے چچا پر جان نثار کرنے کے لیے بیتاب تھے۔امام حسین **علیہ السلام** اپنے بھائی کی نشانی کو جنگ کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔جناب قاسم نے التجا کے ساتھ اذن جنگ کا اصرار کرتے ہوئے چچا جان سے فرمایا:''موت میرے لئے شہد سے زیادہ شیریں ہے''، جنگ کی اجازت ملتی ہے اور جناب قاسم،

بنی ہاشم کی شجا ت کار دکھاتے ہیں۔ می امی شامی پہلوانوں ارزق اوراس کے بیٹوں کو
واصل جہنم کرتے ہیں۔ لآ دادِ شجا ت دیتے ہوئے یوم عاشور شہید ہوجاتے ہیں۔

خیمے سے نکلے شہ کے عزیزانِ خوش خصال
جن میں کئی تھے حضرتِ خیر النساء ؑ کے لال
قاسم ؑ سا گلبدن ، علی ؑ اکبر سا خوش جمال
اک جا ، عقیل و مسلم و جعفر کے نونہال
کے رُخوں کا نُور ، سپہر یں پہ تھا
اٹھارہ آفتابوں کا غُنچہ زمیں پہ تھا

(میر ببر علی انیس)

۱۰) عبداللہ بن حسن علیہما السلام:

عبداللہ، حسن مجتبیٰ **علیہ السلام** کے فرز تھے۔آپ میدان میں آئے تو آپ کا چہرہ
چا کی طرح چمک رہا تھا۔آپ میں حسن **علیہ السلام** کے وقار اور مولیٰ علی **علیہ السلام** کی شجا ت کا عکس
یں تھا۔سنِ بلو ت کو نہ پہنچے تھے کہ بہادری سے کربلا میں کرتے ہوئے یہ ور کرا یا کہ
اسلام پ بھی اوقت آ یا تو ابوطا **علیہ السلام** کی اولاد میں سے ہر چھوٹے ے نے اپنا
خون پیش کیا۔آپ دفاع امام حسین **علیہ السلام** میں لڑتے ہوئے یوم عاشور شہید ہوئے۔

۱۱) ابوبکر بن حسن علیہما السلام:

ابوبکر، حسن مجتبیٰ **علیہ السلام** کے ے ٹے تھے۔آپ میں حسنِ مجتبیٰ کی ہیبت اور ہاشمی
وقار یں تھا۔اپنے چچا امام حسین **علیہ السلام** کے دفاع میں مردانہ وار مقابلہ کیا۔ آپ میدانِ
کارزار میں آئے تو آپ نے متعدد یوں کو جہنم واصل کیا۔یوم عاشور قاسم بن حسن **علیہما السلام**

کے بعد آپ کی شہادت عبداللہ بن عقبہ غنوی کے ہاتھوں ہوئی۔

۱۲) عون بن عبداللہ بن جعفر علیہم السلام:

جناب عون جعفر طیار علیہ السلام کے پوتے اور مولیٰ علی علیہ السلام کے نواسے تھے۔آپ کے والد جناب عبداللہ بن جعفر علیہما السلام اور والدہ سیدہ ز.ن. . .. علی علیہما السلام تھی۔آپ کے والد عبداللہ بن جعفر علیہما السلام علیل تھے اور اپنے بیٹوں عون اور محمد کو امام حسین علیہ السلام کی جا ری کی ہدا.. کے ساتھ چھوڑا۔امام حسین علیہ السلام آپ کے ماموں تھے۔. . آپ میدان میں آئے تو جعفر طیار کی شجا .. کار. . اور بہادری سے .. کی۔متعدد .. یوں کو قتل کرنے کے بعد یوم عاشور شہید ہوئے۔

۱۳) محمد بن عبداللہ بن جعفر علیہم السلام:

جناب محمد، جناب عون کے بھائی اور عبداللہ بن جعفر طیار علیہما السلام کے .. تھے۔آپ کی والدہ ز.ن. . .. علی علیہما السلام تھی۔آپ ہاشمی متا.. اور . ات کے امین تھے۔آپ اپنے بھائی کی طرح اپنے ماموں حسین علیہ السلام کے دفاع میں بہادری سے لڑے۔کثیر تعداد میں دشمنانِ دیں کو قتل کرتے ہوئے یوم عاشور عامر ابن نہشل کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

۱۴) جعفر بن عقیل علیہما السلام:

آپ عقیل ابن ابی طا . علیہما السلام کے .. تھے۔آپ کے بھائی مسلم بن عقیل علیہما السلام سفیر امام حسین تھے اور کوفہ میں شہید کیے جا چکے تھے۔آپ اپنے د بھائیوں اور بھتیجوں کے ساتھ کربلا میں اپنے ابن عم امام حسین علیہ السلام کی ت کے لئے موجود تھے۔یوم عاشور .ڑی دلیری کے ساتھ آپ نے .. کی اور دادِ شجا .. دیتے ہوئے شہید ہوئے۔

۱۵) عبداللہ بن عقیل علیہما السلام:

آپ عقیل ابن ابی طا . علیہما السلام کے .. ہیں۔اپنے د بھائیوں کی طرح آپ

بھی امام حسین **علیہ السلام** کے ہمرکاب رہے۔ وہی ہاشمی شجا ت کارَ غا ۔ تھا۔ یوم عاشور بہت سے دشمنوں کو قتل کیا اور رز . د ت .َ کی۔ . لآ ' چاروں طرف سے آپ کو گھیر کر شہید کیا َ ی ۔

۱۶) عبدالرحمٰن بن عقیل علیہما السلام:

آپ عقیل ابن ابی طا ۔ **علیہما السلام** کے ۔ بیٹے تھے۔ د پسرانِ عقیل کی طرح آپ نے بھی کربلا میں ہاشمی شجا ت کارَ دکھا یا اور بہادری سے .َ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

۱۷) عبداللہ بن مسلم بن عقیل علیہم السلام:

آپ شہید کوفہ مسلم بن عقیل **علیہما السلام** کے فرز ' تھے۔ آپ کے دادا عقیل ابن ابی طا ۔ اور . . علی ابن ابی طا ۔ **علیہم السلام** تھے۔ آپ کی والدہ رقیہ . : ت علی **علیہما السلام** تھی اور امام حسین **علیہ السلام** آپ کے ماموں تھے۔ آپ اپنے چچا اور آلِ ابوطا ۔ **علیہم السلام** کے د لوگوں کے ساتھ تِ امام حسین **علیہ السلام** کے لیے حاضر تھے۔ یوم عاشور آپ میدان میں نکلے اور بڑھتے ہوئے دشمنوں پر حملہ آور ہوئے اور بیسیوں دشمنانِ دیں کو قتل کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

۱۸) محمد بن مسلم بن عقیل علیہم السلام:

آپ مسلم بن عقیل **علیہما السلام** (سفیر امام حسین **علیہ السلام**) کے فرز ' تھے۔ اپنے بھائی عبداللہ بن مسلم **علیہما السلام** کی شہادت کے بعد اذن جہاد حاصل کرتے ہوئے میدان میں نکلے۔ بہادری سے لڑائی کرتے ہوئے بے شمار دشمنوں کو واصل جہنم کیا۔ یوم عاشور شہید ہو کر جوارِ امام حسین **علیہ السلام** میں ا ۔ ی معیت حاصل کی۔

۱۹) محمد بن ابی سعید بن عقیل علیہم السلام:

آپ آلِ عقیل ابن ابی طا ۔ **علیہم السلام** سے تھے۔ آپ شہزادہ علی اکبر **علیہ السلام** کی شہادت کے بعد کارزار کی طرف چوب خیمہ لئے . ڑھے اور یوم عاشور دادِ شجا ت دیتے ہوئے شہید ہوئے۔

۲۰) حرابن یزید الریاحی:

جناب حر رؤسائے کوفہ سے تھے۔ یہ حر ہی تھے جنھوں نے ۔ سے پہلے امام حسین **علیہ السلام** کا راستہ روکا اور کربلا لائے۔ آپ صبح عاشور لشکرِ یزید میں تھے۔ حر نے ۔ دیکھا کہ لشکرِ یزید کسی طور امام حسین **علیہ السلام** کی بات ماننے کو تیار نہیں اور ہر صورت جنگ کرنا چاہتا ہے تو آپ صبح عاشور لشکرِ یزید کو چھوڑ کر امام حسین **علیہ السلام** کے پاس آ گئے۔ جناب حر نے امام حسین **علیہ السلام** سے اپنی معافی کی درخواست کی اور لڑائی کی اجازت حاصل کر کے میدان میں آئے۔ آپ کثیر تعداد میں [illegible] یوں کو واصلِ جہنم کرنے کے بعد شہید ہوئے۔

۲۱) علی ابن الحر الریاحی:

حر کے بیٹے علی نے بھی اپنے والد کی طرح لشکرِ یزید چھوڑا اور امام حسین **علیہ السلام** کی ت کرتے ہوئے اپنی جان دے دی۔ حر کے بھائی اور غلام کے بارے میں بھی روایت ہیں کہ انھوں نے بھی لشکرِ یزید چھوڑا اور حر کے پیچھے پیچھے چلے آئے۔

۲۲) عبداللہ بن عمیر الکلبی:

عبداللہ بن عمیر کلبی کوفہ میں سکونت پذیر تھے۔ آپ کو جہاد کا بہت اشتیاق تھا۔ لوگوں کو نواسۂ رسول کے خلاف جنگ پر تیار دیکھ کر نصرتِ امام کا فیصلہ کیا اور بیوی ام وہب، بیٹے اور بہو کے ساتھ کربلا روانہ ہوئے۔ یوم عاشور بہت دلیری کے ساتھ جنگ کی۔ ابنِ زیاد کے آزاد کردہ غلام سالم اور زیاد کے آزاد کردہ غلام یسار کو موت کے گھاٹ اتارا۔ یہ دیکھ کر لشکرِ اعداء سے یکبارگی حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا گیا۔

۲۳) وہب بن عبداللہ الکلبی:

جناب وہب، عبداللہ بن عمیر کلبی کے بیٹے اور محبِّ و جاںنثارِ امام تھے۔ وہب بھی شہیدِ کربلا ہیں۔ آپ کی والدہ اور نو بیاہتی بیوی نے نصرتِ امام کی پر زور حمایت کی ترغیب دی۔ یوم

عاشور خوب بہادری سے لڑے اور دادِ شجا   دیتے ہوئے جان دے دی۔ وہب کی شادی کو
ابھی صرف ۷ا دن ہوئے تھے۔آپ اپنی ز گی کو امام حسین **علیہ السلام** پ قر ن کرنے کو   جیح دیتے
ہیں۔ جنابِ وہب کی زوجہ خود اپنے شوہر کو اہلِ بیتِ رسول **علیہم السلام** پ قر ن ہونے کے لیے
رخصت کرتی ہے باوجودیکہ وہ ای   نو بیاہتی دلہن ہے۔ اسے ازدواجی ز گی کی فکر ہے نہ شوہر
سے بچھڑنے کا رنج۔ خوش ہے تو بس   تِ امام حسین **علیہ السلام** پ ۔ کتنے خوش نصیب ہیں جنابِ
عبداللہ بن عمیر کلبی جنھیں ایسا گھرانہ   جو رسول اکرم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے گھرانے پ اپنے آپ کو
رکر ی۔

۲۴) مسلم ابن عوسجہ الاسدی:

مسلم بن عوسجہ سن رسیدہ محبِ اہل ی تھے۔ کوفہ میں مسلم بن عقیل کا ساتھ ہو، شبِ
عاشور عزمِ وفا کا اظہار ہو ی یومِ عاشور میدانِ کارزار میں دادِ شجا   ، مسلم ابن عوسجہ کا کردار
ی ں طور پ محسوس ہو ہے۔ شبِ عاشور   امامِ عالی مقام نے   ا   رو اصحاب کو چلے
جانے کی اجازت دے دی تو مسلم ابنِ عوسجہ یوں گو ی ہوتے ہیں: اَ ہم آپ کو چھوڑ کر چلے
جا   تو کل اللہ کو آپ کے ادائے حق کے حوالے سے کیا جواب دیں گے۔ ا کی قسم اس وقت
  آپ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا   دشمنوں کے   میں اپنے نیزوں کو نہ توڑ ڈالوں اور
شمشیر زنی نہ کرلوں۔ ا کی قسم اَ میرے پ س اسلحہ   نہ بھی ہو تو میں دشمنوں سے پتھروں
کے ساتھ لڑ اور آپ پ   رہو جا ۔

۲۵) حبیب ابن مظاہر الاسدی:

حبیب ابن مظاہر   تِ امام کی دعوت پ لبیک کہتے ہوئے کوفہ سے کربلا پہنچے۔ یومِ
عاشور   مسلم ابنِ عوسجہ شدی زخمی ہو جاتے ہیں تو حبیب ابنِ مظاہر انھیں   کی مبارک
دیتے ہوئے کہتے ہیں: اَ مجھے یقین نہ ہو کہ تمہارے بعد میں بھی شہید ہو جاؤں گا تو تمھیں

ضرور وصیّت کا کہتا اور اسے پورا بھی کرتا۔ مسلم ابنِ عوسجہ جواب دیتے ہیں کہ میں تمھیں صرف امام حسین علیہ السلام کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ تم ان پر اپنی جان قربان کر دینا اور اپنے سامنے انھیں کوئی نقصان نہ پہنچنے دینا۔ جب حصین بن نمیر نے امام حسین علیہ السلام کے بارے میں لاف زنی کی تو حبیب ابنِ مظاہر نے اس کا بھرپور جواب دیا۔ بے جگری سے لڑے اور میدانِ جنگ میں دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔

۲۶) زہیر ابن القین البجلی:

زہیر ابنِ قین مکہ سے حج کی ادائیگی کے بعد واپسی پر راستے میں دعوتِ امام پر آپ سے آ ملے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک جنگ کے دوران جنابِ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ہمیں حضرتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کی نصیحت اور تاکید کی تھی۔ شبِ عاشور آپ نے فرمایا: "میری قسم میں تو یہی چاہتا ہوں کہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں اور ایسا ہزار مرتبہ ہو اور آپ کی اور اہلِ بیت کی جان بچا لوں۔ آپ کی بیوی دیلم نے حضرتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کی ترغیب دی۔ آپ ہوا خواہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کو لشکرِ حسینی کے میمنہ کی سرداری ملی۔ آپ بہادر کوفی رئیس تھے۔ یوم عاشور بے شمار یزیدیوں کو تہہ تیغ کرنے کے بعد شہید ہوئے۔

۲۷) بریر ابن خضیر الہمدانی:

بریر ابنِ خضیر ہمدانی کو کوفہ میں سید القراء یعنی قاریوں کا سردار کہا جاتا تھا۔ آپ نہایت متقی بزرگ، عابد وصالح اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ آپ لڑائی کے لئے مستعد تھے اور ولولہ و جوشِ جہاد بے مثال تھا۔ آپ انتہائی معاملہ فہم اور مردم شناس انسان تھے۔ عمر ابن سعد کو سلام نہ کر کے اسے یہ احساس دلایا کہ نواسۂ رسول کے مقابل کھڑا ہونے والا اسلام کا مستحق نہیں۔ روزِ عاشور بیسیوں یزیدیوں کو واصل جہنم کرنے کے بعد شہید ہوئے۔

۲۸) کنانہ بن عتیق التغلبی:

جناب کنانہ بن عتیق تغلبی کوفہ کے مشہور پہلوان تھے۔ آپ عبادت گزاری اور قرات قرآن میں بھی بے مثال تھے۔ یومِ عاشور دلیری سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

۲۹) ابوثمامہ الصائدی:

آپ کا نام عمرو بن عبداللہ الصید ادی تھا اور کنیت ابوثمامہ تھی۔ آپ تابعی تھے اور مولیٰ علی **رضی اللہ عنہ** کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہے۔ مسلم بن عقیل **رضی اللہ عنہم** کی کوفہ میں ہر طرح سے مدد کی۔ ظہر کی نماز ہنگامِ کارزار میں حسین **رضی اللہ عنہ** کے ساتھ ادا کرنے کی شدید ترین خواہش تھی جو پوری ہوئی۔ آپ بہادر و دلیر سردارِ کوفہ تھے۔ یوم عاشور دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہوئے۔

۳۰) عابس بن ابی شبیب الشاکری:

عابس بن ابی شبیب شاکری شجاع، نڈر، عابد اور زاہد تھے۔ مسلم بن عقیل **رضی اللہ عنہم** کی کوفہ میں حمایت و مدد کی۔ مولیٰ علی اور امام حسین **رضی اللہ عنہم** کے فضائل کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے جان و جاں کو قربان کرنے کی خواہش کی۔ آپ یوم عاشور ہنگامِ کارزار میں اعداء لشکر میں گھس گئے، زرہ اور خود اتار کر پھینک دی اور دلیری سے لڑتے ہوئے لشکرِ اشقیاء کو بکریوں کی مثل پیچھے دھکیلتے ہوئے شیر کی طرح حملہ آور ہوئے، بالآخر یکبارگی حملہ میں شہید ہوئے۔

۳۱) شوذب:

جناب شوذب، عابس بن ابی شبیب شاکری کے غلام تھے۔ بہادر اور وفا شعار تھے۔ آپ نے عابس کے ساتھ ساتھ لڑائی میں حصہ لیا۔ شوذب پیچھے سے عابس کی نگہبانی بھی کرتے اور دشمن کے حملے سے بھی بچاتے۔ عابس کے دفاع کے ساتھ ساتھ دشمنوں پر کاری ضرب بھی لگاتے جاتے یہاں تک کہ یوم عاشور شہید ہوئے۔

۳۲) جون بن حوی:

جناب جون بن حوی، ابوذر غفاری **رضی اللہ عنہ** کے آزاد کردہ غلام، حبشی اور سیاہ فام تھے اب وہ بڑے . و والے شریفوں کا فخر ہیں۔ جناب جون نے امام حسین **رضی اللہ عنہ** سے عرض کی کہ میں آپ سے . انہیں ہوں گا . میرا سیاہ خون آپ کے پ ک خون کے ساتھ نہ مل جائے۔ جناب جون نے . ات سے . کی اور یوم عاشور شہید ہوئے۔

۳۳) جا. بن عروہ الغفاری رضی اللہ عنہ:

جا. بن عروہ غفاری **رضی اللہ عنہ** صحابی رسول تھے۔ آپ سن رسیدہ اصحاب حسین **رضی اللہ عنہم** سے تھے۔ کبرسنی اور ضعف . ب کی سچائی کو مات نہ دے سکا۔ ر ہے اور ضعیفی ایسی کہ آنکھوں سے دیکھنے کے لئے پلکیں پکڑ کر اٹھاتے تھے۔ میدانِ کارزار میں لڑائی کا حیرت انگیز منظر دیکھنے کو آ ۔ یوم عاشور دادِ شجا دیتے ہوئے شہید ہوئے۔

۳۴) سو بن مطاع:

سو بن مطاع بہادر اور دلیر محبّ اہل بیت تھے۔ یوم عاشور لڑائی کے دوران شد زخمی ہوئے اور مردہ سمجھ کر چھوڑ دیے گئے۔ . امام حسین **علیہ السلام** شہید ہو گئے اور قتل الحسین اور تکبیروں کا غل ہوا تو یہ بیدار ہوئے۔ آپ نے اٹھ کر دو . رہ دشمنوں پ حملہ کیا اور بے شمار لعینوں کو قتل کرنے کے بعد شہید ہوئے۔

۳۵) ی بن زید بن مہا. الکندی:

ی بن زید بن مہا . کندی کو ابوالشعثاء کہا جا تھا۔ حر کے لشکر میں موجود تھے۔ حر پ جو تغیر ہوا اس کا عکس ابوالشعثا پ بھی دیکھا ۔ آپ ماہر تیرا از تھے۔ ۱۰۰ تیروں میں سے جو بھی آپ نے پھینکا، اپنے ہدف پ لگا۔ آپ کے ہر تیر کے ساتھ مولیٰ حسین **علیہ السلام** کی دعا تھی۔ تیر ختم ہوئے تو تلوار سو لی۔ بہادری سے لڑتے ہوئے کثیر التعداد لعینوں کو واصل جہنم کیا اور یوم

عاشور شہید ہوئے۔

۳۶) حجاج بن مسروق الجعفی:

حجاج بن مسروق جعفی امام حسین علیہ السلام کے موذن تھے۔آپ مولیٰ علی علیہ السلام کے خاص محبین میں سے تھے۔عبیداللہ بن حر جعفی کو دعوتِ ت کے لیے . امام حسین علیہ السلام گئے تو حجاج بن مسروق جعفی بھی ہمراہ تھے۔ظہرِ عاشور حجاج بن مسروق جعفی کی اذان اور اصحابِ حسین کی امام حسین علیہ السلام کے پیچھے ز. وجود یکہ لشکرِ ی. کی طرف سے تیر. رانی جاری تھی، عبادت کا یہ دل ر. رَ کربلا کی فضا کو عشق و مستی سے سرشار کر رہا تھا۔ جناب حجاج بن مسروق جعفی دلیری سے لڑے۔اشقیاء کی کثیر تعداد کو واصل جہنم کرنے کے بعد شہید ہوئے۔

۳۷) سعید بن عبداللہ الحنفی:

سعید بن عبداللہ حنفی محبّ و جا راہل ی. تھے۔مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کی کوفہ میں حمای. اور کربلا میں امام حسین علیہ السلام پ[illegible] نہ جان نچھاور کرنے میں آپ ممتاز ہیں۔ یوم عاشور زِ ظہر کی ادائیگی کے وقت امام حسین علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہو گئے، دشمن کی طرف سے آنے والے تیروں کو اپنے چہرے، دن، ی اور پہلوؤں پ روکنے لگے اور اپنے آپ کو سپر بنا لیا۔امام حسین علیہ السلام کے زمکمل کرنے. سعید بن عبداللہ حنفی تیروں سے چھلنی ہو چکے تھے۔ جیسے ہی زِ امام مکمل ہوئی، سعید بن عبداللہ حنفی رہو گئے۔امام حسین علیہ السلام کی مدافعت میں تیر. رانی سے چھلنی ہو کر اپنی جان دے دی کسی تیر کو امام حسین علیہ السلام. نہیں پہنچنے دی اور شہادت کا عظیم منصب حاصل کیا۔

۳۸) ․فع بن ہلال:

․فع بن ہلال قاری اور محبِ اہل ی. تھے۔آپ جمل، صفین اور نہروان کی جنگوں میں مولیٰ علی علیہ السلام کے ساتھ شری ہوئے۔مسلم بن عقیل علیہما السلام کی شہادت سے قبل ہی امام

حسین علیہ السلام کے پ س پہنچ گئے تھے اور آ دم ت ساتھ رہے۔ آپ ماہر تیرا از تھے۔ حر کے راستہ روکنے سے لے کر یوم عاشور ت ہر مرحلے پ مستعد دکھائی دیے اور اپنی جا ری کا اظہار اپنی تقر ی کے ذریعے کرتے رہے۔ یوم عاشور دلیری سے قتال کیا اور بہت ساروں کو ہلاک اور زخمی کرتے ہوئے بلآ شہید ہوئے۔

۳۹) عمر بن قرظہ الا ری:

جناب عمر صحابی رسول قرظہ ا ری رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ قرظہ ا ری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مولیٰ علی کرم اللہ و کے وفادار ساتھی اور گورن رہے۔ آپ جمل، صفین اور نہروان کے معرکوں میں مولیٰ علی کرم اللہ و کے ساتھ رہے۔ عمر بن قرظہ ا ری کا بھائی علی بن قرظہ ا ری لشکرِ ی میں تھا جبکہ عمر بن قرظہ ا ری محبِّ اہل بی ت اور جا رِ حسین علیہ السلام تھے۔ زخموں سے چور ہیں اور مولیٰ حسین علیہ السلام سے پوچھتے ہیں: کیا میں نے آپ کے عہد کو پورا کر دی ؟ اپنے ب پ کا وفادار بیٹ یوم عاشورا اپنے عہدِ وفا کو پورا کرتے ہوئے شہید ہو جا ت ہے۔

۴۰) سیف بن حرث بن سریع:

سیف بن حرث بن سریع بنی جا ب (جو قبیلہ ہمدان کی ذ شاخ ہے) سے تھے۔ مالک بن عبد بن سریع والدہ کی طرف سے سیف بن حرث بن سریع کے بھائی اور والد کی طرف سے چچا زاد بھائی تھے۔ سیف بن حرث بن سریع ہمدانی اور مالک بن عبد بن سریع ہمدانی دونوں بھائی محبِّ و جا رِ امام حسین علیہ السلام تھے۔ روزِ عاشور دونوں امام حسین علیہ السلام پ اپنی جان ر کر کے شہید ہوئے۔

۴۱) مالک بن عبد بن سریع:

مالک بن عبد بن سریع کا تعارف سیف بن حرث بن سریع کے ذکر کے ساتھ ہو چکا ہے۔ یہ دو چچا زاد بھائی تھے اور ماں ای ہی تھی۔ دونوں بھائی روتے ہوئے امام حسین علیہ السلام

کے پ س آئے۔امام حسین **علیہ السلام** نے دعا دیتے ہوئے دلجوئی فرمائی اور رونے کی وجہ در یافت کی۔ان پیکرانِ وفا نے جواب دی : ہم اپنے لیے نہیں روتے بلکہ آپ کے لئے یہ کناں ہیں۔ کس درجہ مصیبت سے آلِ محمد **علیہم السلام** دوچار ہو گئے اور ہم اپنی جان دے کر بھی آپ کو نہیں بچا ۔ یوم عاشور دونوں بھائی بہت دلیری سے لڑے اور شہید ہوئے۔

۴۲) انس بن حارث کاہلی الاسدی:

انس بن حارث **رضی اللہ عنہ** صحابی رسول اور کربلا میں امام حسین **علیہ السلام** کی شہادت والی حدی ث کے راوی ہیں۔حدی ث کے الفاظ یوں ہیں'' میرا یہ ی اس زمین میں قتل کر دی جائے گا جس کو کربلا کہا جا ہے تو تم میں سے جو بھی وہاں موجود ہو اس کو چاہیے کہ اس کی مدد کرے''۔انس بن حارث **رضی اللہ عنہ** کبیر السن تھے اور نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے ساتھ غزوات میں شر ی کر چکے تھے۔یوم عاشورا امام حسین **علیہ السلام** کے خطبے کے بعد انس بن حارث **رضی اللہ عنہ** عمر بن سعد کے لشکر کی طرف گئے اور انھیں نصیحت کرتے ہوئے نواسۂ رسول کے قتل سے ز رہنے کی تلقین کی، لشکرِ ی ی کی آنکھوں اور دلوں پ پ دے پ چکے تھے،اس لیے وعظ و نصیحت کی ایسی کسی بھی کوشش کا ان پ ا نہ ہوا۔ لآ انس بن حارث **رضی اللہ عنہ** کربلا میں نواسۂ رسول پ جان فدا کر کے اپنا م گنجِ شہداء کے سیوں میں رقم کر گئے۔

۴۳) حنظلہ بن اسعد الشبامی:

حنظلہ بن اسعد شبامی ہنگام کارزار میں یزی یوں کی ہٹ دھرمی کے وجود انھیں عذابِ الٰہی سے ڈراتے رہے لشکرِ شام پ آپ کی توں کا کوئی ا نہیں ہوا۔آپ یوم عاشور درود شریف پ ھتے ہوئے میدانِ میں ا ے اور جہادِ عظیم میں مصروف ہو کر شہادت کا عظیم رتبہ حاصل کر کیا۔

۴۴) جبلہ بن علی الشیبانی:

جبلہ بن علی الشیبانی کوفہ کے مشہور بہادروں میں سے تھے۔آپ نے کوفہ میں مسلم بن عقیل **رضی اللہ عنھما** کا بھرپور ساتھ دیا۔کربلا میں امام حسین **علیہ السلام** کی ت کے لیے پہنچے اور دفاع میں . کرتے ہوئے یوم عاشور شہید ہوئے۔

۴۵) عبداللہ بن عروہ الغفاری:

عبداللہ بن عروہ غفاری کوفہ کے شرفاء میں سے تھے۔آپ کا خا ان محبِ اہل . . تھا۔آپ کوفہ سے کربلا تِ امام حسین **علیہ السلام** کے لیے حاضر ہوئے اور . کرتے ہوئے یوم عاشور شہید ہوئے۔

۴۶) عمر بن خالد الاسدی الصیداوی:

عمر بن خالد شرفائے کوفہ سے تھے اور محبِ اہل . . تھے۔آپ نے مسلم بن عقیل **رضی اللہ عنھما** کا ساتھ تھا اور روپوش ہو کر کوفہ سے نکلے تھے۔منزلِ عذ . الہجا ت پ امام حسین **علیہ السلام** کے قافلے سے مل گئے اور پھر ہمیشہ ساتھ رہے۔یوم عاشور اپنی جان ت امام حسین **علیہ السلام** پ دے دی۔

۴۷) سعد بن حنظلہ التمیمی:

سعد بن حنظلہ تمیمی میدانِ کارزار میں ا ے اور ر. یہ اشعار کہے۔آپ شہادت کے سے سرشار ہو کر . . کی جستجو کرتے ہوئے یوم عاشور سردارِ جوا نِ . . پ اپنی ز گی فدا کر گئے۔

۴۸) زہیر بن سلیم الازدی:

زہیر بن سلیم ازدی عمر ابن سعد کے ساتھ کربلا پہنچے تھے۔نویں محرم کو . لشکرِ اشقیاء سے کسی بہتری کی امید نہ رہی تو شبِ عاشور امام حسین **علیہ السلام** کی مت میں پہنچ گئے۔آپ یوم

عاشور جنگِ مغلوبہ میں شہید ہوئے۔

۴۹) جنادہ بن حرث:

جنادہ بن حرث کوفی اور محبّ اہل بیت تھے۔آپ نے مسلم بن عقیل **رضی اللہ عنھما** کی آمد پر ہر طرح کا ساتھ دیا اور بیعت کی۔آپ مولیٰ علی **علیہ السلام** کے ساتھیوں میں سے تھے۔کربلا میں دلیری سے لڑائی کرتے ہوئے یوم عاشور شہید ہوئے۔

۵۰) جنادہ بن کعب الخزرجی:

جنادہ بن کعب انصاری خزرجی قبیلۂ خزرج سے تھے۔آپ محبّ اہل بیت تھے۔آپ مکہ سے امام حسین **علیہ السلام** کے ساتھ ہوئے۔آپ کے اہل وعیال بھی ہمراہ تھے۔یوم عاشور متعدد لعینوں کو واصل جہنم کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

۵۱) عمر بن جنادہ بن کعب الخزرجی:

جنابِ عمر جنادہ بن کعب انصاری کے بیٹے تھے۔آپ کم سن تھے اور جب آپ کے والد کی شہادت ہوئے تو آپ کی والدہ نے آلاتِ حرب سے سجا کر میدانِ جنگ کی طرف روانہ کیا۔یومِ عاشور شہید ہو کر جوارِ امام **علیہ السلام** میں جگہ بنائی۔

۵۲) عامر بن مسلم بن عبدی:

عامر بن مسلم بن عبدی بصرہ کے رہائشی اور مولیٰ علی **علیہ السلام** کے محبین میں سے تھے۔مکہ سے امام حسینؑ کے ساتھ ہوئے اور تا دمِ آخر ساتھ رہے اور شہادت کے بعد بھی جوارِ حسین **علیہ السلام** میں گنج شہیداں کے باسی بنے۔

۵۳) سالم مولیٰ عامر بن مسلم عبدی:

سالم اپنے آقا عامر بن مسلم عبدی کے ساتھ مکہ معظّمہ سے امام حسین **علیہ السلام** کے ساتھ ہوئے اور کربلا تک ساتھ رہے اور یوم عاشورا اپنے آقا کی معیت میں آقا حسین **علیہ السلام** پر جان

نچھاور کر دی۔

۵۴) عمار بن حسان الطائی:

آپ کا شمار شجاعانِ عرب میں ہوتا ہے۔ آپ کے والد مولیٰ علی **علیہ السلام** کے خاص ساتھیوں میں سے تھے اور صفین کی جنگ میں شہید ہوئے۔ عمار بن حسان طائی مکہ سے امام حسین **علیہ السلام** کے ساتھ ہوئے اور یوم عاشور جنگِ مغلوبہ میں شہید ہوئے۔

۵۵) نعیم بن عجلان الانصاری:

نعیم بن عجلان انصار کے قبیلہ خزرج سے تھے۔ آپ کے دو اور بھائی نضر اور نعمان کربلا کے واقعے سے پہلے انتقال کر گئے تھے۔ تینوں بھائی صفین کے معرکوں میں اپنی دلیری کے جھنڈے گاڑ چکے تھے اور مولیٰ علی **علیہ السلام** کے خاص اصحاب میں سے تھے۔ نعیم بن عجلان کوفہ سے آ کر کربلا میں شریک ہوئے اور یوم عاشور حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے۔

۵۶) ضرغامہ بن مالک التغلبی:

ضرغامہ کا نام اسحاق تھا۔ آپ مولیٰ علی **علیہ السلام** کے گورنر اور جرنیل مالک بن اشتر کے بیٹے اور عبیداللہ بن زیاد کو قتل کرنے والے مختار کے ساتھی ابراہیم بن مالک الاشتر کے بھائی تھے۔ آپ دلیر خاندان کے دلیر فرزند اور مولیٰ علی **علیہ السلام** کے وفادار و جانثار رہتے۔ آپ کوفہ میں مسلم بن عقیل **رضی اللہ عنہما** کے مددگار اور کربلا میں دلیری سے جنگ کرنے والوں میں سے تھے۔ یوم عاشور کثیر التعداد یزیدیوں کو قتل کرنے کے بعد شہید ہوئے۔

۵۷) سیف بن مالک العبدی:

سیف بن مالک بصری تھے۔ آپ محبِّ اہل بیت اور جانثار و وفادار گروہ سے تھے۔ آپ مکہ معظمہ سے امام حسین **علیہ السلام** کے ساتھ ہوئے اور یوم عاشور شہادت سے سرفراز ہو کر ابدی معیت بھی حاصل کر لی۔

۵۸) مسعود بن حجاج:

مسعود بن حجاج محبانِ اہل بیت میں سے تھے۔آپ شجاع اور دلیر تھے۔عمر ابن سعد کے ساتھ کربلا پہنچے۔یوم عاشور سے پہلے ہی لشکرِ ابن سعد سے نکل کر امام حسین **علیہ السلام** کے پاس پہنچ گئے تھے۔آپ روزِ عاشور حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے۔

۵۹) مجمع بن عبداللہ العائذی:

مجمع بن عبداللہ عائذی قبیلہ مذحج سے تھے اور صحابی رسول عبداللہ بن مجمع **رضی اللہ عنہ** کے بیٹے تھے۔آپ مولیٰ علی **علیہ السلام** کے ساتھیوں میں سے تھے۔یوم عاشور جنگ مغلوبہ میں شہید ہو کر گنجِ شہیداں کے مکیں ہوئے۔

۶۰) نعمان بن عمر الازدی:

نعمان بن عمر ازدی محبّ اہل بیت تھے۔آپ مولیٰ علی **علیہ السلام** کے ساتھیوں میں سے تھے۔عمر ابن سعد کے لشکر کے ساتھ کربلا پہنچ کر خدمتِ امام حسین **علیہ السلام** میں حاضر ہو گئے۔یوم عاشور شہید ہو کر جوارِ امام میں ابدی معیت حاصل کی۔

۶۱) زاہر بن عمر الکندی:

زاہر بن عمر کندی عمرو بن الحمق **رضی اللہ عنہ** کے ساتھیوں میں سے تھے۔آپ بہادر پہلوان اور محبت اہل بیت سے سرشار تھے۔ساٹھ ہجری میں حج کے لیے مکہ گئے تو وہیں سے امام حسین **علیہ السلام** کے ساتھ کربلا تک پہنچے۔آپ یوم عاشور حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے۔

۶۲) بشر بن عمر الکندی:

بشر بن عمر کندی حضرموت کے رہنے والے تھے۔آپ کربلا میں امام حسین **علیہ السلام** کی خدمت میں حاضر ہوئے۔صبح عاشور لڑائی سے قبل ہی آپ کو اپنے بیٹے کی رے کی سرحد پر گرفتاری کی اطلاع ملی۔امام حسین **علیہ السلام** نے زرِ فدیہ کے ساتھ چلے جانے کی اجازت دی تو بشر بن عمر

نے پ اخلاص جواب دی کہ مجھے درن ے کھا جا ا اس وقت میں آپ کو چھوڑ کر جاؤں۔
آپ روزِ عاشور حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے۔

۶۳) سلمان بن مضارب البجلی:

سلمان بن مضارب بجلی زہیر بن قین کے چچا زاد بھائی تھے اور ان کے ساتھ ہی حج پ گئے ہوئے تھے۔ حج سے واپسی پ راستے میں ان کے ساتھ ہی امام حسین **علیہ السلام** کے ساتھ ہوئے اور پھر ہمیشہ کا ساتھ حاصل کر لیا۔ یوم عاشور بعد زِظہر دلیری سے ۔ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

۶۴) حارث بن امراؤالقیس:

حارث بن امراؤالقیس شجاعان عرب سے تھے۔ عا و زاہد ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی جنگوں میں آپ کا م مشہور ہے۔ آپ عمر ابن سعد کے لشکر کے ساتھ کربلا پہنچے۔ ۔ تک صلح کی امید تھی آپ بے فکر تھے ۔ ۔ دیکھ لیا کہ لشکرِ اشقیاء کسی طور خون بہانے سے دریغ نہیں کرے گا تو آپ امام حسین **علیہ السلام** کی مت میں آ گئے۔ آپ یومِ عاشور شہید ہوئے۔

۶۵) عمیر بن عبداللہ :

عمیر بن عبداللہ سعد بن حنظلہ کی شہادت کے بعد میدانِ کارزار میں ات ے۔ آپ نے بے جگری سے ۔ کی۔ چاروں طرف سے دشمن حملے کر رہے تھے۔ آپ کثیر التعداد ی یوں کو قتل کرنے کے بعد روزِ عاشور شہید ہوئے۔

۶۶) عبداللہ بن بشر

عبداللہ بن بشر بہادر اور محبّ اہل ی تھے۔ آپ اور آپ کے والد کی بہادری کے کرے ر جنگوں میں موجود ہیں۔ آپ عمر ابن سعد کے لشکر کے ساتھ کربلا پہنچے اور نویں محرم سے پہلے امام حسین **علیہ السلام** کے پ س پہنچ گئے تھے۔ آپ یوم عاشور جنگِ مغلوبہ میں شہید ہوئے۔

۶۷) حلاس بن عمر الرا :

حلاس بن عمرازدی اور کوفی تھے۔آپ مولیٰ علی علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے تھے۔ آپ عمر ابن سعد کے لشکر کے ساتھ کربلا پہنچے اور صلح نہ ہونے کی امید میں امام حسین علیہ السلام کی . رگاہ میں پہنچ گئے۔حلاس بن عمرا یوم عاشور شہید ہوئے اور جوارِ امام حسین علیہ السلام میں ا. ی جگہ بنالی۔

۶۸) مسلم بن کثیر الازدی:

مسلم بن کثیر ازدی اور کوفی تھے۔آپ مولیٰ علی علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے تھے۔ کسی . ً میں زخمی ہوئے اور ٹھیک سے نہیں چل ۔ تھے۔آپ کوفہ سے آ کر امام حسینؑ کے ساتھ شامل ہوئے اور یومِ عاشور شہید ہوئے۔

۶۹) قاسط بن زہیر التغلبی:

قاسط بن زہیر مولیٰ علی علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے تھے۔آپ بہادر اور شجاعان عرب میں سے تھے۔آپ نے .ڑی جا زی سے جمل وصفین ونہروان کے معرکوں میں اپنی دلیری کے جوہر دکھائے۔آپ کے د دو بھائیوں مسقط اور کردوس کا ذکر بھی وفادارانِ اہل .۔ میں ملتا ہے۔آپ رات کو کوفہ سے نکلے اور امام حسینؑ کے ساتھ شامل ہو گئے۔یوم عاشور دلیری سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

۷۰) عبدالرحمٰن بن عبداللہ الارحبی:

عبدالرحمٰن بن عبداللہ ارحبی محبِّ اہل .۔ تھے۔خطوط لے کر جو وفد امام حسین علیہ السلام کے پ س کوفہ سے مکہ پہنچا تھا،اس میں آپ شامل تھے۔آپ مسلم بن عقیل علیہما السلام کے ساتھ مکہ سے کوفہ گئے۔مسلم بن عقیل علیہما السلام کو کوفہ چھوڑ کر واپس امام حسین علیہ السلام کے پ س مکہ پہنچے اور پھر ہمیشہ کے لئے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہو گئے۔آپ یوم عاشور تِ امام حسین علیہ السلام

میں شہید ہوئے۔

۷۱) حنظلہ بن عمرو الشیبانی:

حنظلہ بن عمرو الشیبانی محبِّ اہل ِبیت تھے۔آپ جا ری میں پیش پیش رہتے تھے۔ آپ یوم عاشور جنگِ مغلوبہ میں شہید ہوکر گنجِ شہیداں کے مکین بن گئے اور ہمیشہ کے لیے جوارِ امام حسین **علیہ السلام** میں جگہ بنالی۔

۷۲) امیہ بن سعد الطائی:

امیہ بن سعد طائی مولیٰ علی **علیہ السلام** کے جا روں میں سے تھے۔آپ کوفہ میں سکونت پذیر تھے۔امام حسینؑ کے ورودِ کربلا کی خبر سن کر عجلت کے ساتھ نویں محرم کو کربلا پہنچ گئے تھے۔یوم عاشور شہید ہوکر گنجِ شہیداں کے مکین ہوئے۔

محبِّ اہل بیت عبداللہ بن عفیف ازدی **رضی اللہ عنہ** صحابی رسول بھی تھے اور جمل اور صفین میں مولیٰ علی **علیہ السلام** کے ساتھی بھی۔شہدائے کربلا کے سر کوفہ لائے گئے اور عبیداللہ ابن زیاد نے سرِ اہلِ بیت کی اہانت کرنی شروع کی تو ان سے برداشت نہ ہوا اور انھوں نے ابنِ زیاد کی بکواس کا جواب دیتے ہوئے کہا ''کیا تیرے لیے قتلِ حسین **علیہ السلام** کافی نہیں تھا کہ تو ان کی مذمت بھی کرر ہا ہے''۔ابنِ زیاد اس وقت تو کچھ نہ کر سکا رات کی تاریکی میں خولی بن یزید اصبحی کے ساتھ ۵۰۰ سواروں کو بھیجا جن میں سے اکثر کو عبداللہ بن عفیف ازدی نے اپنی کمسن بیٹی کی مدد سے واصل جہنم کیا، بالآخر شہید ہوئے۔عبداللہ بن عفیف ازدی وہ خوش نصیب محبِّ اہل بیت ہیں جن کا سر کربلا کے شہیدوں کے ساتھ ساتھ کوفہ سے دمشق گیا۔

﴿کارزارِ عشق﴾

• رانۂ عقیدت بحضور شہدائے کربلا:

بجھائے بجھ نہ سکیں گے کبھی بقا کے پ اغ
سناں کی نوک پہ روشن ہیں کربلا کے پ اغ

زمانہ اب بھی اُسی در سے نور پ ت ہے
کہ جس کی خاک سے روشن ہوئے وفا کے پ اغ

مرے حسین زمانہ بھلا نہیں سکتا
جہاں کو روشنی بخشی گئی بجھا کے پ اغ

اماں میں جن کو ٠ ائے عظیم ر ت ہے
بجھا کے مجھ کو دکھائے کوئی ٠ ا کے پ اغ

نہا کے اپنے لہو میں وہ سر ز و بھی ہوئے
زمانہ جان لے جلتے ہیں یوں وفا کے پ اغ

اٹھائے کتنے ہی لاشے حسین نے تنہا
جلا کے . پہ رکھے تھے دعا کے پ اغ

(عمر تنہا)

امام زین العا۔ ین، علی بن حسین علیہما السلام:

امام زین العا۔ ین **علیہ السلام** کا ۰ م علی الاوسط ہے۔شکر ۰ اری اللہ کو بہت محبوب ہے، امام حسین **علیہ السلام** کے فرز۰ علی ملقب بہ زین العا۔ ین کا ا یـ لقب سید السا۔ ین ہے، یعنی سا۔ ین کا سردار۔آپ امام حسین **علیہ السلام** کے وہ واحد فرز۰ ہیں جو کربلا میں بچ گئے۔آپ بیمار تھے اور اللہ نے آپ کے ذریعے سے حسینی سادات کا سلسلہ ۰ تھا۔آپ واقعاتِ کربلا کے چشم دیـ گواہ ہیں۔جس نے اپنی آنکھوں سے کربلا کے مظالم کو دیکھا ہو،اس کے درد کو کوئی قلم لکھ نہیں سکتا اور نہ ہی کوئی ز۔ن بیان کرسکتی ہے۔آپ تمام عمر کربلا میں دی گئی اپنے خا۰ ان کی قر۔نیوں کو یـ دکر کے روتے رہے۔ذیل میں دی گئی کے الفاظ امام زین العا۔ ین **علیہ السلام** نے بطور استغاثہ کربلا سے بلند کیے تھے۔ کے ان الفاظ کو سامنے رکھیے اور کربلا کے درد والم کو سامنے لائیے پھر کیف کی جوصورت بنے گی،اسے ذریعہ ت سمجھئے۔

اے ۔دِ صبا، اَ تیرا ۰ر سرزمینِ حرم ۔ ہو
تو میرا سلام اس روضہ کو پہنچا، جس میں نبیِ محترم تشریف فرما ہیں

وہ جن کا چہرہ انور مہرِ نیمروز ہے اور جن کے رخسار ۔ ل ماہِ کامل
جن کی ذات نورِ ہدایـ، جن کی ہتھیلی سخاوت میں دریـ

اُن کا قرآن ہمارے لئے واضح دلیل ہے جس نے تمام ادیان کو منسوخ کر دیا
. . اس کے احکام ہمارے پاس آئے تو (پچھلے) سارے صحیفے معدوم ہو گئے

ہمارے جگر زخمی ہیں فراقِ مصطفیٰ کی تلوار سے
خوش نصیبی اس شہر کے لوگوں کی ہے جس میں نبیِ محتشم ہیں

کاش میں اس طرح ہو جو نبی کی پیروی علم کے ساتھ کرتا ہے
دن اور رات ہمیشہ یہی صورت اپنے کرم سے فرما

۱

اے رحمتِ عالم آپ گناہ گاروں کے شفیع ہیں
ہمیں قیامت کے دن فضل و سخاوت اور کرم سے عزت بخشئے

ا

اے رحمتِ عالم زین العا. ین کو سنبھالیے
وہ ظالموں کے ہاتھوں میں َ فتار بھیڑ میں ہے

امام زین العا. ین علیہ السلام کے لئے فرزدق شاعر کا قصیدہ:

ا۔ سال اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اپنے .ڈ اور ولی عہد ہشام کو امیر حج بنا کر مکہ بھیجا۔ ہشام بن عبدالملک کے ساتھ شامی دوستوں کے علاوہ د اراکینِ سلطنت اور لوگ بھی تھے۔ ان میں دورِ بنی امیہ کا مشہور شاعر فرزدق بھی تھا۔ لوگوں کا ازدحام ہے اور صحنِ کعبہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ ہشام بن عبدالملک نے حجرِ اسود کا بوسہ ۔ کی کوشش کی ہجوم کی وجہ سے اس ت پہنچ نہ سکا۔ تھک ہار کر اپنے رفقاء سمیت مطاف کے ا ر ا۔ کونے میں او جگہ پ بیٹھ َ ۔ اتنے میں ا۔ بہت وجیہہ اور کریم ہستی (امام زین العا. ین) حجرِ اسود کی طرف .ڈھتی ہے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ حجرِ اسود کے سامنے سے ہٹ کر ا۔ طرف ہو جاتے ہیں۔ امام زین العا. ین **علیہ السلام** آرام سے حجرِ اسود کا بوسہ ۔ ت ہیں اور طواف کے لیے آگے .ڈھ جاتے ہیں۔ دورانِ طواف بھی امام زین العا. ین **علیہ السلام** جس طرف .ڈھتے، لوگ ٹ جاتے اور راستہ دیتے تھے۔

ظاہری اقتدار، شان وشو ت اور د وی کروفر تو اہلِ اقتدار اور حکمرانوں کا ہی خاصہ سمجھا جا ت ہے۔ شامی در ری .ڈے حیران ہوئے اور ہشام بن عبدالملک سے پوچھا: یہ کون شخص ہے جس کا اتنا اکرام کیا جا رہا ہے؟ ہشام جا تو تھا اس نے تجاہلِ عارفانہ سے کام ۔ ت ہوئے ازراہ حقارت کہا کہ میں نہیں جا معلوم نہیں کون شخص ہے۔ ہشام کا میں جواب محض

اس وجہ سے تھا کہ کہیں شامی علی بن حسین (امام زین العا۔ ین **علیہ السلام**) کی طرف مائل نہ ہو جا ۔فرزدق شاعر وہاں موجود تھا، اس نے کہا، لو انھیں کون نہیں جا ، میں بتا ہوں اور پھر اس نے فی البد یہ اشعار پڑھے، اس قصیدے کو قصیدہ میمیہ بھی کہا جا ہے۔

یہ وہ ہستی ہے کہ جسے بطحا (یعنی مکہ مہ) کی ساری وادی پہچا ہے، اور ۔۔ اللہ (یعنی کعبہ) اور حل وحرم ۔ ان کو پہچا ہیں

|

یہ تو اس کے ۔ڈ ہیں جو اللہ کے ۔ بندوں سے بہتر ہیں (یعنی حضور اکرم ﷺ)، یہ پ ہیز گار، تقویٰ والے، پ کیزہ اور صاف ہیں

۔ ۔ ان کو اہلِ قریش دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ان پ فضائل و مکارم ختم ہیں

یہ عزت و ۔ رگی کے اس اوج کمال پ فائ ہیں جس کے حصول سے اسلام کے عرب وعجم قاصر ہیں

۔ ۔ وہ حجر اسود کو بوسہ دینے کے لیے آتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ حجر اسود ان کی خوشبو پہچان کر ان کا ہاتھ پکڑ لے گا

ان کے د   مبارک میں ا   ہے جو عمدہ خوشبو والا ہے، جو بہترین شخص کے ہاتھ میں ہے
جو بلند   ک والا ہے (یعنی عزت وشرف والا ہے)

وہ شرم وحیا سے نگاہیں نیچی ر   ہیں، اور ان کے سامنے لوگوں کی نگاہیں نیچی رہتی ہیں، وہ
ہنستے ہیں   ہی لوگ ان سے   ت کرتے ہیں

ان کی روشن ومنور پیـ   نی سے ہدا   کا نور پھوٹ رہا ہے، جیسے   ریکیاں سورج کے نور سے چھٹ
جاتی ہیں

یہ وہ ہیں کہ جن کے   محترم (حضور اکرم ﷺ) کے سامنے تمام ا   ئے کرام کی فضیلتیں سرنگوں
ہیں (یعنی وہ تمام ا   ئے کرام سے افضل ہیں) اور تمام امتوں کی فضیلت ان کی امت کے آگے
سرخم کیے ہوئے ہے۔ (یعنی ان کی امت تمام امتوں سے افضل ہے)

آپ کی اصل اور نمود رسول اکرم ﷺ سے ہے، آپ کے عناصر اور طبیعت وعادت   عمدہ اور
پ   کیزہ ہیں

یہ حضرت فاطمہ زہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لختِ جگر ہیں، اَ   تو ان کو نہیں جا   (تو سن لے
کہ) ان کے محترم   (حضور اکرم ﷺ) پ ا   ئے کرام کے سلسلے کا اختتام ہوا ہے

اللہ تعالیٰ نے قدیم زمانے سے ان کو شرف وعظمت فرمائی، اوران کے لیے اسی شرف وعظمت کے واسطے اس کی لوح محفوظ میں قلم چل چکا ہے۔ (یعنی شرف وعظمت ان کا مقدر کی جا چکی ہے)

تمہارا یہ کہنا کہ ''یہ کون ہیں؟'' ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ جس ذات امی (کو پہچاننے) سے تو انکار کر رہا ہے ان کو تو عرب وعجم . جا ہیں

ان کے دونوں ہاتھ ایسے فری درس اور بخشنے والے ہیں کہ ان کا نفع عام ہے، ان ہاتھوں سے مسلسل خیرات تقسیم کی جاتی ہے (اس کے . وجود بھی) اس میں کوئی کمی نہیں آتی

وہ مخو ہیں ان کی تیزی (جلد غصہ ہونے) سے خوف نہیں کیا جا ، وہ دونوں خوبیوں سے آراستہ ہیں حسن صورت اور (عمدہ) عادات

. . لوگ (قرض سے) اں . رہو جا تو وہ لوگوں کا . را اٹھانے والے ہیں، ایسے شیریں خصلت والے ہیں کہ ان کا احسان بھی شیریں ہو جا ہے

آپ نے تشہد میں ''اشہدان لا الٰہ الا اللہ'' کہنے کے علاوہ کبھی ''لا'' (نہیں) نہیں فرما ، ا تشہد نہ

تو آپ کا یہ لا (نہیں) بھی '' '(ہاں) ۔یعنی کسی مانگنے والے کے جواب میں آپ کی
ان سے کبھی ''نہیں'' نہ نکلا

ان کا جود ونوال تمام خلائق کے لیے عام ہے،اس لیے اس (مخلوق) کے رنج وغم، مفلسی اور تنگ
دستی دور ہو گئی

وہ تو اس وہ سے تعلق ر ہیں کہ جن کی محبت عین ایمان ہے،اور ان سے بغض کفر ہے،اور ان
کا قرب جائے پناہ اور سہارا ہے

یہ تو ان لوگوں میں سے ہیں کہ ا پ ہیز گاروں کو شمار کیا جائے تو یہ حضرات پ ہیز گاروں کے امام
ہوں گے، یا یہ پوچھا جائے کہ زمین میں سے بہتر کون لوگ ہیں؟ تو جواب میں کہا جائے
گا کہ یہی (اہل ۔) ہیں

کوئی جواں مرد اور سخی ان کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا،اور نہ کوئی قوم ان کے قر۔ پہنچ سکتی ہے
ا چہ کتنی ہی ۔رگی والی کیوں نہ ہو

۔ سخت قحط لوگوں کو گھیر لے تو یہ حضرات ا۔ راں ہیں،اور۔ معرکۂ کارزار م ہو تو یہ

حضرات ''ثریٰ'' کے شیروں کی طرح شیر ہیں۔(عرب میں کوہ سلمیٰ کے ایک علاقے کا نام ثریٰ ہے جہاں شیر بکثرت ہوتے تھے)

مُقَدّم بَعْدَ ذِکْرِ اللّٰہِ ذِکْرُھُمْ   فِیْ کُلِّ بَدْءٍ وَمَخْتُوْم بِہِ الْکَلِمُ

اللہ کے ذکر کے بعد انہی کا ذکر سب سے مقدم ہے، اسی کے ذریعے آغاز ہوتا ہے اور اسی پر گفتگو ختم ہوتی ہے

مَنْ یَعْرِ ِ اللّٰہَ یَعْرِ ُ اَوّلِیّۃَ ذَا   وَالدِّیْنَ مِنْ بَ ْتِ ھٰذَا نَالَہُ الْاُمَمُ

جوشخص اللہ کو جانتا ہے وہ ان کی اولیت اور تقدیم کو بھی جانتا ہے، اور تمام لوگوں کو دین ان کے گھر سے ہی ملا ہے

یُسْتَدْفَعُ الشّرُّ وَالْبَلْوٰی بِحُبِّھِم   وَیَسْتَزِیْدُ بِہِ الاحْسَانُ وَالْکَرَمُ

ان کی محبت کے وسیلے سے مصیبتیں اور آفتیں دور کی جاتیں ہیں، اور ان کے ذریعے احسان وکرم میں اضافہ ہوتا ہے

دیوانِ فرزدق اور تاریخ وسیئر کی دیگر کتب کے علاوہ علامہ ابن کثیر نے اس قصیدے کے کچھ اشعار البدایہ والنہایہ میں درج کیے ہیں۔ نیز ملا عبدالرحمٰن جامی نے سلسلۃ الذھب میں اس قصیدے کا منظوم فارسی ترجمہ مثنوی کی صورت میں کیا ہے۔

یہ اشعار سن کر ہشام بن عبدالملک آگ بگولا ہوا اور فرزدق کو مکہ اور مدینہ کے درمیان عسفان کے زنداں میں قید کر دیا۔ امام زین العابدین نے فرزدق کو ۱۲۰۰۰ درہم بھجوائے۔ فرزدق نے وہ رقم ان الفاظ کے ساتھ واپس کر دی، کہ میں بادشاہوں کی خوشنودی کے لئے اشعار کہتا رہا، انعام واکرام کے لیے، لیکن یہ اشعار میں نے خالصتاً اللہ اور اس کے رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ**

سلم کی خوشنودی کے لئے کہے ہیں اور اللہ کے رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی اولاد کے حق کے لیے کہے ہیں۔ اس پر میں معاوضہ نہیں لوں گا۔ امام زین العابدین **علیہ السلام** نے جواب بھیجا کہ اللہ کو تمہاری نیت کا خوب علم ہے۔ ہم اہلِ بیت جس کو جو ہدیہ دے دیں واپس نہیں لیتے۔ اس پر فرزدق نے وہ درہم لے لیے۔ بعدازاں اس نے ہشام کی ہجو میں اشعار کہے۔

زینب بنتِ علی علیہما السلام حدیثِ عشق کا دوسرا باب:

حدیثِ عشق دو باب است کربلا و دمشق
یکے حسین رقم کرد و دیگرے زینب

ترجمہ اور تشریح: حدیثِ عشق کے دو باب ہیں، ایک کربلا میں حسینؑ نے رقم کیا اور دوسرا کربلا سے کوفہ، کوفہ سے دمشق اور دمشق سے مدینہ تک کے سفر میں امام حسینؑ کی بہن سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے رقم کیا۔

نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی نواسی، علی **علیہ السلام** کی بیٹی، ثانی زھرا، حسنین **علیہما السلام** کی لاڈلی بہن، عقیلۂ بنی ہاشم، مسافرہ شام، سیدہ زینب الکبریٰ **سلام اللہ علیہا** کی زندگی ہمیشہ خواتین کے لیے ایک روشن مثال ہے۔ کربلا اور کربلا کے بعد پیش آنے والے واقعات میں سیدہ زینب **سلام اللہ علیہا** کا کردار اور آپ کے خطبات، عزیمت اور جدوجہد رہتی دنیا تک مرد و خواتین کے لئے ایک روشن باب ہے۔ جہاں مرد حوصلے چھوڑ جائیں، ان سے کٹھن حالات میں سیدہ زینب **سلام اللہ علیہا** کا مقابلہ کرنا اور مقصدِ حسینی کو دنیا پر آشکار کرنا، تاریخ انسانی ایسی کوئی مثال دینے سے قاصر ہے۔

وہ اہل حق کی تشنہ دہاں مختصر سپاہ
باطل کا وہ ہجوم کہ اللہ کی پناہ

﴿کارزارِ عشق﴾

وہ ظلمتوں کے دام میں زہراؑ کے مہر و ماہ
تارے وہ فرطِ غم سے جھکائے ہوئے نگاہ
وہ دل بجھے ہوئے وہ ہوائیں تھمی ہوئی
وہ اک بہن کی بھائی پہ نظریں جمی ہوئی
(جوش ملیح آبادی)

سیدہ زینب **سلام اللہ علیہا** کی زندگی کا مقصد اب اپنے بھائی امام حسین **علیہ السلام** پر اپنا سب کچھ قربان کرنا تھا۔ وہ بار بار خیموں سے باہر آ کر اپنے بھائی کو دیکھنا، راتوں کو اٹھ اٹھ کر خبر گیری کرنا، خیام سے تلِ زینبیہ تک کا وہ فاصلہ، میدانِ کارزار میں شہادت کے وہ مناظر، کربلا میں اپنے بیٹوں (عون ومحمد) کو قربان کرنا، بھائیوں کی شہادتیں دیکھنا، یومِ عاشور میں کربلا کا وہ منظر، اللہ اکبر۔ مگر اس سے بھی مشکل گھڑی وہ تھی، جب امام حسین **علیہ السلام** کی بہن، ثانی زہرا، سیدہ زینب **سلام اللہ علیہا** کو کربلا چھوڑنا پڑا۔ عاشور کے بعد ۱۲ محرم ۶۱ ہجری جب اہل بیت کے سر نیزوں پر بلند کر کے، مخدراتِ عصمت وطہارت، برہنہ سر، رسن باندھے کربلا سے کوفہ لے جایا گیا، سیدہ زینب **علیہا السلام** میدانِ کربلا میں اپنے عزیزوں (بیٹوں عون ومحمد، بھتیجوں قاسم وعلی اکبر وعلی اصغر، بھائیوں عباس و برادران و پسرانِ مسلم بن عقیل اور سب سے بڑھ کر اپنے دل اور روح کے چین امام حسین **علیہم السلام**) کے کٹے پھٹے اور کچلے ہوئے بدنوں کے پاس سے گزرتی ہیں اور اپنے نا · جان **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کو مخاطب کرتے ہوئے فریاد کرتی ہیں۔ کس میں حوصلہ ہے کہ ان الفاظ کی شرح کر سکے یا ان الفاظ کے معانی ومطا . بیان کر سکے اور درد وکرب اور نالہ وفریاد کو محسوس کر سکے۔ ہاں اللہ اور اس کے محبوب، خلقِ · اکے ملجا و ماوا نے ضرور ان جذبات کو سنا ہوگا۔ میں فقط سیدہ زینب کے ان . درد الفاظ کا ترجمہ کر رہا ہوں۔ یہ زینب کبریٰ کا بارگاہِ رسالت مآب **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** میں استغاثہ تھا:

﴾کارزارِ عشق﴿

''اے محمدِ مصطفیٰ ﷺ آیئے اور دیکھئے، آپ ﷺ کے حسینؑ کا خون آلودہ لاشہ، خون آلود چٹیل میدان میں ہے، اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے گھرانے کی بچیاں، رسیوں سے جکڑی ہوئی ہیں۔ آپ ﷺ کی ذریت قتل کر کے ریت پر بچھا دی گئی ہے اور اس پر خاک اڑ رہی ہے۔ اے میرے نانا جان ﷺ! یہ آپ ﷺ کی اولاد ہے، جسے ہانک کر لے جایا جا رہا ہے۔ ذرا حسینؑ کو دیکھئے، اس کا سر کاٹ لیا گیا ہے اور اس کا عمامہ اور چادر چھین لی گئی ہے۔''

پیر نصیر الدین نصیرؒ نے اس منظر کو یوں بیان کیا:

پُھولا پَھلا چمن جو ہوا سامنے تباہ
وہ بے کسی کا وقت بھی کیا تھا، خدا گواہ
زینبؑ، وفورِ غم سے ہوئی غرقِ رنج و آہ
تڑپ جو دل، تو سُوئے مدینہ اُٹھی نگاہ
بولی کہ اے محمدِ ﷺ ذی جاہ! المدد
سب کی پناہ، میرے شہنشاہ! المدد

کیسے دیکھا ہوگا وہ منظر زینبِ حزیں نے کہ جب ان کے بھائی اور جنت کے جوانوں کے سردار امام حسین **علیہ السلام** کا لاشہ گھوڑوں سے پامال کیا جا رہا تھا

سلام اے رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے اہل بیت

ذکرِ حسین علیہ السلام:

اللہ نے اپنے حبیب **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سے قرآن میں فرمایا: ورفعنا لک ذکرک، یعنی ہم

نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔اللہ کے رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا مرتبہ بلند ہے،اللہ کے رسول کا ذکر بلند ہے، اسی لیے تو جو رسولؐ کی پشت کا سوار ہے، اس کا مرتبہ بھی بلند ہے، اس کا ذکر بھی بلند ہے۔اسی لیے تو ناصبیانہ حربے کارگر نہیں ہوئے ،۱۴سو سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا مگر راکبِ دوشِ پیغمبر، امامِ عاشقاں، امام حسین **علیہ السلام** ہر دور میں مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن رہے ہیں۔ان کا نام ہر دور میں سر بلند رہا ہے،ان کا ذکر ہمیشہ جاری رہا ہے اوران کا ذکر ہمیشہ جاری رہے گا۔جس زباں کو یزیدی خاموش کرنا چاہتے تھے، وہ تو نیزے کی نوک پر بھی قرآن کی تلاوت کرتی رہی،اللہ کا وعدہ ہے کہ اے حبیب ہم نے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ جہاں حبیب کا ذکر بلند ہوا وہاں حبیب کے حبیب (حسین **علیہ السلام**) کا ذکر بھی بلند رہے گا۔

سلام اے حبیبِ مصطفیٰ ،سلام اے راکبِ دوشِ رسولؐ

ہاشمی و مطلبی فصاحت وشجاعت کے وارث امام حسین **علیہ السلام** نے کربلا میں ظلم وجور کے خلاف قیام کر کے انسانیت کا سر اونچا کیا۔ نہ صرف مسلمان بلکہ ہرانسان جو عزت وناموس پر یقین رکھتا ہے، غیرت اور خودی کا خوگر ہے، ذکرِ امام حسین **علیہ السلام** کا مقروض ہے۔

نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی آواز پرآواز بلند کرنا بربادیٔ اعمال ہے، نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے اقوال سے اعراض کتنی بربادی ہوگی، حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں،قولِ رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** ہے۔حسین **علیہ السلام** آئینۂ حق ہیں، جسے اس آئینے میں حق نظر نہ آئے اور حسین **علیہ السلام** اوران کے گھرانے کو چھوڑ کر گروہِ یزید کی طرف مائل ہو، ناصبی ہے۔

حسین **علیہ السلام** ناطقِ قرآن بھی ہیں اور قاریٔ قرآن بھی، کٹے ہوئے سرِ انور سے تلاوت کرنا صرف آپ کا اعجاز ہے، واقعۂ اصحابِ کھف سے بھی عجیب تر۔اصحاب کھف کی تفصیلات جاننے کے لئے سورہ کھف کا نزول ہو،اللہ اسے اپنے پاک کلام قرآن کا حصہ بنائے تو

﴿کارزارِ عشق﴾

پھر کربلا کا واقعہ جو اصحابِ کھف سے بھی عجیب تر ہے، اس کا ذکر کرتے ہوئے لوگ ہچکچاتے رہیں۔

جو حسین **علیہ السلام** اور کربلا کے ذکر سے دور ہے، وہ انسانیت سے دور ہے، حقانیت سے دور ہے، وہ کبھی سر بلند نہیں ہوسکتا۔ حسین **علیہ السلام** اور کربلا کا ذکر رفعتیں اور عظمتیں عطا کرتا ہے۔ اس قربانی کا اعتراف اور اسوۂ شؑ.. پر گامزن ہو کر ہی عزتیں حاصل ہوتی ہیں۔ حکیم الامت، مصورِ پاکستان، ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے یہ نکتہ اسرارِ خودی میں یوں بیان کیا:

از ولائے دودمانش زندہ ام
در جہاں مثل گوہر تابندہ ام

میں ان (علیؑ) کے خاندان سے محبت کی وجہ سے زندہ ہوں
جہاں میں موتی کی طرح چمک رہا ہوں

جو کہتے ہیں غمِ حسین **علیہ السلام** میں نہیں رونا چاہیے، میں پوچھتا ہوں تو شریعت کو زین العابدین **علیہ السلام** سے زیادہ سمجھتا ہے، جو ساری عمر غمِ حسین میں روتے رہے۔ غمِ حسین ہمارے قلب و روح میں ہے، یہ درد ہماری ز کا حاصل ہے۔ یہ آ ہمارا سلام ہے آلِ عبا کے لیے!

اے صبا اے پیک دور افتادگاں
اشک ما بر خاک پاک او رساں

(علامہ محمد اقبالؒ، رموزِ بیخودی)

اے صبح کی ہوا، اے دور رہنے والوں کی قاصد،
میرے آ لے جا اور جا کر ان (حسینؑ) کی قبر پر نچھاور کر دے

السلام علیک یا ابا عبدالله الحسین و علیٰ علی ابن الحسین
و علیٰ اولاد الحسین وعلیٰ آباء الحسین و علیٰ اصحاب الحسین
و علیٰ ازواج الحسین و علیٰ انصار الحسین و علیٰ اخی الحسین
و علیٰ اخت الحسین و علیٰ ابی الحسین و علیٰ ام الحسین
و علیٰ جد الحسین

اے اباعبداللہ الحسین آپ پر سلام اور حسینؑ کے بیٹے علی (زین العابدین) پر سلام
اور حسینؑ کی اولاد پر سلام اور حسینؑ کے آباءواجداد پر سلام اور حسینؑ کے ساتھیوں پر سلام
اور حسینؑ کی ازواج پر سلام اور حسینؑ کے مددگاروں پر سلام اور حسینؑ کے بھائی پر سلام
اور حسینؑ کی بہن پر سلام اور حسینؑ کے والد پر سلام اور حسینؑ کی والدہ پر سلام
اور حسینؑ کے نانا اور دادا پر سلام

﴿کارزارِ عشق﴾

آلِ فاطمہ علیہم السلام:

شگفتہ گلشنِ زہراؑ کا ہر گلِ تر ہے
کسی میں رنگِ علیؑ ہے کسی میں بوئے رسولؐ

(بیدم شاہ وارثی)

امام اول علی ابن ابی طالب **علیہما السلام** ہیں۔آپ امیر المومنین،مولائے کائنات،امام المتقین ،امام الاولیاء،امام الاصفیاء،امام الاوصیاء،امام المشارق والمغارب اور امام الانس والجنہ ہیں۔امام دوم حسن بن علی بن ابی طالب **علیہم السلام** ہیں۔آپ کی کنیت ابومحمد،مشہور لقب المجتبیٰ اورسید ہیں۔شبر اور حسن ہم معنی ہیں۔آپ سبطِ پیغمبر،خلیفہ راشد،سردارِ جوانانِ جنت اور شہید ابن شہید ہیں۔امام سوم حسین ابن علی ابن ابی طالب **علیہم السلام** ہیں۔آپ ابوعبداللہ،حبیبِ مصطفیٰ،امامِ عاشقاں،مولائے ابرارِ جہاں،شہیدِ کربلا،راکبِ دوشِ مصطفیٰ اور سردارِ جوانانِ جنت ہیں۔

حسن اور حسین نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے دو پھول ہیں۔امت کے ناصبیوں نے اقتدار کی خاطر ان پھولوں کو مسل دیا۔حسنؑ کو زہر اور حسینؑ کو تیر وتلوار سے شہید کیا۔آلِ حسن اور آلِ حسین **علیہم السلام** کو بھی ملوکیت کے ہر دور میں ستایا گیا۔ان کی شہادتوں سے تاریخِ اسلام بھری پڑی ہے۔

سیدہ زینب الکبریٰ **سلام اللہ علیہا** نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی نواسی،علی **علیہ السلام** کی بیٹی، ثانی زھرا،حسنین **علیہما السلام** کی لاڈلی بہن اور زوجۂ عبداللہ بن جعفر **علیہما السلام** ہیں۔آپ عون ومحمد کی والدہ ہیں۔آپ عقیلۂ بنی ہاشم،مسافرہ شام،ام ا۔۔۔ ئب،شریکۃ الحسین اور حدیثِ عشق کا دوسرا باب ہیں۔

امام چہارم علی بن حسین **علیہما السلام** ہیں۔ آپ زین العابدین، سید التابعین، سید الساجدین، عابد، بیمارِ کربلا، واقعاتِ کربلا کے چشم دید گواہ اور سب سے زیادہ گریہ کرنے والوں میں سے ہیں۔ امام پنجم محمد بن علی بن حسین **علیہم السلام** ہیں۔ آپ کا لقب الباقر ہے، باقر العلوم، علم کی گرہیں کھول کھول کر بیان کرنے والا۔ آپ حسین **علیہ السلام** کے پوتے اور حسن **علیہ السلام** کے نواسے ہیں۔ نبی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا سلام جابر بن عبداللہ انصاری **رضی اللہ عنہ** کی زبانی آپ تک پہنچایا گیا۔ امام ششم جعفر بن محمد باقر **علیہما السلام** ہیں۔ آپ کا لقب الصادق ہے۔ مسجدِ نبوی میں آپ کے درس میں انبوہ کثیر ہوتا۔ آپ کے لاکھوں شاگرد ہیں بشمول امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، جابر بن حیان وغیرھم۔ آپ علوم کا سمندر تھے۔ امام ہفتم موسیٰ بن جعفر صادق **علیہما السلام** ہیں۔ آپ کا لقب الکاظم ہے، کاظم غصہ پی جانے والا۔ آپ بہت حلیم و کریم طبع کے مالک تھے۔ ہارون الرشید عباسی کے دور میں قید خانے میں آپ کی زہر خورانی سے شہادت ہوئی۔

امام ہشتم علی بن موسیٰ کاظم **علیہما السلام** ہیں۔ آپ کا لقب الرضا ہے۔ حدیث سلسلۃ الذھب آپ سے مروی ہے جسے کثیر تعداد میں محدثین نے کیا۔ ابن ماجہ کے شیخ ابوصلت الہروی نے اس حدیث کو بیان کیا۔ مشہد مقدس میں آستانِ قدس الرضوی آپ کا مزارِ اقدس ہے۔ مامون الرشید نے ولی عہد بنایا۔ امام نہم محمد بن علی الرضا **علیہما السلام** ہیں۔ آپ کا لقب تقی وجواد ہے۔ علم و معرفت میں آپ لاثانی تھے۔ ۸ سال کی عمر میں یحییٰ بن اکثم کے سوالات کے برسرِ دربار جوابات دے کر حاسدین کا منہ بند کر دیا۔ کاظمین میں دادا کے ساتھ آپ کی قبر مبارک ہے۔ امام دہم علی بن محمد الجواد **علیہما السلام** ہیں۔ آپ کا لقب وہادی ہے۔ "سرّ من رای" جس نے دیکھا سرُور پا لیا سے ماخوذ سامرا آپ کا مزارِ اقدس ہے۔ موسیٰ مبرقع آپ کے بھائی ہیں۔ معتز باللہ عباسی کے دور میں شہید کیے گئے۔ امام یازدہم حسن بن علی الہادی **علیہما السلام** ہیں۔ آپ کا لقب عسکری ہے۔ ابومحمد آپ کی کنیت ہے۔ سامرا میں اپنے والد کے ساتھ محو استراحت

ہیں۔فوجی زندان میں قید کی وجہ سے عسکری کہلائے۔معتمد عباسی کے دور میں مسموم ہوئے۔امام دوازدہم محمد بن حسن العسکری **علیہما السلام** ہیں۔مہدی، المنتظر ،قائم آلِ محمد آپ کے مشہور القابات ہیں۔سامرا آپ کا مسکن تھا۔آپ کی والدہ نرجس خاتون ہیں۔آپ کے والد کی پھوپھی حکیمہ خاتون نے آپ کی دیکھ بھال کی ذمہ داری نبھائی۔آپ کے القابات میں سے ایک لقب عادل ہے۔آپ زمین کو عدل سے بھر دیں گے۔

حسن مثنیٰ **علیہ السلام**، امام حسن **علیہ السلام** کے بیٹے اور جناب علی المرتضیٰ **علیہ السلام** کے پوتے، امام حسین **علیہ السلام** کے بھتیجے اور داماد تھے۔امام حسین **علیہ السلام** کی لختِ جگر سیدہ فاطمہ **علیہا السلام** آپ کی زوجہ تھی۔آپ کربلا میں اپنی زوجہ سمیت نصرتِ امام کے لیے حاضر تھے۔جنگ میں آپ شدید زخمی ہوئے اور آپ کے ماموں اسماء بن خارجہ فزاری آپ کو بچا کر لے گئے۔آپ کے بیٹوں میں عبداللہ المحض ،حسن مثلث اور ابراہیم الغمر مشہور ہیں۔آپ کی قبر مدینہ شریف میں جنت البقیع کے اندر ہے۔

زید بن علی زین العابدین **علیہما السلام** ہیں۔آپ زید الشہید کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ امام محمد باقر **علیہ السلام** کے بھائی ہیں۔امام ابوحنیفہ نے ہشام بن عبدالملک اموی کے خلاف خروج میں آپ کی حمایت واتباع کی۔یحیٰی بیٹے سمیت آپ کو دردناک طریقے سے شہید کیا گیا اور آپ کی لاش کو سُولی پر لٹکایا گیا۔

عبداللہ بن حسن مثنیٰ کا لقب المحض ہے۔آپ حسن **علیہ السلام** کے پوتے اور حسین **علیہ السلام** کے نواسے ہیں۔آپ شیخ عبدالقادر جیلانی **رضی اللہ عنہ** کے جدّ اعلیٰ ہیں۔منصور عباسی کے مظالم کے خلاف آپ نے آواز بلند کی۔ابوحنیفہؒ نے آپ کی اطاعت ونصرت کی۔محمد بن عبداللہ الحسنی کا لقب نفس الزکیہ ہے۔آپ شہید ابن شہید ہیں۔امام مالک اور امام ابوحنیفہ کی حمایت آپ کو حاصل تھی۔منصور عباسی کے خلاف خروج کیا اور شہادت کا جام پیا۔ابراہیم بن عبداللہ المحض ،محمد

نفس الزکیہ کے بھائی اور خود نفس الرضیہ کے لقب سے جانے جاتے ہیں۔ اپنے بھائی اور والد کی تحریک کے مؤید و حامی تھے۔ آپ بے انتہا دلیر تھے اور شہید کیے گئے۔ شاہ عبدالعظیم الحسنی امام حسن **علیہ السلام** کی اولاد سے ہیں۔ چار واسطوں سے سلسلہ نسب امام حسن **علیہ السلام** سے جا ملتا ہے۔ آپ عالم اور محدث تھے۔ امام محمد تقی اور امام علی **علیہما السلام** کی مصاحبت اور قرب حاصل رہا۔ رے، ایران میں آپ کا مزارِ اقدس ہے۔ اسماعیل بن جعفر صادق **علیہما السلام**، امام موسیٰ کاظم **علیہ السلام** کے بھائی ہیں۔ اسماعیلی فرقہ ان کے نام سے منسوب ہے۔ آپ آل حسین **علیہم السلام** سے تھے۔ آپ کا مدفن مدینہ شریف میں جنت البقیع کے اندر ہے۔

کربلا کی طرح صاحب فخ بھی حسین بن علی ہیں۔ یہ حسنی سادات میں سے تھے جو حسن مجتبیٰ **علیہ السلام** کے پوتے حسن مثلث کے پوتے ہیں۔ ان کا شجرہ تین واسطوں سے حسن مجتبیٰ سید شباب اہل الجنۃ سے جا ملتا ہے۔ آپ نے 169 ہجری میں ہادی عباسی کے خلاف قیام کیا اور مکہ کے قریب سرزمین فخ میں اپنے ساتھیوں سمیت شہید کیے گئے۔ تمام آل محمد **علیہم السلام** کربلا کے بعد اس واقعے کو یاد کر کے گریہ کناں رہتے تھے، جن میں امام موسیٰ کاظم **علیہ السلام** کا نام مشہور و معروف ہے۔ واقعہ فخ کربلا کے بعد آل رسول **علیہم السلام** کے لیے سب سے تکلیف دہ اور المناک واقعہ ہے۔ واقعہ فخ میں ۳۰۰ سے زائد اپنے وقت کے بہترین آل محمد **علیہم السلام** کے فرزندوں اور ان کے جانثاروں کو شہید کیا گیا۔

فاطمہ معصومہ، امام علی رضا کی بہن اور امام موسیٰ کاظم **علیہ السلام** کی دختر ہیں۔ آپ اور امام علی رضا **علیہ السلام** کی والدہ کا نام نجمہ خاتون ہے۔ آپ عالمہ اور کریمہ اہل بیت ہیں۔ آپ اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم **علیہ السلام** کی بہت لاڈلی بہن تھی۔ بابلان، قم، ایران میں آپ **سلام اللہ علیہا** کا روضہ ہے۔ حکیمہ خاتون، امام علی رضا کی بہن اور امام موسیٰ کاظم **علیہ السلام** کی دختر ہیں۔ آپ عالمہ اور عابدہ تھیں۔ آپ ولادت امام محمد تقی **علیہ السلام** کی شاہدہ ہیں۔ آپ کا مقبرہ ایران میں ہے۔ امام

محمد تقی **علیہ السلام** کی بیٹی کا نام بھی حکیمہ خاتون تھا۔آپ نے امام محمد تقی، امام علی ، امام حسن عسکری اور امام محمد مہدی **علیہم السلام** کا زمانہ دیکھا۔نرجس خاتون، امام حسن عسکری **علیہ السلام** کی زوجہ اور امام محمد مہدی **علیہ السلام** کی والدہ ہیں۔حکیمہ خاتون اور نرجس خاتون کی قبور سامرا میں حرمِ عسکریین کے اندر امام علی اور امام حسن عسکری **علیہما السلام** کی قبور کے ساتھ ایک ہی احاطہ میں ہیں۔

موسیٰ بن محمد تقی **علیہما السلام کا** لقب مبرقع ہے۔آپ امام علی **علیہ السلام** کے بھائی تھے۔ عہد عباسیہ میں گھر کے چالیس افراد سمیت آپ پر چھت گرا کر شھید کیا َ ۔چہل اختران، قم میں آپ کے مزارات ہیں۔محمد بن علی **علیہما السلام** کا لقب سبع الدجیل (شیر مرد) ہے۔آپ امام علی **علیہ السلام** کے بڑے بیٹے اور امام حسن عسکری **علیہ السلام** کے بھائی تھے۔آپ سید علی غواص المعروف پیر بابا (بونیر) اور ترمذی سادات کے جدّ اعلیٰ ہیں۔ بلد (عراق) میں آپ کا مزار ہے۔ابراہیم مجاب امام موسیٰ کاظم **علیہ السلام** کے پوتے ہیں۔مجاب یعنی آپ کو قبرِ حسین **علیہ السلام** سے سلام کا جواب ملا۔آپ کی قبر حرمِ امام حسین **علیہ السلام** میں قبرّ حسین کے قریب ہے۔آپ وہ خوش نصیب ہیں (جنھیں شہدائے کربلا کے علاوہ) حرمِ مولا حسین **علیہ السلام** میں تدفین کی سعادت حاصل ہوئی۔

شیخ عبدالقادر جیلانی **رضی اللہ عنہ** کے والد حسنی اور والدہ حسینی تھی۔آپ غوث الاعظم، پیرانِ پیر اور محی الدین کہلائے۔حنبلی نسبت ہے۔آپ قادری سلسلہ کے بانی اور عبداللہ المحض کی اولاد سے ہیں۔۱۰ واسطوں سے آپ کا نسب بذریعہ حسن مثنیٰ امام حسن **علیہ السلام** سے ملتا ہے۔ بغداد شریف میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔سید علی ہجویریؒ کا لقب داتا اور گنج بخش ہے۔آپ حسنی سید ہیں۔آپ کا نسب ۸ واسطوں سے بذریعہ زید امام حسن **علیہ السلام** سے ملتا ہے۔ **کشف المحجوب** آپ کی مشہور تصنیف ہے۔لاہور میں آپ کا مزارِ عالیشان ہے۔

خواجہ حسن سنجریؒ کا لقب معین الدین ہے۔آپ چشتی اور اجمیری ہیں۔آپ کے والد

حسینی اور والدہ حسنی ہیں۔ ۸ واسطوں سے سلسلہ نسب امام علی علیہ السلام سے بذریعہ حسن اصغر ملتا ہے۔ عبداللہ شاہ غازیؒ کی کنیت ابو محمد اور لقب الاشتر ہے۔ آپ آلِ حسن علیہم السلام سے ہیں۔ کچھ روایات کے مطابق آپ محمد نفس الزکیہ کے بیٹے ہیں۔ سرزمینِ ہند پر آپ قدیم ترین ولی اللہ ہیں۔ کلفٹن، کراچی میں آپ کا مزار ہے۔

خواجہ بختیار کا کی کا لقب قطب الدین ہے۔ آپ آل حسین علیہم السلام سے ہیں۔ آپ خواجہ معین الدین چشتیؒ کے خلیفہ اور بابا فرید الدین گنج شکر کے مرشد تھے۔ ۱۰ واسطوں سے بذریعہ جعفرنسبی الحاق امام محمد تقی علیہ السلام سے ہوتا ہے۔ آپ کا جنازہ بادشاہ وقت التمش نے پڑھایا۔ دہلی، انڈیا میں آپ کا مزارِ اقدس ہے۔ سید محمد م الدین اولیاء کا لقب محبوب الٰہی ہے۔ آپ آل حسینؑ سے ہیں۔ آپ امیر خسرو کے مرشد اور بابا فرید الدینؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا نسب ۹ واسطوں سے امام علی علیہ السلام سے بذریعہ جعفر ثانی ملتا ہے۔ آپ کا مزار دہلی، انڈیا میں ہے۔

جلال الدین بخاریؒ کا لقب سرخ پوش ہے۔ آپ جہانیاں جہاں گشت کے دادا ہیں۔ آپ کا نسب ۷ واسطوں سے امام علی علیہ السلام سے بذریعہ جعفر ثانی ملتا ہے۔ سرزمین پاک و ہند میں بخاری سادات کے جدّ اعلیٰ ہیں۔ اوچ شریف میں آپ کا روضہ مبارک ہے۔ سید عثمان مروندیؒ کا لقب لعل، شہباز اور قلندر ہے۔ آپ کا ۱۱ واسطوں سے نسبی الحاق بذریعہ اسماعیل امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے۔ آپ کا روضہ اقدس سیہون شریف، سندھ میں ہے۔ سید علی ترمذی پیر بابا کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کے والد سید قنبر علی ہیں۔ آپ ترمذی سادات کے مورثِ اعلیٰ ہیں۔ ۲۲ واسطوں سے آپ کا نسب محمد (بلد) کے ذریعے امام علی علیہ السلام سے مل جاتا ہے۔ آپ کا مزار ڈگر (بونیر) میں ہے۔

میر سید علی ہمدانی کا لقب امیر کبیر ہے۔ آپ فرزند امیرِ ہمدان ہیں۔ آپ آل حسین علیہ

السلام سے تھے۔۱۴ واسطوں سے نسب امام زین العابدین **علیہ السلام** سے بذریعہ عبیداللہ حسین ملتا ہے۔آپ کتب کثیرہ کے مصنف ہیں۔تبلیغ اسلام کے لئے کشمیر، لداخ اور دردراز کا سفر کیا اور لاکھوں لوگ فیض یاب ہوئے۔آپ کا مزار تاجکستان کے صوبہ ختلان میں ہے۔سید احمد رفاعی کا نسب ۵ واسطوں سے امام موسیٰ کاظم **علیہ السلام** سے بذریعہ ابراہیم مرتضٰی ملتا ہے۔آپ سلسلہ رفاعیہ کے بانی اور عظیم ولی اللہ تھے۔آپ حاضری کے لئے روضۂ رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** پہ حاضر ہوئے۔فضائل اعمال میں علامہ زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی سمیت دیگر علماء نے لکھا ہے کہ قبرِ رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سے دستِ اقدس باہر آیا اور آپؒ نے دستِ رسول **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** پر بوسہ دیا۔عشق ومعرفت میں آپ لاثانی تھے۔عراق میں آپ کا مزار ہے۔

مصادر و مآخذ:

۱) تفسیر دُرِ منثور، علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

۲) تفسیر مظہری، قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

۳) تفسیر ضیاء القرآن، پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

۴) تفسیر ابنِ کثیر، حافظ عماد الدین ابوالفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی، مکتبہ اسلامیہ لاہور

۵) تفسیر عثمانی، علامہ شبیر احمد عثمانی، دارالاشاعت کراچی

۶) تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ مودودی، ادارہ ترجمان القرآن لاہور

۷) صحیح بخاری شریف، محمد بن اسماعیل بخاری، تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور

۸) صحیح مسلم شریف، مسلم بن الحجاج مسلم القشیری النیشاپوری، پروگریسو بکس، فیصل مسجد اسلام آباد

۹) سنن نسائی شریف، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، مکتبۃ العلم لاہور

۱۰) جامع ترمذی شریف، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، مکتبۃ العلم لاہور

۱۱) سنن ابوداؤد شریف، ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، اسلامی کتب خانہ لاہور

۱۲) سنن ابنِ ماجہ شریف، ابن ماجہ القزوینی، اسلامی کتب خانہ لاہور

۱۳) تاریخ طبری (تاریخ الامم والملوک)، ابی جعفر محمد بن جریر الطبری، نفیس اکیڈمی کراچی

۱۴) تاریخ ابن کثیر (البدایہ والنھایہ)، ابوالفدا اعماد الدین ابنِ کثیر الدمشقی، نفیس اکیڈمی کراچی

۱۵) تاریخ المسعودی (مروج الذہب ومعادن الجواہر)، ابوالحسن بن حسین بن علی المسعودی، نفیس اکیڈمی کراچی

۱۶) تاریخ ابنِ خلدون، عبدالرحمٰن ابنِ خلدون، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور

۱۷) تاریخ الخلفاء، جلال الدین سیوطی، مشتاق بک کارنر لاہور

۱۸) تاریخ اسلام، سید امیر علی، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور

۱۹) بہتر تارے، سید نجم الحسن کراروی، امامیہ کتب خانہ لاہور

۲۰) ائمہ اہلِ بیتؑ، پروفیسر خالد پرویز، بیکن بکس لاہور

۲۱) شہادتِ حسنین ترجمہ سرّ الشہادتین، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مترجم ریاض احمد صمدانی، ادارہ

محی الدین برطانیہ

۲۲) خانوادۂ نبوی وعہدِ بنی امیہ حقائق واوہام، ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی، العربی ادارہ تصنیف ونشر کراچی

۲۳) تحفہ اثناعشریہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، دارالاشاعت کراچی

۲۴) سیرت النبیؐ، علامہ شبلی نعمانی، ادارہ اسلامیات لاہور

۲۵) مدارج النبوت، شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۲۶) الخصائص الکبریٰ، علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی، شبیر برادرز لاہور

۲۷) ضیاء النبیؐ، پیرمحمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۲۸) رحمۃً للعالمین، قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، مکتبہ اسلامیہ لاہور

۲۹) سیرۃ النبیؐ ابن ہشام، محمد عبدالملک ابن ہشام، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور

۳۰) شرح دیوانِ حضرت علیؓ، ابواحمد غلام حسن اویسی قادری، مدرسہ فیض اویسیہ، پاکپتن

۳۱) شرح نہج البلاغہ، مفتی محمد وسیم اکرم القادری ومحمد الیاس عادل، مشتاق بک کارنر لاہور

۳۲) سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ، سید عظمت حسین شاہ گیلانی، زاویہ پبلشرز لاہور

۳۳) امیر المومنین سیدنا علیؓ شخصیت وکردار، حکیم محمود احمد ظفر، تخلیقات لاہور

۳۴) دیوان حضرت علیؓ، مولوی سعید احمد اعظم گڑھی، نگارشات پبلشرز لاہور

۳۵) حماسۂ حسینی، سید شہید مرتضٰی مطہری، ادارہ نشر معارف اسلامی لاہور

۳۶) الفاروق، علامہ شبلی نعمانی، مکتبہ اسلامیہ لاہور

۳۷) تحقیقات وتاثرات، ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی، الفیصل ناشران لاہور

۳۸) ام ا... ئب سیدہ زینبؓ، محمد الیاس عادل، مشتاق بک کارنر لاہور

۳۹) شہزادیٔ انقلاب سیدہ شہر بانو سلام اللہ علیھا اور ایران، راجہ راشد زمان (کیانی)، پورب اکادمی اسلام آباد

۴۰) سیرت ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ، عرفان رضوی، القلم پبلی کیشنز لاہور

۴۱) سیرت فاطمۃ الزھراءؓ، حافظ ناصر محمود، بک کارنر شوروم جہلم

۴۲) امام حسینؓ اور واقعہ کربلا، حافظ ظفر اللہ شفیق، ادارہ صراطِ مستقیم لاہور
۴۳) البتول، علامہ صائم چشتی، چشتی کتب خانہ فیصل آباد
۴۴) شرح اربعین امام حسینؓ، عبداللہ دانش، العاصم اسلامک بکس لاہور
۴۵) ایمان ابی طالب، علامہ صائم چشتی، چشتی کتب خانہ فیصل آباد
۴۶) حضرت عبدالمطلب ابن حضرت ہاشم، سید جاوید حسن رضوی، اظہار سنز لاہور
۴۷) والدین رسالتمآبؐ، کوکب نورانی اوکاڑوی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۴۸) شامِ کربلا، محمد شفیع اوکاڑوی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور
۴۹) ایمان والدین مصطفیٰؐ ونجات ابوطالب، قاضی محمد برخوردار ملتانی، زاویہ پبلشرز لاہور
۵۰) ذکرِ حسینؓ، سید افضل حیدر، دوست پبلیکیشنز اسلام آباد
۵۱) ناصر رسولؐ، سید یعقوب حیدری، مکتبہ حیدری جہلم
۵۲) آلِ ابوطالبؑ، سید یعقوب حیدری کاظمی، مکتبہ حیدری جہلم
۵۳) شہیدِ اعظمؑ، سید ریاض علی ریاض بنارسی، اکسیر اعظم گنج بنارس
۵۴) عظمت اھل بیت، ابو احمد محمد مقصود مدنی، چشتی کتب خانہ فیصل آباد
۵۵) مناقب الزھرا، قاری ظہور احمد فیضی، مکتبہ باب العلم لاہور
۵۶) سیدنا حسین بن علیؓ، حکیم محمود احمد ظفر، تخلیقات لاہور
۵۷) سیدنا حسن بن علیؓ، حکیم محمود احمد ظفر، تخلیقات لاہور
۵۸) الاربعین مرج البحرین فی مناقب الحسنین، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور
۵۹) امام اعظم ابوحنیفہؒ شہید اہل بیت، مفتی ابوالحسن شریف اللہ الکوثری، سید احمد شہید اکیڈمی لاہور
۶۰) حادثہ کربلا کا پسِ منظر اور محمد عبدالرشید نعمانی، ڈاکٹر محمد محسن عثمانی ندوی، مکتبۃ الحسن لاہور
۶۱) سیدنا ابوطالبؓ، محمد منشا تابش قصوری، خانقاہِ عالیہ قادریہ سروریہ چھالے شریف گجرات
۶۲) قاسم ولایت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ، مفتی غلام رسول نقشبندی جماعتی، زاویہ پبلشرز لاہور
۶۳) امام حسنؓ اور خلافت راشدہ، مفتی غلام رسول نقشبندی جماعتی، زاویہ پبلشرز لاہور
۶۴) تذکرۂ امام حسینؓ، مفتی غلام رسول نقشبندی جماعتی، زاویہ پبلشرز لاہور

٦٥) آئینۂ امامت سیرت و کردار سیدنا علی بن حسین الملقب امام زین العابدینؒ، میاں نعیم انور چشتی نظامی، زاویہ انٹرنیشنل لاہور
٦٦) تذکرہ امام محمد باقرؒ، مفتی غلام رسول جماعتی نقشبندی، قادریہ جیلانیہ پبلی کیشنز راولپنڈی
٦٧) الصبح الصادق فی فضائل امام جعفر صادقؒ، مفتی غلام رسول نقشبندی جماعتی، زاویہ پبلشرز لاہور
٦٨) تذکرۃ الکاظم لراحۃ ابی قاسم المعروف امام موسیٰ کاظمؒ، مفتی اعجاز احمد، زاویہ پبلشرز لاہور
٦٩) تذکرۃ الرضا لراحۃ المصطفیٰ شہنشاہ ولایت سیدنا امام علی رضاؒ، مفتی ابو محمد اعجاز احمد، زاویہ پبلشرز لاہور
٧٠) شہیدِ کربلا اور یزید، قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند، ادارہ اسلامیات لاہور و کراچی
٧١) محبّ و محبوب مصطفیٰ حضرت ابو طالب، غلام حسن ہاشمی، زاویہ پبلشرز لاہور
٧٢) امام پاکؓ اور یزید پلید، محمد شفیع اوکاڑوی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور
٧٣) حضورؐ کے والدین، طاہر منصور فاروقی، الحمد پبلی کیشنز لاہور
٧٤) والدین رسولؐ اور ایمان حضرت ابو طالبؓ، مولانا محمد اشرف قریشی، مکتبہ جمال لاہور
٧٥) شہادتِ حسینؓ، مولانا ابوالکلام آزاد، مکتبہ جمال لاہور
٧٦) اہل بیت کرام کے ساتھ ''علیہ السلام'' کہنے / لکھنے کا مسئلہ، قاری ظہور احمد فیضی، مکتبۃ باب العلم لاہور
٧٧) اربعین ''علیہ السلام'' لقرابۃ رسول اللہ ﷺ فی صحیح البخاری، عبداللہ دانش، العاصم اسلامک بکس لاہور
٧٨) روضۃ الشہداء، ملا حسین کاشفی، چشتی کتب خانہ فیصل آباد
٧٩) المودۃ فی القربیٰ ترجمہ ذکر العباء، سید وقار علی حیدر، کرماں والا بک شاپ لاہور
٨٠) شاہ است حسینؓ، ابو حمزہ مفتی ظفر جبار چشتی، مشتاق بک کارنر لاہور
٨١) شرح کشف المحجوب، واحد بخش سیال چشتی، الفیصل ناشران و تاجران کتب فیصل آباد
٨٢) شرح خصائصِ علیؓ، قاری ظہور احمد فیضی، مکتبہ باب العلم لاہور
٨٣) حضرت عثمانؓ، ڈاکٹر طٰہٰ حسین، نفیس اکیڈمی کراچی

(۸۴ دنیائے اسلام کا پہلا مؤذن، قاری محمد وسیم اکرم القادری، مکتبہ سراج منیر لاہور
(۸۵ سیرت عائشہؓ، علامہ سید سلیمان ندوی، المصباح لاہور
(۸۶ تذکرۂ حسین بن منصور حلاج، حکیم سید امین الدین احمد، سیرت فاؤنڈیشن لاہور
(۸۷ مناجات امام زین العابدینؓ، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور
(۸۸ ظہور النبیؐ، شیخ دین محمد، تحقیقات لاہور
(۸۹ سوانح کربلا، محمد نعیم الدین مراد آبادی، مشتاق بک کارنر لاہور
(۹۰ شہید ابنِ شہید، علامہ صائم چشتی، چشتی کتب خانہ لاہور
(۹۱ الاحادیث الموضوعۃ فی فضائل معاویۃ، قاری ظہور احمد فیضی، مکتبہ باب العلم لاہور
(۹۲ شانِ کربلا، محمد الیاس عادل، مشتاق بک کارنر لاہور
(۹۳ کربلا کا مسافر، علامہ مشتاق احمد نظامی، زبیر بکس لاہور
(۹۴ (اسرار و رموز) کلیاتِ اقبال، پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی، مکتبہ دانیال لاہور
(۹۵ حضور نبی کریمؐ کے ۶۰ نامور صحابہ کرامؓ، خالد محمد خالد، کتب خانہ شان اسلام لاہور
(۹۶ ذبحِ عظیم، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور
(۹۷ شہادت امام حسینؓ (فلسفہ و تعلیمات)، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منھاج القرآن پبلیکیشنز لاہور
(۹۸ امام حسینؓ اور یزید کے وکیل، ڈاکٹر محمود احمد ساقی، ادارہ اہل سنت و جماعت لاہور
(۹۹ شہادت امام حسینؓ (حقائق و واقعات)، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منھاج القرآن پبلیکیشنز لاہور
(۱۰۰ فضائلِ صحابہ و اہلِ بیت، مولانا محمد علی حسین البکری، شبیر برادرز لاہور
(۱۰۱ فضائلِ صحابہؓ و اہلِ بیتؓ، سید شاہ تراب الحق قادری، اسلامک پبلشر کراچی
(۱۰۲ خلافت و ملوکیت، سید ابوالاعلیٰ مودودی، ادارہ ترجمان القرآن لاہور
(۱۰۳ ناصبیت تحقیق کے بھیس میں، محمد عبدالرشید نعمانی، الرحیم اکیڈمی کراچی
(۱۰۴ سیدنا علی و سیدنا حسینؓ، قاضی اطہر مبارکپوری، مکتبہ سید احمد شہید لاہور
(۱۰۵ تاریخ دعوت و عزیمت، سید ابوالحسن علی ندوی، مجلس نشریاتِ اسلام کراچی
(۱۰۶ الاجابہ فی مناقب القرابہ علیھم السلام، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منھاج القرآن پبلیکیشنز لاہور

۱۰۷) حضرت علیؓ، ڈاکٹر طٰہٰ حسین، نفیس اکیڈمی کراچی

۱۰۸) الصواعق المحرقہ، احمد بن حجر شافعی مکی، شبیر برادرز لاہور

۱۰۹) حضرت ابوبکر صدیقؓ، محمد حسین ہیکل، علم و عرفان پبلشرز لاہور

۱۱۰) مسند فاطمۃ الزہراؓ، جلال الدین سیوطی، شبیر برادرز لاہور

۱۱۱) سیرتِ پنجتن پاک۔ شیخ محمد خیر طعمہ حلبی البختری الشامی، مشتاق بک کارنر لاہور

۱۱۲) شرح اسنی المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب، قاری ظہور احمد فیضی، مکتبہ باب العلم لاہور

۱۱۳) امام حسینؓ و یزید، محمد فیض احمد اویسی، ادارہ تالیفاتِ اویسیہ بہاولپور

۱۱۴) خلافت و ملوکیت پر اعتراضات کا تجزیہ، جسٹس (ر) ملک غلام علی، اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور

هر صبحدم ز خون شہیدان کربلا

خورشید میکشد علمِ آل مصطفیٰ

می سازد از مصیبتِ اولاد مرتضیٰ

بر قد صبح پیرهن خون چکان قبا

(مشہد مقدس میں امام علی رضاؑ کے حرم میں دیوار پر نصب ٹائل پر کندہ اشعار)

ہر صبح شہدائے کربلا کے خون سے رنگین

آلِ مصطفیٰ ؐ کا علم سورج بلند کر دیتا ہے

اولادِ مرتضیٰ ؑ کی مصیبت سے پر سوز اور غمناک

خونچکاں قبا صبح کو پہنا دیتا ہے